روگِ عشق

مکمل ناول

مسلسل بجتی فون کی گھنٹی نے اس کی سوچوں کا تسلسل توڑا۔ وہ جو رات کے پہر اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے تنہائی میں بیٹھی چاند کو دیکھنے میں مصروف تھی اسے پتا ہی نہ چلا وہ کب ماضی میں کھو گئی۔ حسب عادت بلیک کافی اُس کے ہاتھ میں تھی۔ اُس نے گہرا سانس بھر کے خود کو پر سکون کیا اور کال اٹھائی۔

اسلام وعلیکم! جی کون؟

آگے سے جواب نہ پا کر وہ دوبارہ گویا ہوئی جب بات نہیں کرنی ہوتی کچھ بولنا نہیں ہوتا تو فون کیوں کرتے ہو۔ وہ فون رکھنے ہی والی تھی کے مقابل کی آواز پر اسکے ہاتھ ساکت ہوئے۔

وہی آواز ہاں یہ وہی آواز تو تھی۔ جسکو وہ ہزاروں کیا لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ خیالوں میں بھی تو یہ آواز اُسے الجھائے رکھتی تھی۔ وہ کیسے نہ پہنچانتی اِس آواز کو ہاں یہی تو تھا اُسکا ستمگر جس کی وجہ سے وہ اِس حال میں تھی

ہیلو (مدھم مگر بھاری آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی)

فون کرنے کی کوئی خاص وجہ؟

(مقابل کو تھوڑی حیرت ہوئی وہ جانتا تو تھا کہ وہ اسکو پہچان لے گئی مگر ایک لفظ سے ہی پہچان لینا اسکے لئے حیران کن بات تھی۔ پر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اُسنے محبت تھوڑی اسنے تو عشق کیا تھا۔ وہ تو اس ستمگر کی آواز کیا اسکی آہٹ، اسکی خوشبو حتیٰ کہ اسکی سانسوں کو بھی پہچان سکتی ہے)

کیسی ہو؟(مقابل نے مدھم آواز میں پوچھا)

زندہ ہوں۔(اُسکی کرب زدہ آواز پر مقابل نے اپنے جبڑے بھینچے)

معافی مل سکتی ہے؟(مدعا پیش کیا گیا)

شرمندہ ہیں یہ سکون نہیں ملتا؟

شرمندہ ہوں اور سکون تو چار سال سے میسر ہی نہیں ہے۔

خیر میں نے آپکو معاف کیا۔اب کبھی فون نہ کیجئے گا۔

میں جانتا تھا تم اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو۔(پر مسرت لہجے میں کہا گیا)

آپ جانتے ہیں کہ آپ مجھے کبھی سمجھ ہی نہیں سکے۔

مطلب؟(مقابل اک دم ہی سنجیدہ ہوا)

میں آپ سے محبت نہیں عشق کرتی تھی یہ یوں کہہ لیں کہ کرتی ہوں۔اور جانتے ہیں کہ عشق کا رتبہ محبت سے بہت اوپر ہے۔یہ تو بغیر کسی غرض کے ہوتا ہے۔محبوب ملے یہ نہ ملے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اسی لیے آپ مجھے ملیں یہ پھر نہ ملیں مجھے تو عشق کی آگ میں جلنا ہے۔ہاں بس اب بھروسہ اٹھ گیا ہے انسانوں سے۔

کبھی روح کو یہ خوف تھا کہ کھو نہ جائے وہ شخص

آج انا کہتی ہے مجھے چاہیے ہی نہیں.....

اسکی باتوں پر مقابل کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

اب تو بس عشق کی آخری منزل پر پہنچنا ہے۔مر کر اپنے عشق کو امر کرنا ہے۔

خدا کے لیے ایسے نہ کہو وہ تڑپ ہی تو گیا تھا اسکے مرنے کی بات سن کر۔۔ت۔۔۔تم مجھے کچھ بھی کہہ لو مگر خود ک ک کو اسطرح نہ کہو۔

(وہ جو ہمیشہ اعتماد کے ساتھ بولتا تھا آج اسکی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی)

بے ساختا اسکا قہقہہ بلند ہوا مگر اذیت سے بھرپور قہقہہ جسکا اندازہ مقابل کو ہو چکا تھا کہ وہ کس اذیت میں ہے۔

اتنی فکر نہ کریں آپکی کرم نوازی سے موت کو دیکھ چکی ہوں۔شاید تب میرا وقت نہیں آیا تھا تو بچ گئی۔

تم ایسی تو نہیں تھی

(بے اختیار اسنے کہا وہ شوخ اور شرارتی لڑکی کس قدر سنجیدہ ہو چکی تھی۔اسنے اِس لڑکی کو کیا سے کیا بنا دیا تھا۔اسکو اپنے ارد گرد آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی اسنے اپنا سینا مسلا)

آپکی ہی مہربانیاں ہیں۔

میں تمہیں کیسے بتاؤں تکلیف میں تم تھی تو سکون میں تو میں بھی نہیں تھا۔مانتا ہوں میری غلطی تھی لیکن میں بھی تو سکون میں نہیں۔

وہ اسکو کیسے بتاتا کہ وہ اسکے دل میں خاموشی سے داخل ہو چکی تھی۔اسکو تکلیف دے کر وہ خود بھی سکون میں نہ تھا۔سہی ہی تو کہہ رہا تھا وہ جیت کر بھی ہار اسکا مقدر بنی تھی اور وہ ہار کر بھی جیت چکی تھی۔

اب ان باتوں کا مقصد (اسنے سرد لہجے میں کہا)

تو کیا وہ اسکو پتھر کا بنا چکا تھا اور پتھر کو پگھلانا کوئی آسان کام تھوڑی ہے۔

اب دوبارہ یہاں فون نہ کیجئے گا۔جسکو آپ جانتے تھے اسکو آپ خود ہی چار سال پہلے مار گئے تھے۔یہ بات کر کے وہ رکی نہیں اور فون بند کر دیا۔

نیند آنکھوں سے کوسو دور تھی وہ وضو کرنے چلی گئی اب تہجد ادا کر کے لیٹنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ مقابل نے آج رات بھی جاگ کر گزارنی تھی سو وہ سگریٹ کی ڈبی اٹھا کر بالکنی کی جانب بڑھ گیا۔

* _____ *

یہ منظر ملک ولا کا ہے جو وسعی رقبے پر پھیلا اپنی مثال آپ تھا۔ مسز شرمین اپنے بیٹے کے کمرے میں داخل ہوئیں۔ کمرہ نہایت شاندار تھا۔ کمرے میں پڑی ہر چیز کمرے میں رہنے والے کے اعلیٰ ذوق کی مثال تھی۔ کمرے میں سجی ہر چیز کالے رنگ کی تھی۔ وہ وجود جہازی سائز بیڈ پر قمیض کے بغیر اوندھے منہ پڑا نیند کے مزے لوٹ رہا تھا۔ مسز شرمین اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلا گئی۔ انھوں نے آگے بڑھ کر اسکے سر میں انگلیاں چلانا شروع کیں۔

روحان اٹھ جاؤ یونیورسٹی نہیں جانا کیا؟ آٹھ بج گئے ہیں۔

روحان اٹھو یونی نہیں جانا اب انھوں نے اسے دوسری بار پکارا

اس پر اپنی کسی بات کا اثر نہ ہوتا دیکھ انھوں نے کہا

سوئے رہو تمہارے ڈیڈ کو بھیجتی ہوں۔وہی آ کر تمہاری نیند بھگاتے ہیں۔

دھمکی کارآمد ثابت ہوئی اور وہ سیکنڈ کی دیر کئے بنا اٹھا۔

کیا موم آپ بھی نہ اٹھ تو رہا تھا میں روحان نے جواب دیا۔

فریش ہو کر نیچے آؤ میں اور تمہارے ڈیڈ ناشتے پر تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

یہ تھا ملک ولا کا اکلوتا سپوت۔اکلوتے اور لاڈلے ہونے کی وجہ سے ضدی پن، غصہ اسکی عادت کا خاص عنصر تھا۔وہ نک سک سا تیار ہو کر ناشتے کی میز پر پہنچا جہاں ریاست ملک ناشتے کرنے کے ساتھ اخبار پڑھنے میں مصروف تھے۔

اسلام و علیکم ڈیڈ!روحان نے ادب سے سلام کیا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ایک ریاست صاحب ہی تو تھے جن کی وہ ہر بات خاموشی سے سنتا تھا۔ورنہ روحان ملک کسی کی بات سن لے یہ تو نہ ممکن بات تھی۔

وعلیکم سلام!برخوردار آرام سے ناشتہ کرو ریاست صاحب نے روحان کو جلدی جلدی کھاتے دیکھ ٹوکا۔بس ڈیڈ آگے لیٹ ہو گیا ہوں اسنے بریڈ کا آخری نوالا حلق میں اتارا اور خدا حافظ کہتا باہر نکل پڑا۔

گاڑی میں بیٹھا تو فون رنگ ہونا شروع ہو گیا۔فون پر چمکتا علی کالنگ دیکھ اسنے کان میں لگے ائیر پوڈ سے کال یس کی اسکے کانوں سے علی کی پریشانی میں ڈوبی آواز ٹکرائی۔یار روحان کدھر رہ گیا ہے؟تجھے پتا ہے آج پریزنٹیشن ہے اور ہمارے گروپ میں پہلے نمبر پر تو نے پرزنٹ کرنا ہے۔یار تو ٹینشن نہ لے دس منٹ میں پہنچ رہا ہوں بات ختم کر کے اسنے کال کاٹی اور گاڑی پوری سپیڈ سے بھگائی جسکے نتیجہ میں بیس منٹ کا راستہ دس منٹ میں ختم کر کے اب وہ اپنی پریزنٹیشن دے رہا تھا۔لیکچر ختم ہونے کے بعد اب وہ کینٹین کی جانب بڑھ گئے۔

روحان،حارث،علی اور ذیشان کی دوستی کالج میں ہوئی تھی جو وقت کے ساتھ گہری ہوتی گئی اور اب ان سب کا ایک دوسرے کے بغیر گزارا نا ممکن تھا سو ان سب نے بی بی اے میں اڈمیشن لیا اب انکا ساتواں سمسٹر چل رہا تھا۔ریاست صاحب کا شمار ملک کے ٹاپ بزنس مینز میں ہوتا تھا۔روحان نے چونکہ اپنے والد کا بزنس سمبھالنا تھا اسکے علاوہ بزنس میں انٹرسٹ ہونے کی وجہ سے اس نے یہ ڈگری اپنے لئے منتخب کی تھی۔

روحان سرخ و سپید رنگ کا تیکھے نقوش والا ایک مغرور شہزادہ دیکھتا تھا۔ چھ فٹ سے نکلتا قد، مضبوط کثرتی بدن، سیاہ بال جو کام کرتے وقت پیشانی پر بکھر جاتے، عنابی لب، ہلکی شیو، گال پر پڑتے ڈمپلز، کالی گہری آنکھیں جو مقابل کو اپنے سحر میں جکڑ لیتی تھی۔ بلاشبہ وہ وجاہت کا ایک شاھکار تھا۔ وہ مغرور شہزادہ یونی کی لڑکیوں کا کرش تھا۔

ابھی وہ کینٹن میں بیٹھے اپنے اپنے برگر سے لطف اندوز ہی ہو رہے تھے کہ انہیں ایک نسوانی چیخ سنائی دی جب وہ سب اس لڑکی کی طرف متوجہ ہوئے۔ جہاں وہ ٹیبل سے تھوڑی دور کھڑی تھی اور ٹیبل پر موٹی تازی چھپکلی براجمان تھی۔ زویا کی کزن ہانیہ تو پہلے ہی ٹیبل سے دور چلی گئی تھی لیکن وہ وہیں کھڑی تھی۔

اوووویار یہ تم ہو میں ویسے ہی ڈر گئی۔ اب انسان بھی اس طرح اچانک سے سامنے آجائے تو بندہ ڈر جاتا ہے تم تو پھر چھپکلی ہو۔ وہ اس سے ایسے بات کر رہی تھی جیسے صدیوں سے چھپکلی سے شناسا ہو یہ وہ زویا کی کوئی بچھڑی ہوئی دوست ہو۔ باقی سب تو منہ کھولے حیرت سے اس نمونے کو دیکھ رہے تھے۔ وہ چار و بھی اسی کو دیکھ رہے تھے۔

یار چلو تم میری دوست بن جاؤ میں نے تم سے اپنی زندگی کے بہت مسلے شئیر کرنے ہیں۔ پر پہلے تم ایک بات بتاو تم جب دیوار پر چڑھتی ہو تو ادھر سے کیسا ویو نظر آتا ہے؟ اسنے بھرپور سوچنے کی اداکاری کی۔ اور ہم انسانوں کو آنکھیں کھول کھول کر کیوں دیکھتی ہو جیسے ہم تمھاری بھینس چرا کر بھاگے ہیں۔ زویا نے باقاعدہ اپنی آنکھوں کو اپنی انگلیوں سے بڑھا کیا تھا۔ اسکی اداکاری دیکھ کینٹن میں بیٹھے سٹوڈنس ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔

جبکہ اسکے منہ کے زاویے دیکھ روحان کا دلکش قہقہہ کینٹین میں گونجا تھا۔ جس سے زویا اسکی طرف متوجہ ہوئی۔ بھوری آنکھیں گندمی رنگت، حجاب کے ہالے میں اسکا معصومیت بھرپور چہرا روحان ملک کو ساکت کر گیا تھا۔ اب وہ روحان سے مخاطب تھی۔

بھائی آپ دو منٹ چپ رہیں دیکھ نہیں رہے آپ میری اتنی اہم میٹنگ چل رہی ہے مس چھپکلی سے۔

وہاٹ بھائی! روحان کے منہ سے سرگوشی میں نکلا جہاں ساری لڑکیاں اسکی ایک نظر کی منتظر رہتی تھی یہ لڑکی اسے بڑے آرام سے بھائی کہہ گئی تھی۔

اک دم پھر زویا بلند آواز میں بولی جہاں سارے روحان کی طرف متوجہ تھے ہڑبڑا کر زویا کو دیکھنے لگے۔اب منظر کچھ یوں تھا کہ مس چھپکلی تیزی سے ٹیبل کے نیچے زویا کی طرف آرہی تھی پر اب وہ بھی زویا کی اونچی آواز سن کر دہل گئی تھی اور جہاں تھی وہیں رک گئی۔

میں نے تمہیں دوستی کا کہا اسکا مطلب یہ نہیں تم بھاگی آؤ میرے گلے لگنے کے لئے۔ اب چونکہ وہ زویا کے پاس تھی بے اختیار گھبراہٹ میں اسکے منہ سے بے ربط جملے نکلے۔ہانیہ جو کب سے اسکے تماشے دیکھ رہی تھی اسکو کھینچ کر اپنے ساتھ لے گئی۔جاتے ہوئے بھی وہ مس چھپکلی کو خدا حافظ کہنا نہ بھولی تھی۔

خدا حافظ مس چھپکلی اگلی دفعہ جب ہانیہ کے پیسوں کی بریانی کھانے آؤ گئی پھر ملاقات ہو گئی۔

یہ کون تھی۔روحان نے پوچھا

جونیئر ہے سی ایس ڈپارٹمنٹ پہلا سمسٹر پر سنا ہے بہت شرارتی ہے۔جواب حارث کی طرف سے آیا۔

روحان سر ہلا کر برگر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

* _____ *

زویا اور ہانیہ کزنز کے ساتھ بچپن کی دوستیں تھی۔دونوں ایک دوسرے کے لئے کھولی کتاب تھی۔زویا کا تعلق زیادہ امیر گھرانے سے نہ تھا۔صدیقی صاحب سرکاری ملازمت کرتے تھے۔جبکہ ہانیہ کے والد ماجد

صاحب اپنا بزنس کرتے تھے۔ماجد صاحب کے دو بچے ہیں بازل اور ہانیہ۔جبکہ صدیقی صاحب کی ایک بیٹی زویا ہے جن میں انکی جان بستی ہے۔بازل ماجد صاحب کے ساتھ بزنس سمبھالتا ہے۔جبکہ ہانیہ اور زویا پڑھائی کر رہی ہیں۔ماجد صاحب بڑے بھائی اور صدیقی صاحب چھوٹے بھائی ہیں۔دونوں فیملیز ایک ہی گھر میں رہائش پذیر ہیں۔

باہر لاؤنج سے آتی ماما پانی دے دیں زویا کی اونچی آوازوں نے گھر والوں پر اس بات کا اعلان کر دیا تھا کہ زویا اور ہانیہ یونی سے آگئی ہیں۔

کتنی بار کہا ہے اس لڑکی کو کہ آرام سے بولا کرے پر نہیں آتے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔غصے سے لال پیلے ہوتی مسز زارا صدیقی نے کہا۔

ارے زارا رہنے دو بچی ہے۔ابھی آئی ہے ڈانٹنے نہ لگ جانا۔اور ویسے بھی گھر کی رونق ہے۔مسز شازیہ ماجد نے کہا۔

رہنے دیں بھابھی آپ نے اور صدیقی صاحب کے لاڈ نے بگاڑ دیا ہے اسے زارا بیگم نے خفگی سے کہا۔شازیہ بیگم انکی بات پر مسکرا دیں۔

زارا بیگم پانی پکڑے باہر گئی۔ہیلو زارا ڈارلنگ کیسی ہیں آپ زویا نے آنکھ ونک کر کے کہا۔

بس یہاں پر زارا بیگم کی بس ہوئی تھی وہ عاجز آچکی تھی اپنی بیٹی کی ان حرکتوں کی وجہ سے انھوں نے پانی کا گلاس میز پر پٹخا اور اپنی چپل اٹھائی۔اس سے پہلے کے فلائنگ چپل اسکے سر، منہ یا کمر کی زینت بنتی زویا ہنستی ہوئی صوفے سے چھلانگ لگا کر کچن کی طرف بھاگی۔

تائی امی بچائیں زویا چیختی ہوئی شازیہ بیگم کے ساتھ لپٹی تھی۔

ارے ارے ہوا کیا ہے۔شازیہ بیگم نے کہا۔

امی چپل لے کر آرہی ہیں۔شازیہ بیگم نے زویا کے سر پر چپت لگاتے کہا نہ تنگ کیا کرو زارا کو۔ہانیہ کچن میں داخل ہوئی تو سامنے منظر دیکھ کر منہ بنا کر گویا ہوئی

بس ماما آپ اس زویا کی بچی کو ہی گلے سے لگا کر رکھا کریں میں تو جیسے سوتیلی ہوں نا۔

اوو بس کرو بی بی تم نے جو میری زارا ڈارلنگ پر قبضہ کر رکھا ہے۔زویا کہاں چپ رہنے والی تھی فوراً حساب بے باک کیا۔اچھا اب تم دونوں بس کرو اور جاؤ فریش ہو کر آؤ میں کھانا لگاتی ہوں۔وہ دونوں جی اچھا کہہ کر اپنے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔

* *

آج لاہور کا موسم صبح سے ہی خوشگوار تھا۔ آج وہ سب ایک ساتھ بیٹھے تھے۔ یہ سب اس حسین موسم کی وجہ سے ممکن ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے کمرے میں ہی رہتی تھی۔ ایک عرصہ ہو گیا تھا اسکو موسم کی خوبصورتی بھی اپنی طرف مائل نا کر سکی تھی۔ لیکن آج وہ سب کے کہنے پر باہر سب کے ساتھ موجود تھی۔ جہاں سب کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔ وہیں وہ واحد تھی جو ہاتھ میں بلیک کافی کا مگ تھامے بیٹھی تھی اور گھونٹ گھونٹ کر کے اسکی کڑواہٹ کو محسوس کر رہی تھی۔

ان چار سالوں میں سب ویسا ہی تھا بس بدلی تھی تو وہ حالات نے اسے سنجیدہ اور خاموش بنا دیا تھا۔ اسکو خاموش دیکھ کر اسکی دوست + کزن نے بات کا آغاز کیا۔

آج اتنے وقت بعد ساتھ بیٹھے ہیں تم کچھ سنا ہی دو۔

میں سنا دیتی لیکن میں نے کافی عرصے سے گانا چھوڑا ہوا ہے۔

اب یوں مت کہو اور سناو کچھ۔ باتیں کر کے ہم بور ہو چکے ہیں۔ باقی کزنز نے بھی اس بات پر زور دیا۔

اچھا ٹھیک ہے۔(اسنے یک لفظی جواب دیا)اور آنکھیں بند کرلی۔ آسمانوں سے گرتی بارش کی بوندیں اور ٹھنڈی پر کیف ہوا ایک خوبصورت تاثر پیدا کر رہی تھی۔اس ماحول میں ایک دھیمی سی آواز بہت بھلی لگ رہی تھی۔

اتنا تیرا انتظار کیا

(اسکی یادوں کے پردوں میں چار سال لہرائے)

دل کو خفا سو بار کیا

تجھ سے وفا میں نے کی اس قدر

(اسکے سامنے وہ حسین چہرے والا شخص کھڑا تھا۔تم مجھ سے کبھی دور نہ جانا۔پتا نہیں حکم دیا گیا تھا یہ درخواست کی گئی تھی جو بھی تھا پر لہجہ جنونی تھا۔اسنے ہنس کر جواب دیا نہیں جاؤں گی۔)

تیری جدائی سے پیار کیا

ٹوٹ جائیں جو رشتے،لازمی تو نہیں

کہ دلوں سے محبت ہو ختم

(تصور میں اسکا ہنستا ہوا چہرا نظر آیا گال پر پڑھتے گڑھے معدوم ہو کر ابھرتے تو اس دیوانی کو لگتا اسکا دل ان میں ڈوب کر ابھرا ہے)

اسکی پر سوز آواز نے چار و طرف ایک فسوں پھیلا رکھا تھا۔ کیا نہیں تھا اسکی آواز میں تڑپ کرب اذیت صاف محسوس ہو رہا تھا۔ انا کا محل قائم رکھنے کے لئے اسکے خالص جذباتوں کی دھجیاں اڑا دی گئی تھی ۔ ہاں اسنے شکست کھائی تھی اسکی آواز میں چھپا درد بتا رہا تھا کہ محبت میں ہاری ہوئی لڑکی ٹوٹ کر بکھر چکی ہے۔

بارشوں میں جب یاد آتے ہو تم

بھیگ جاتا ہوں میں مسکراتے ہیں غم

میں زمیں کی طرح ترستا ہوں پیار کو

بادلوں کی طرح لوٹ آؤ صنم

اسنے آنکھیں کھولی جن میں ہلکی سی نمی تھی۔ آنکھیں ضبط سے حد درجہ تک سرخ ہو چکی تھی۔ اسکی کزنز میں بیٹھی اسکی کزن + دوست ہانیہ اپنی عزیز جان دوست کی حالت دیکھ کر رہ گئی۔ اسکے گائے ہوئے لفظوں نے سب پر سکوت طاری کر رکھا تھا۔ آج وہ اپنے دل کے درد کو الفاظوں سے بیان کر رہی تھی۔ وہ کچھ پل رکی اور دوبارہ آنکھیں بند کر گئی۔

چھوڑ کے مجھکو جہاں بیٹھے ہو

(زویا روحان کل ہی انگلینڈ جا چکا ہے۔ اسے ایک آواز سنائی دی)

کیسا وہاں نظارہ لگتا ہے

توڑ کے پیروں میں جو رکھا ہے

وہ دل ہمارا لگتا ہے

(ر۔۔رو۔۔روحان آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ زویا کو اپنی آواز کھائی سے آتی معلوم ہوئی۔ تمھارے سو کالڈ ایٹیٹیوڈ کو ختم کرنے کے ل ئے۔ میں روحان ملک جس کے آگے ہزاروں لڑکیاں گھومتی ہیں مجھ سے دوستی کے ل ئے مرتی ہیں ۔پہلی بار تمہیں دوستی کرنے کا کہا اور تم نے کیا کیا؟ میری بات نہ مان

کر میری توہین کی۔زویا بے بی تم نے سوچ کیسے لیا کہ میں تمھیں ایسے ہی چھوڑ دونگا۔جب تم نے مجھے تھپڑ مارا تھا فیصلہ تو میں تب ہی کر چکا تھا تمھاری ذات کو اگر دو کوڑی کا نہ کر دیا تو میرا نام بھی روحان ملک نہیں۔وہ مکروہ قہقہہ لگا کے ہنسا۔

زویا کی آنکھوں سے لڑیوں کی صورت آنسو جاری تھے۔ہاں میں نے جان کے محبت کا کھیل کھیلا اور دیکھو تم میرے پیار میں پاگل ہو گئی۔اس کے اندر کچھ چھن سے ٹوٹا ہاں وہ اسکا دل ہی تو تھا جسکو وہ ظالم بڑی بے رحمی سے توڑ چکا تھا۔وہ لڑکی جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتی تھی۔عشق کو فقط افسانوی باتیں سمجھتی تھی نہ عشق کی آگ میں جلی تھی آج راکھ بھی ہو چکی تھی۔

وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح اسکے قدموں میں گھٹنوں کے بل گری۔وہ جو کسی سے کچھ مانگنا اپنی شان کے خلاف سمجھتی تھی آج اس بے حس شخص کے سامنے اپنے عشق کی بھیک مانگ رہی تھی۔پلیز روحان میرے ساتھ ایسا نہ کریں۔خدا کے لئے ایسا نہ کریں م۔۔م۔۔میں مر جا۔۔جاؤں گئی۔اسنے ہچکیوں کے درمیان اپنی بات مکمل کی۔روحان نے قہقہہ لگایا اور سرد لہجے میں کہا تو مر جاؤ۔عشق

(بربادی)مبارک ہو اور وہ بے حس اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔جاتے ہوئے اسکی ہنسی، اسکا دل بھی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔بدلے میں اسے اذیت، درد اور ملال سونپ گیا تھا۔)

جانتا ہوں میں یوں تو تم کبھی نہ ملو گے

پھر بھی تم کو ہی ڈھونڈیں یہ قدم

بارشوں میں جب یاد آتے ہو تم

بھیگ جاتا ہوں میں مسکراتے ہیں غم

گانا ختم کر کے اسنے آنکھیں کھولیں ضبط سے چہرہ اور آنکھیں حد درجہ سرخ ہو چکی تھی۔یوں لگ رہا تھا کے وہ ابھی پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے گئی۔کزنز اسکو داد دے رہے تھے۔پر وہ بے حس و حرکت بیٹھی تھی۔وہ تو آج پھر ماضی کے اوراق میں کھو چکی تھی۔اسے کہاں کسی چیز کا ہوش تھا۔ہانیہ کی آنکھوں میں زویا کی حالت دیکھ کر آنسو آگ ئے۔جب دل کا درد حد سے بڑھ گیا زویا کو لگا کے آنسو بغاوت کر کے پلکوں کی باڑ توڑ کہ باہر آ جائیں گے تو وہ اٹھ کر چلی گئی۔

ہمیشہ کی طرح ماضی میں کھو کر اسکی بلیک کافی ادھوری رہ گئی تھی۔اسی کی طرح ادھوری۔

_____

زویا یار جلدی کر بازل بھائی نے دیکھ لیا تو دونوں کی واٹ لگے گئی۔یار نہیں دیکھتے وہ اپنے روم میں ہیں۔بس تم ایسی شکل بنا کر مجھے بھی نہ ڈراؤ۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟ بازل کی بھاری غصیلی آواز انکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

زویا جو دیوار کے ساتھ لٹکی ہمسایوں کے گھر سے امرود اتارنے کی تگ و دو میں تھی آواز سن کر گھبرائی اور اپنا بیلنس برقرار نا رکھنے کی وجہ سے دھڑم کی آواز کے ساتھ زمین بوس ہوئی۔

جہاں ہانیہ نے اپنا قہقہہ گھونٹا وہیں بازل نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔

بازل بھائی آپ یہاں آپ تو اپنے روم میں تھے۔زویا منمنائی

جی میں اپنے ہی روم میں تھا لیکن کھڑکی سے تمھیں بندروں کی طرح لٹکتے دیکھ یہاں آیا ہوں۔

زویا اب آپ بتانا پسند کریں گی کہ آپ یہاں کیوں لٹک رہی تھی۔

وہ بھائی میں امرود توڑنے کے لئے لٹکی میرا مطلب دیوار پہ چڑھی تھی۔پر قسم لے لیں بھائی ابھی بس ایک ہی امرود توڑا تھا اور آپ آ گئے میں اتنی زور سے گری ہوں۔مجھے لگ رہا ہے میری کوئی ہڈی لازمی ٹوٹی ہے۔

زویا نے گھبرا کر نان سٹاپ ایک ہی سانس میں اپنی بات ختم کی کہ یہ نا ہو بازل اسے ڈانٹ دے۔

جبکہ زویا کے انداز پہ بازل نے ہونٹ دبا کر اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔بازل نے ہمیشہ اسے ہانیہ کی طرح سمجھا تھا۔ہانیہ کی طرح زویا بھی اسے بہت عزیز تھی۔اسنے مصنوعی غصے سے کہا

چلو اب دونوں اندر جاؤ بازل نے کہا۔

وہ دونوں جی اچھا کہہ کر اندر بڑھ گئیں۔

یار ہانیہ بات سن صبح یونی میں کسی کا شکار کریں۔زویا چپ کر کے سو جاؤ ہر وقت بس شرارتیں ہی سوجھتی رہتی ہیں۔

اچھا نا سو رہی ہوں زویا نے منہ بسور کے کہا۔

ہانیہ جو بک شاپ سے اکاؤنٹنگ کے نوٹس کاپی کرا کے گراؤنڈ کی طرف بڑھ رہی تھی راستے میں کسی چوڑے وجود سے ٹکرائی۔ تصادم اتنا زبردست تھا کہ اسکے منہ سے کراہ نکلی۔ مقابل نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے گرنے سے بچایا۔ وہ جلدی سے سمبھل کے مقابل کی باہوں کی گرفت سے آزاد ہوئی لیکن نظر اٹھا کر مقابل کو دیکھنے کی غلطی نہ کی تھی۔ہانیہ کے نوٹس زمین پر بکھر چکے تھے۔

اندھی ہو نظر نہیں آتا کیا مقابل کی دھاڑ پر وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔

نظریں ہنوز جھکی ہوئیں تھی۔

آئی ایم سوری!

حارث نے نظر اٹھا کر اسکی طرف دیکھا شفاف رنگت سر پر سلیقے سے ڈوپٹہ جمائے نظریں جھکائے وہ کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی۔ یہ لڑکی مختلف تھی حارث کے دل نے اعتراف کیا اگر اسکی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو لڑنے بیٹھ جاتی کیونکہ غلطی حارث کی تھی۔اپنے اوپر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر کے اسنے نظر اٹھائی حارث تو اسکی آنکھوں میں کھو گیا۔ہیزل آنکھوں نے اسے اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا۔ہوش کی دنیا میں آتے اسنے رعب دار آواز میں ہانیہ کو مخاطب کیا۔

لڑکی نام کیا ہے تمھارا۔

ہانیہ نے اسکی طرف دیکھا گندمی رنگت، بھورے بال، گرے آنکھیں، ہلکی سی بیئرڈ کالی شلوار قمیض پہنے وہ وجاہت سے بھرپور اسکی طرف آنکھیں چھپکائے بغیر دیکھ رہا تھا۔ناجانے اسکی نظروں میں ایسا کیا تھا کہ وہ حارث کی نظروں کی تاب نہ لاتے ہوئے نظریں جھکا گئی۔

میں نہیں بتاؤں گئی۔ہانیہ منہ بسورتے منمنائی۔

اسکا جواب سنتے مقابل نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھوراوہ اس سے پہلے کچھ بولتا ہانیہ اس طرح بھاگ کے غائب ہوئی جیسے گدھے کے سر سے سینگھ۔اسکے بھاگنے پر بے ساختہ مقابل کے عنابی لبوں پر مسکراہٹ پھیلی۔

ڈرپوک حارث نے اسے نام سے نوازہ اور جھک کر اسکے نوٹس اکٹھے کرنے لگا۔نوٹس پر تحریر نام پڑھ کے وہ مسکرایا۔ہانیہ میڈم اپنے نوٹس تو لیتی جاتی پر خیر میں دے دوں گا۔وہ نوٹس بعد میں ہانیہ کو دینے کا ارادہ کر کے روحان کے پاس جانے کے لئے بڑھ گیا۔

حارث کا تعلق ایک رئیس خاندان سے تھا۔اسکے والد اپنے علاقے کے سردار تھے۔حارث کی ایک چھوٹی بہن بھی تھی جسکا نام سائرہ تھا۔چونکہ حارث کو بزنس میں خاصی دلچسپی تھی اسی لئے اسنے بزنس پڑھنے کا ارادہ کیا۔وہ اپنے علاقے کا اکلا سردار تھا۔لیکن اسنے سوچ رکھا تھا کہ وہ سرداری سمبھالنے کے ساتھ اپنا بزنس بھی کرے گا۔

روحان اور حارث لیکچر سے فری ہو کر گراؤنڈ میں گئے جہاں انھیں زویا کے ساتھ ہانیہ بیٹھی نظر آئی ۔وہ زویا کو پہچان گئے تھے۔

حارث یہ کینٹین والی آفت ہے نا؟ روحان نے کہا

ہاں ہے تو وہی لیکن ہانیہ اسکے ساتھ کیا کر رہی ہے۔

کون ہانیہ؟ روحان نے پوچھا

یار وہی جسکے نوٹس واپس کرنے ہیں۔

چل آ پھر دیکھتے ہیں روحان نے کہا اور وہ دونوں انکی جانب بڑھ گئے۔

ہانیہ سر نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ چلو کلاس سے باہر نکالا تو ٹھیک ہے پر میری اسائمنٹ سے دو نمبر یار پورے دو نمبر ہی کاٹ لئے۔زویا کچھ نہیں ہوتا دو نمبر ہی تو ہیں ہاں نہ ہانیہ میں بھی تو یہی کہہ رہی ہوں پورے دو نمبر کاٹ لئے اس نے رونی شکل بنا کر کہا۔

روحان اور حارث جو کب سے انکی بات سن رہے تھے دو نمبر کٹنے کی وجہ بے تابی سے جاننا چاہتے تھے۔بلآخر روحان زچ ہو کر بولا۔

نمبر کٹنے کی وجہ کیا تھی۔

زویا نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا آپ کو کیوں بتاؤں اور آپ کب سے ہماری باتیں سن رہے تھے۔ہانیہ بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔حارث نے گڑبڑا کر جواب دیا۔وہ ہم ہانیہ کو نوٹس دینے آئے تھے یہ کہہ کر اسنے نوٹس آگے کیے جنھیں ہانیہ نے تھام کر شکریہ کہا۔

اچھا اب بتا دو نمبر کیوں کٹے۔روحان نے پھر پوچھا۔

جب سر بورڈ پر لیکچر لکھ رہے تھے تو میں کلاس میں جہازوں کی لینڈنگ کروا رہی تھی۔میں بور ہو گئی تو میں نے ریزر اٹھا کر کلاس فیلوز کو مارنا شروع کر دیا پر وہ غلطی سے ٹکلے سر کی ٹنڈ پر لگ گیا اور سر بلبلا اٹھے۔

ہونا کیا تھا پھر ساری کلاس کے سامنے عزت کی اور یہ سب ہوا. سر نے آج فائنل اکاؤنٹ جو پڑھایا ہے اسکا کل کے لئے ٹیسٹ بھی دے دیا ہے لیکن مجھے آتا ہی نہیں ہے میں نے لیکچر ہی نہیں سنا تھا۔زویا نے ساری بات بتائی اور آخر میں پھر رونی صورت بنائی

جس پر حارث اور روحان نے مسکراہٹ ضبط کی۔کوئی بات نہیں روحان ہے نا یہ سمجھا دے گا۔آفٹر آل بی بی اے کا ٹاپر ہے۔اسکی بات پر زویا نے روحان سے کہا۔

کیا آپ سمجھا دیں گے؟ زویا نے اتنی معصومیت سے آنکھوں کو گھماتے سوال کیا کہ روحان انکار ہی نہ کر سکا۔

جی دیکھائیں میں سمجھا دیتا ہوں۔روحان نے کہا

پھر وہ دونوں بھی ہانیہ اور زویا کے پاس بیٹھ گ ئے۔ جتنی دیر تک روحان انکو سمجھاتا رہا اتنی دیر حارث نے اپنی نظریں ہانیہ پر مرکوز رکھی۔ جبکہ ہانیہ حارث کی نظروں سے گھبرا کر کافی ڈسٹرب رہی۔

آخر چالیس منٹ بعد روحان ان دونوں کو ٹوپک سمجھانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

تھینک یو سو مچ بھائی۔زویا نے روحان کو کہا۔

خبر دار اب جو مجھے بھائی کہا تو لڑکی تمہاری خیر نہیں۔روحان کا تو پارا ہی ہائی ہو گیا تھا آج دوسری دفعہ زویا نے اسے بھائی کہا تھا جو اسے بالکل پسند نہ آیا۔اسکی کزنز اسے بھائی کہتی تھی پر زویا کے منہ سے اپنے ل ئے بھائی کا لفظ پتا نہیں کیوں اسے بہت ناگوار گزرا تھا۔وہ خود بھی نہیں جانتا تھا ایسا کیوں ہے۔

لڑکی نہیں زویا،زویا صدیقی نام ہے میرا۔اور اسکا ہانیہ اور ہم دونوں کزنز ہیں۔ہانیہ نے تو بولنا نہیں تھا اسی ل ئے زویا ہی بول پڑی۔

اور آپ لوگ؟ہانیہ نے اب گفتگو میں حصہ لیا تھا۔اسکا اشارہ ان دونوں کے تعارف کی طرف تھا۔

روحان ابھی بولتا کے حارث بول اٹھا میں حارث خان ہوں اور یہ روحان ملک ہے۔ علی اور ذیشان جو ان دونوں کو ڈھونڈتے گراونڈ میں آئے تھے۔ان کو کسی سے بات کرتا دیکھ ادھر ہی آگ ئے۔

اور میں ذیشان اور میں علی ان دونوں نے بھی اپنا تعارف کروایا۔وہ دونوں کہاں پیچھے رہنے والے تھے۔

ہم چاروں بی بی اے کے ساتویں سمسٹر کے سٹوڈنٹ ہیں۔حارث نے باقی کا تعارف کروایا۔

آپ سب سے مل کر اچھا لگا۔اب ہم چلتے ہیں ہمارا لیکچر ہے۔

خدا حافظ !وہ دونوں کہہ کر چلی گئیں اور وہ سب بھی جواب دیتے کینٹن کی جانب بڑھ گ ئے۔

* _____ *

کچھ دن بعد حارث کسی لڑکے کے ساتھ کھڑا کچھ دن تک یونی میں ہونے والے فنکشن کے بارے میں بات کر رہا تھا اچانک نظر ہانیہ پر پڑی تو اسکا خون کھول گیا۔وہ لڑکے سے اکسکیوز کرتا ہوا تن فن کرتا ہانیہ کے پاس پہنچا۔

ہانیہ کیا کر رہی ہو یہاں؟ حارث کے آنے سے ہانیہ حیران ہوئی، اوپر سے اسکا دھونس جماتا لہجہ ہانیہ تو اسے دیکھ کر رہ گئی۔

ہانیہ چلو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔ اور تم اب وہ ہانیہ کے ساتھ کھڑے لڑکے کی طرف متوجہ ہوا۔

چلو بھاگو یہاں سے جو بات کرنی ہے بعد میں کرنا۔ خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے حارث نے اس لڑکے سے کہا۔ اسکو بھیج کہ اب وہ ہانیہ کی طرف متوجہ ہوا۔

ہانیہ کو کلائی سے جکڑتا وہ اسے یونی کے قدرے خاموش گوشے میں لے آیا جہاں سٹوڈنٹس نہ ہونے کے برابر تھے۔ راستے میں مسلسل ہانیہ کی مزاحمت جاری تھی لیکن وہ اسکی باتوں پر کان دھرے بغیر اسے یہاں لے آیا۔ حارث نے ہانیہ کی کلائی زور سے جھٹکی جس کے نتیجے میں وہ دیوار کے ساتھ جا لگی۔ وہ حارث کے جارحانہ تیور دیکھ کر بہت خوفزدہ ہو چکی تھی۔ اب حارث قدم بہ قدم اسکی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہانیہ تو دیوار میں گھسنے کو تھی۔

کون تھا وہ؟ حارث نے نہایت سرد لہجے میں کہا۔

ہانیہ جو پہلے ڈری ہوئی تھی اسکا لہجہ سن کر خوف کے مارے اسکا ننھا دل کانپ کر رہ گیا۔

ک۔۔ک۔۔کلاس فیلو تھا۔اسکے بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی اسکی آواز کانپ گئی۔

کیا کرنے آیا تھا وہ تمھارے پاس؟ لہجہ ہنوز سخت تھا

آپ پلیز دور رہ کر بات کریں ہانیہ نے کہا۔حارث جو پہلے ہی اسے کسی لڑکے سے ہنستے باتیں کرتے دیکھ غصے میں تھا اوپر سے اس لڑکے کی نظریں وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا وہ نظریں عام نہ تھی جذبات سے بھرپور نظریں حارث سے مخفی نہیں رہ سکی تھی۔ہانیہ کی اس بات نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔

یہ میری بات کا جواب نہیں ہے ہانیہ ماجد۔اب کی بار وہ غصے سے دھاڑا تھا۔ہانیہ جو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی اسکی دھاڑ سن کے باقاعدہ رونے لگی تھی۔

وہ نوٹس لینے آیا تھا۔ھانیہ روتے ہوئے سو سو کرتے اتنی کیوٹ لگی کہ حارث کا دل چاہا اسکی نم آنکھوں کو چھو کر اسکے آنسو صاف کر دے۔لیکن فلحال وہ ایسا کوئی حق نہیں رکھتا تھا سو خواہش کو سینے میں ہی دبا گیا۔
حارث کا غصہ ہنوز ختم نہ ہوا تھا۔اسنے اب ہانیہ کی کلائی پکڑ کے دیوار کے ساتھ پن کی تھی۔گرفت اتنی مضبوط تھی کے ہانیہ چاہ کر بھی نہ چھڑا سکی۔

آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔پلیز مجھے جانے دیں ہانیہ نے بے بسی سے کہا۔

اس میں میرا قصور نہیں سارا قصور تمھارا ہے تمھیں کس نے کہا تھا کہ اس خان کے دل میں خاموشی سے داخل ہو جاؤ۔اسکے دل پر قبضہ کر لو۔ہانی جان تم جانتی ہو تمھاری یہ آنکھیں ایک ہفتے سے مجھے سکون نہیں لینے دے رہی۔حارث کی ایسی باتوں پر ہانیہ کا پارا چڑھا تھا۔

بکواس بند کرو اپنی تم اتنے گھٹیا ہو گے میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔وہ آپ سے تم پر آ گئی تھی۔ہانیہ کا حارث کو تم کہنا حارث کے جلال کو ہوا دے گیا تھا۔وہ جو پہلے لحاظ کرتا دو قدم کی دوری پر کھڑا تھا کلائی ہنوز اسکی گرفت میں تھی اب ان قدموں کا فاصلہ بھی مٹا چکا تھا۔اب ان دونوں میں فاصلہ انچ بھر کا تھا۔حارث کو اپنے اتنے پاس دیکھ کر ہانیہ کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو چکے تھے۔اس نے حارث کو دیکھ کر اپنا گلہ تر کیا۔حارث اب اسکے کان کے قریب جھکا تھا۔

آپ کہو ہانی جان حارث نے کہا۔

ہانیہ نے نفی میں سر ہلایا نہیں بولو گی ہانیہ نے کہا۔حارث نے ہانیہ کی کلائی پر گرفت اور مضبوط کی درد کی وجہ سے اسکے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

مجھے درد ہو رہا ہے ہانیہ نے روتے ہوئے کہا۔ وہ ہاتھ چھڑانے کے لئے مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔ پر کہاں وہ چھبیس سالہ مضبوط مرد اور کہاں ہانیہ دھان پان سی لڑکی۔

تو میں کیا کروں حارث نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

مجھے جانے دو ہانیہ نے التجایا لہجے میں کہا۔

ایسے نہیں ہانی جان پہلے کہو حارث آپ پلیز مجھے جانے دیں۔

حارث مجھے جانے دو۔ ہانیہ نے ہچکیوں کے درمیان کہا

جانِ حارث ایسے نہیں۔ حارث نے کہتے ساتھ اسکی دونوں کلائیوں پر گرفت اور مضبوط کی۔

آاہہہ حارث پلیز میرا ہاتھ چھوڑ دیں پلیز مجھے جانے دیں۔ ابکی بار پکڑا اتنی مضبوط تھی کہ ہانیہ کی کراہ نکلی نہ چاہتے ہوئے بھی اسنے یہ الفاظ ادا کیے

حارث نے اسکا ہاتھ چھوڑا اور دور ہو کر کھڑا ہو گیا۔ہانیہ نے اپنی کلائی دیکھی جہاں اب نشان پڑ چکا تھا۔

جنگلی اسنے سرگوشی میں کہا لیکن سرگوشی کی آواز اتنی تھی کہ حارث سن سکتا تھا۔وہ ہانیہ کی طرف یہ کہتے ہوئے لپکا

ادھر آؤ میں تمھیں بتاؤں کہ میں کتنا جنگلی ہوں پر ہانیہ دوڑ لگا چکی تھی اور زویا کے پاس پہنچ کے ہی اس نے سانس لیا۔

ہائے میرے دل کی ڈرپوک ملکہ بھاگ لو جتنا بھاگنا ہے آخر بعد میں آنا تو میری ہی دسترس میں ہے۔حارث نے ہانیہ کو بھاگتے دیکھ کہا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہاں سے چلا گیا۔

زویا نے ہانیہ کو دیکھا تو اک دم پریشان ہو کر اسکی طرف بڑھی۔

ہانیہ کیا ہوا ہے؟ زویا نے فکر مندی سے پوچھا۔ ہانیہ جسکی رونے کی وجہ سے آنکھیں اور ناک سرخ ہو چکی تھی ہاتھوں میں اب بھی ہلکی سی لرزش تھی اسنے زویا کو دیکھ کر شکر کا سانس لیا۔

زویا میرے سر میں بہت درد ہو رہا ہے چلو گھر چلیں۔

پر ہانیہ ابھی ہمارا لیکچر رہتا ہے زویا نے حیرت سے منہ کھول کے کہا۔ زویا کے لئے یہ بات کسی شاک سے کم نہ تھی کہ ہانیہ لیکچر مس کرنے کا کہہ رہی ہے۔

کوئی بات نہیں زویا چلو بس گھر چلیں۔

ٹھیک ہے چلو زویا نے جواب دیا۔ اور وہ دونوں گھر کے لئے نکل گئیں۔

* _____ *

روحان بالکنی میں کھڑا اپنی کافی سے انصاف کر رہا تھا۔زویا کی باتیں سوچ کر اسکے عنابی لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔اسنے اپنے آپ کو سرزنش کی۔

روحان ملک کیا ہو گیا ہے کیوں اس لڑکی کو سوچے جا رہے ہو۔کم سے کم چار،پانچ سال چھوٹی ہے وہ تم سے۔اس نے خود کو سرزنش کی۔

روحان فون کی گھنٹی سن کر سوچوں سے باہر نکلا۔اسنے کال پک کی ہاں ذیشان آرہا ہوں۔یہ کہہ کر اسنے کال کاٹ دی۔

روحان نے بائیک کی چابی اور ہیلمٹ اٹھایا اور باہر نکل گیا۔

سڑک پر چھائے پر اسرار سناٹے کو ہیوی بائیکس کی آوازوں نے ختم کیا۔

ذیشان یہ روحان کیا کر رہا ہے۔اسکو پتہ بھی ہی آج جیتنا کتنا ضروری ہے پھر یہ تماشے لگا رہا ہے۔علی نے تپ کر کہا۔

علی وہ روحان ملک ہے مقابل کو جیت کی خوشی سے واقف کروا کے دردناک ہار اسکا مقدر بناتا ہے۔میں یقین سے کہہ سکتا ہوں یہ جان بوجھ کے ایسا کر رہا ہے۔جواب حارث کی طرف سے آیا تھا۔

منظر اب یوں تھا جہاں پہلے عمار کی بائیک ہواؤں سے باتیں کرتی روحان سے بہت آگے تھی اب روحان ملک کی بائیک ایک ہی جست میں عمار کی بائیک کراس کر کے باؤنڈری تک پہنچ چکی تھی۔

عمار نے اسکو جیتتے دیکھ خون آشام نظروں سے روحان کی طرف دیکھا۔جیسے کہنا چاہ رہا ہو تمھیں تو میں دیکھ لوں گا۔روحان نے بھی آئیبرو اٹھا کر طنزیاً مسکراہٹ دیکھائی۔جیسے کہا ہو شوق سے دیکھنا۔

اب روحان ہیلمٹ اتارے اپنے دوستوں کی طرف بڑھا۔ بلاشبہ اگر کوئی لڑکی روحان کا یہ روپ دیکھ لیتی تو ضرور اپنے حواس کھو بیٹھتی۔ وہ ہیلمٹ اتارے ہاتھ سے بالوں کو دائیں بائیں جھٹکتے گالوں پر قاتل ڈمپلز لئے لگ ہی اتنا دلکش رہا تھا۔

واہ بروتو نے تو آج کمال کر دیا۔ اس ایم این اے کے بیٹے کو ایسا مزا چکھایا ہے۔ اب کبھی پنگا نہیں لے گا ذیشان نے کہا۔ روحان نے محظ مسکرانے پر اکتفا کیا۔

روحان تو نے تو ڈرا ہی دیا تھا۔ مجھے لگا ہم ہار جائیں گے۔ اب علی روحان سے مخاطب ہوا۔

روحان ملک نے ہارنا نہیں سیکھا۔ روحان کے انداز میں اپنے لئے غرور تھا۔ بس میرا ایک اصول ہے دشمن کو اڑنے دو اسکو یہ باور کرواؤ کے وہ جیت کے قریب ہے۔ پھر ایک ہی وار میں ایسا زمین پر گراؤ کے وہ دوبارہ اٹھنے قابل ہی نہ رہے۔ روحان نے سخت لہجے اور پر اسرار مسکراہٹ سے کہا۔

اسکا لہجہ دیکھ کر بے ساختہ ان سب نے جھرجھری لی۔وہ سب روحان کی عادت، اسکی جنونی طبعیت سے واقف تھے۔وہ جانتے تھے روحان اگر دوستوں کے لئے جان دیتا ہے تو وہ دشمن کو بڑی بے رحمی سے کچلتا بھی ہے۔

اچھا اب ٹائم کافی ہو گیا ہے صبح یونی بھی جانا ہے۔چلو اب نکلو تم سب بھی روحان نے کہا۔وہ لوگ ایک دوسرے سے مل کر چلے گئے۔

روحان اس وقت اپنے گروپ کے ساتھ کھڑا یونی میں ہونے والے فنکشن کے ارینجمنٹس کا پلان بنا رہا تھا۔یونی کے زیادہ تر فنکشنز کو وہی سب ارینج کرتے تھے۔اب بھی وہ اسی سلسلے میں بات کر رہے تھے۔

زویا جو صبح کی روحان کو ڈھونڈ رہی تھی اسے کھڑا دیکھ بھاگی اسکے پاس چلی آئی۔وہ چار و اسے ہی دیکھنے لگے جو اب اپنا پھولا ہوا سانس بحال کر رہی تھی۔روحان کو حیرت ہوئی زویا کو دیکھ کر وہ جتنا اسکے سحر سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا یہ لڑکی اتنا ہی اسکے سامنے آجاتی تھی۔

مسٹر مجھے آپ سے ہیلپ چاہیے پلیز میری ہیلپ کریں مجھے اکاؤنٹنگ کا ایک ٹاپک سمجھا دیں۔زویا نے روحان کو مخاطب کر کے کہا۔

سوری مس میں بیزی ہوں آپکو اگر پرابلم ہے تو سر سے سمجھیں جا کے میں اپکا ٹیچر نہیں ہوں۔روحان جو پہلے ہی اپنی عجیب فیلینگز پر جھنجھلایا ہوا تھا۔تڑخ کر بولا

زویا ایسے جواب کی توقع نہیں کر رہی تھی لیکن پھر بولی پلیز پلیز روحان مجھے سمجھا دیں اگر مجھے سر کی سمجھ آئی ہوتی تو میں آپکے پاس کیوں آتی۔آپ مجھے سمجھا دیں میں آپکو بریانی کھلا دوں گی بلکہ بریانی چھوڑیں کافی کر لیتے ہیں وہ مجھے بھی پسند ہے۔زویا اپنی عادت کے تحت نان سٹاپ بولی۔

جہاں روحان کے دوستوں نے زویا کے انداز پر ہنسی دبائی وہیں روحان نے اس چھوٹی سی لڑکی کو گھورا جو اسے ٹاپک سمجھانے کے بدلے کافی کی رشوت دے رہی تھی۔ آج بھی وہ حجاب میں تھی روحان نے اب تک اسے حجاب کے بغیر نہیں دیکھا تھا۔

اور اگر بعد میں تم مکر گئی روحان نے آنکھیں چھوٹی کیے سوال کیا۔

نہیں مکروں گی پکا اسنے معصومیت سے آنکھیں گھوما کر جواب دیا۔ روحان نے ایک بار پھر اس چھوٹی آفت کو گھورا جو بامشکل اسکے کندھے تک پہنچ رہی تھی۔

اوکے ڈن روحان نے کہا۔ حارث جو کب سے ہانیہ کی غیر موجودگی نوٹ کر رہا تھا آخر کار زویا سے پوچھ ہی لیا۔

وہ آپکی کزن ہانیہ نہیں آئی؟ اسکے سوال کرنے پر اسکے تینوں دوستوں نے اسکی طرف اس انداز سے دیکھا کہ حارث گڑبڑا کر وضاحت دینے پر مجبور ہو گیا۔ میرا مطلب آپ دونوں ایک ساتھ رہتی ہیں نہ آج وہ نظر نہیں آرہی۔

جی اسکو پتا نہیں کیا ہوا تھا یونی میں اسکی طبعیت خراب ہو رہی تھی۔ گھر گئی تو اسے بخار ہو گیا۔ اس وجہ سے آج ہانیہ یونی نہیں آئی۔ حارث نے محظ اچھا کہا۔ اور زویا روحان کے ساتھ بڑھ گئی۔

زویا جو روحان کے سمجھانے کے بعد اب بڑے مزے سے خود سولو کر رہی تھی۔ اس بات سے بے خبر تھی کے وہ کسی کی گہری نظروں کے حصار میں ہے۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ خود کو کس مصیبت میں رفتہ رفتہ دھکیل رہی تھی۔ اب زویا روحان کی طرف متوجہ ہوئی یہ دیکھ لیں ہو گیا ہے سولو۔ روحان نے نظریں زویا سے ہٹا کر رجسٹر کی طرف مرکوز کی۔

ہم ٹھیک ہے اب میں چلتا ہوں وہ کہہ کر اٹھ گیا۔

ارے ایسے کیسے کافی پی کر جایئے گا زویا فوراً روحان کے آگے آئی۔

پھر کبھی روحان جواب اور اس کے سحر میں نہیں کھونا چاہتا تھا انکار کرنا چاہا۔ پر زویا اسکی بات کاٹ کر بولی کچھ نہیں ہوتا دس منٹ سے مجھے بھی پینی ہے آجائیں۔ وہ یہ کہتی اپنا بیگ پکڑے کینٹین کی جانب بڑھ گئی۔ روحان بھی اسکے پیچھے ہی بڑھ گیا۔ زویا نے اپنے لئے بلیک کافی آرڈر کی بغیر چینی کے۔ روحان حیران ہوا کافی تو وہ بھی بلیک ہی پیتا تھا۔ تو انکی یہ عادت ایک جیسی تھی بے اختیار وہ مسکرایا اور اپنے لئے بھی بلیک کافی ہی منگوائی۔

زویا بڑے مزے سے بلیک کافی پینے میں مصروف تھی۔ جبکہ روحان اسکے چہرے کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ جیسا روحان کے ساتھ ہو رہا ہے وہ سمبھل جائے نہیں تو اس لڑکی کے لئے بہت برا ہو گا۔

* _____ *

روحان مسز شرمین اور ریاست صاحب کے ساتھ بیٹھا ڈنر کرنے میں مصروف تھا۔ ریاست صاحب کے مخاطب کرنے پر انکی طرف متوجہ ہوا۔

اور روحان یونی کے بعد کیا ارادہ ہے اب دو ہی سمسٹر زرہ گئے ہیں۔ریاست صاحب نے کہا۔

جی ڈیڈ اسکے بعد ایم۔بی۔اے کرنے کا ارادہ ہے۔پھر اپنا بزنس کروں گا۔روحان نے جواب دیا۔

برخوردار جو تمہارے باپ نے بزنس ایمپائیر کھڑی کی ہوئی ہے اسکا کیا۔ریاست صاحب نے کہا۔

ڈیڈ وہ بھی دیکھ لوں گا لیکن مجھے خود کچھ کرنا ہے۔روحان نے ایک عزم کے ساتھ جواب دیا۔

چلو برخوردار جس طرح تمہیں بہتر لگے۔ریاست صاحب نے شائستگی سے کہا۔روحان بھی جی اچھا کہہ کر کھانا کھانے لگا۔

روحان اب اپنے محل نما گھر کے ایک کمرے میں موجود تھا جہاں ہر قسم کی ایکسر سائز مشین موجود تھی۔ وہ کمرہ کم جم ذیادہ لگ رہا تھا۔ روحان نے اپنے گھر میں ہی جم بنا رکھا تھا۔ وہ جب بھی غصے میں ہوتا تو یہی پایا جاتا تھا۔ اب بھی رات کے ایک بجے وہ جم میں تھا۔

پنچینگ بیگ پر ایک کے بعد ایک پنچ رسید کر رہا تھا۔ وہ نیلی جینز میں ملبوس تھا۔ بغیر شرٹ کے اسکا چوڑا وجود پسینے سے تر تھا۔ لگاتار کئی پنچ مارنے کی وجہ سے اسکے ہاتھوں پر زخم ہو چکے تھے لیکن پرواہ کسے تھی وہ لگاتار پنچنگ کر رہا تھا۔

مجھے روحان ملک کو کبھی محبت نہیں ہو سکتی۔ میں نے اپنے دل و دماغ کو بھی یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ مجھ سے اپنی بات منوائیں۔ تم کیوں میرے حواسوں پہ چھاتی جا رہی ہو۔ میں جتنا تم سے دور جانے کی کوشش کر رہا ہوں تم اتنی میرے حواسوں پر سوار ہو جاتی ہو۔ تمہیں دیکھ کر کیوں میں تمھاری طرف کھیچا چلا جاتا ہوں۔

ہر چیز، ہر بات میرے روحان ملک کے اختیار میں ہونی چاہیے تمھیں دیکھ کر کیوں میں اپنے اختیار کھونے لگتا ہوں۔ وہ زویا کو تصور میں لاتے اونچی آواز میں چیخ رہا تھا۔ اب اسکے پنچ کی رفتار اور بڑھ گئی تھی۔ جم کے ساونڈ پروف ہونے کی وجہ سے آواز باہر نہیں جا رہی تھی۔ اگر روحان کو کوئی اس حال میں دیکھ لیتا تو ضرور اسے پاگل تصور کرتا۔

ہانیہ یار بات سن تو نے کیا یونی میں کوئی جن دیکھ لیا تھا جو دو دن سے بخار میں تپ رہی ہے۔ زویا نے کمفرٹر میں لیٹی ہانیہ سے کہا۔

جن سے بھی ڈرونی چیز دیکھ لی تھی۔ ہانیہ منہ میں بڑبڑائی۔ کیا اونچی تو بولو زویا نے کہا

یار ہانیہ ویسے روحان لوگ کتنے اچھے ہیں نا اور حارث یار وہ تو کمال کے بندے ہیں۔ مجھے ان سب میں سے سب سے زیادہ ڈیسنٹ وہ لگے نہ ہی زیادہ بولتے ہیں بس اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ کیا پرسنالٹی ہے انکی میں تو انکی فین ہو گئی ہوں۔ ہانیہ جو کب کی ضبط سے مٹھیاں بھینچے لیٹی تھی اب پھٹ پڑی۔

زویا بس کرو اپنا حارث نامہ کوئی اور ٹاپک نہیں ہے کیا تمھارے پاس بات کرنے کے لئے۔ اور تمھیں اس حارث میں نظر کیا آیا ہے کھڑوس انسان ہے وہ اور چلو بھاگو اب میرے روم سے مجھے سونا ہے۔

ہاں جا رہی ہوں منہ کیوں بنا رہی ہو۔وہ کہتے ہوئے دروازے سے باہر چلی گئی ۔ہانیہ نے ابھی کڑوٹ بدلی ہی تھی کہ زویا کی آواز پھر اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

ہانیہ ویسے حارث بھائی کے بارے میں سوچنا ضرور مجھے وہ پسند آئے ہیں کتنا اچھا لگے گا نہ انھیں حارث جیجو کہنا۔زویا کی بات پر تو ہانیہ کا خون ہی کھول اٹھا اسنے اپنے سائیڈ سے کشن اٹھا کر زویا کو مارا۔زویا جس نے دروازے سے تھوڑا سا منہ نکالا ہوا تھا۔دروازہ بند کر کے فوراً ہنستی ہوئی بھاگی۔

ہانیہ کو زویا کی کہی بات یاد آئی ڈیسنٹ بندہ اس ڈیسنٹ بندے سے وہ اچھی طرح واقف ہو چکی تھی بے ساختا اسنے جھرجھری لی جنگلی انسان سر جھٹکتے وہ سوتی بنی۔

_____

آج یونی میں صبح سے ہی روحان بہت خاموش تھا۔حارث صبح سے اسے نوٹ کر رہا تھا اب بول ہی پڑا روحان کچھ ہوا ہے؟ ذیشان اور علی بھی اب اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ حارث کو روحان کے زخمی ہاتھ دیکھ کر اتنا تو پتا چل چکا تھا کہ موصوف نے پھر غصے میں اپنا برا حال کیا ہے۔وہ پہلے بھی ایسے کرتا تھا لیکن بعد میں نارمل ہو جاتا تھا پر آج وہ خاموش تھا شاید طوفان سے پہلے کی خاموشی۔ روحان نے حارث کر طرف دیکھا

نہیں کچھ نہیں ہوا۔روحان نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا۔حارث محظ سر ہلا کر رہ گیا۔

زویا میں کہہ رہی ہوں رک جاؤ، زویار کو مجھے اسائمنٹ واپس کرو زویا پلیز وہ میری اسائینمنٹ نہیں ہے میں نے اسامہ کو واپس کرنی ہے۔تم خراب نہ کر دینا۔ہانیہ جو کب سے زویا کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی اب تو آوازیں دے کر بھی اسکی بس ہو چکی تھی۔

نہیں دوں گی بے وفا عورت عفان نے تمہیں پرپوز کیا تھا اور تم نے مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا میں تم سے ناراض ہوں۔زویا بھی اب تھوڑا برہم ہو کر بولی آخر وہ کیسے برداشت کرتی کہ ہانیہ نے اسے بات نہیں بتائی اور اسے دوسرے کلاس فیلوز سے بات پتا چلی تھی۔

یار میں بتانے ہی والی تھی کہ ذہن سے نکل گیا اور ویسے بھی میں نے ریجکٹ کر دیا تھا۔ہانیہ نے اپنی صفائی پیش کی ۔اچھا بتاؤ کیسے مانو گی ہانیہ نے اب ہار مانتے پوچھا تھا اب وہ اور نہیں بھاگ سکتی تھی۔

زویا کی اسکی آنکھیں چمک رہی تھیں۔تم مجھے پیزا کھلاؤ گی اور میرے نوٹس بھی بناؤ گی۔زویا نے کہا۔

پیزا تک تو ٹھیک ہے پر نوٹس میں نے نہیں بنانے۔ہانیہ نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے تو پھر یہ اسائیمنٹ بھی نہیں ملنی تمہیں۔

اب وہ پھر ہانیہ کی طرف دیکھتی ہوئی بھاگی۔چونکہ زویا کا منہ پیچھے کی طرف تھا اسلئے وہ آگے سے آتے عمار حمدانی کو نہ دیکھ سکی اور اس سے ٹکرائی۔زویا نے بڑی مشکل سے خود کو گرنے سے بچایا تھا۔

اندھے ہیں آپ نظر نہیں آتا کیا؟؟؟زویا نے اپنی بھوری آنکھوں سے گھور کے پوچھا

آنکھیں ہیں یہ ٹچ بٹن؟؟

پتا نہیں کہاں کہاں سے آجاتے ہیں لوگ زویا نا جانے کیا بول رہی تھی۔لیکن عمار کی نظریں تو اسکی آنکھوں سے ہوتی ہوئی اسکے لبوں پر جم چکی تھی۔حجاب کے ہالے میں چھپا میک اپ سے پاک گندمی رنگ چہرا وہ دوسری لڑکیوں کی طرح بہت گوری نہ تھی۔مگر کسی بھی قسم کی بناوٹ سے پاک چہرا کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑ سکتا تھا۔عمار ہمدانی حسن کا پجاری بھی زویا کے سحر سے نہیں بچ سکا تھا۔

اوہیلو اب کچھ بولیں گے۔زویا نے عمار کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔عمار چونک کر ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا۔

آئی ایم سوری مس میرا دھیان کہیں اور تھا۔

عمار کے جواب پر اسکے دوست نے جبکہ پیچھے کھڑے باڈی گارڈز نے بھی اپنی مالک کی طرف حیرت سے دیکھا اور اس لڑکی کی حفاظت کی دعا مانگی جواب جا چکی تھی۔

گولڈن بیوٹی!

اسکے جاتے ہی عمار کے لب سرگوشی کی وجہ سے ہلے۔ دانیال بیس منٹ ہیں مجھے اس لڑکی کی ساری انفارمیشن چاہیے عمار نے اپنے دوست سے کہا۔ یار وہ ایسی لڑکی نہیں لگ رہی۔ اسی لئے تو اس کے شکار میں مزا آئے گا۔ تجھے جتنا کہا ہے اتنا کر مجھے سمجھانے کی کوشش نا کر۔ عمار نے غصے سے کہا۔

* _____ *

کل یونی میں فنکشن تھا اور روحان لوگ بیٹھے مختلف ڈراموں وغیرہ میں حصہ لینے والوں کے نام کی لسٹ بنانے میں مصروف تھے۔ حارث ہانیہ کا نام دیکھ کر چونکا جسکا لیلہ مجنوں کے ٹیبلو میں مین رول لیلہ کا تھا۔

ہانیہ کے ساتھ مجنوں کا لیڈ رول عفان کر رہا تھا۔ کئی بل تیزی سے حارث کی کشادہ پیشانی پر پڑے۔ یہ وہی لڑکا تھا جسکے ساتھ ہانیہ اس دن باتیں کر رہی تھی۔ حارث نے اسکی پوری انفو نکالی تھی۔ اب حارث کو رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔ حارث کو تو اس دن سے ہی ہانیہ پر ٹکی عفان کی پر شوک نظریں بار بار غصہ دلانے کا سبب بن رہی تھی اور اب ان دونوں کا ایک ساتھ ٹیبلو کرنا اور رول بھی لیلہ مجنوں کا۔ غصے کی وجہ سے حارث کی رگیں پھول چکی تھی۔ ہانیہ اور زویا جو گراؤنڈ سے گزر رہے تھے۔ ان چارو کو یہاں بیٹھے دیکھا تو اسی طرف آ گئی۔

اسلام و علیکم !زویا نے چہکتے ہوئے سلام کیا۔

سب ان کی طرف متوجہ ہوئے اور جواب دیا۔ روحان نے ایک نظر زویا کی طرف دیکھا اور اٹھ پڑا آج وہ گلابی سوٹ میں خود بھی گلاب کا پھول ہی لگ رہی تھی۔ روحان نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس جادو گرنی سے اب فاصلے پر ہی رہے گا۔

یار مجھے کام ہے میں بعد میں تم لوگوں کو جوائن کرتا ہوں۔ روحان نے کہا اور چلا گیا۔

ارے انکو کیا ہوا زویا نے حیرت سے دریافت کیا۔

کچھ نہیں یہ آج صبح سے ہی ایسا ہے آپ لوگ آئیں بیٹھیں۔ذیشان نے کہا۔حارث تو ہانیہ کو دیکھ کر ہی کھل اٹھا تھا۔پر اسکے ٹیبلو کرنے کا سوچ کر نئے سرے سے اس لڑکی پر غصہ آیا۔

ہانیہ اب کیسی طبعیت ہے آپکی زویا نے بتایا تھا آپکی طبعیت کافی خراب تھی۔حارث نے بڑے نارمل انداز میں دریافت کیا۔حلانکہ وہ جانتا تھا وہ اسکی وجہ سے کافی ڈر گئی تھی۔

ہانیہ نے حیرت سے آنکھیں کھول کر اس ڈرامے باز انسان کو دیکھا تھا۔جو اس سے اسکی طبعیت ایسے معلوم کر رہا تھا جیسے اسنے کچھ کیا ہی نہ ہو۔

جی اب بہتر ہوں ہانیہ نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

ویسے آپکی طبعیت ابھی صحیح ہوئی ہے تو آپکو ٹیبلو نہیں کرنا چاہیے۔کافی پریکٹز کی ضرورت ہو گئی۔حارث نے کہا۔

جی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں پر میں پرکٹس کر چکی ہوں۔ہانیہ نے دل جلانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجائے جواب دیا۔ہانیہ کا جواب سن حارث نے اپنے دانت کچکچائے۔ فاطمہ جو زویا اور ہانیہ کی کلاس فیلو تھی انکو ڈھونڈتے ہوئے گراؤنڈ آئی تھی۔

ہانیہ تمہیں عفان بلا رہا ہے کچھ ڈائیلاگز کے بارے میں پوچھنا ہے فاطمہ نے کہا۔

ٹھیک ہے تم چلو ہم آتے ہیں۔ہانیہ نے کہا اور وہ دونوں اٹھ کھڑی ہوئیں۔ٹھیک ہے ہانیہ تم جاؤ میں ادھر جا کر کیا کروں گی فری ہو کر کینٹین میں آجانا۔زویا نے کہا ہانیہ سر ہلا کر آگے بڑھ گئی۔

میں چھوڑوں گا نہیں اس عفان کو حارث نے غصے سے کہا۔ ذیشان اور علی نے چونک کر اسے دیکھا۔

تجھے کیا ہوا ہے۔ علی بولا

یار کل ہانیہ یہ ٹیبلو نہ کرے تم دونوں اسے منع کرو۔ کچھ بھی کہو اسے پر وہ عفان کے ساتھ ٹیبلو نہ کرے۔ حارث نے حکم دینے والے انداز میں کہا۔

ہم کیسے منع کریں ویسے بھی وہ اور عفان کلاس فیلو ہیں۔ میں نے دیکھا ہے عفان کو کافی ہینڈسم لڑکا ہے۔ کپل اچھا لگے گا ان دونوں کا۔ ذیشان نے علی کو آنکھ مار کے کہا۔ علی بھی مسکراہٹ دبا گیا معاملہ تو دونوں کو سمجھ آ چکا تھا۔ حارث گرلز الرجک تھا مگر اب ہانیہ کے طرف اٹھتی اسکی نظریں انھیں سمجھا چکی تھی کہ حارث ہانیہ کے لئے سیریس ہے۔

بکواس بند کر ذیشان۔ حارث غرایا

اسنے کونسی بکواس کر دی سہی ہی تو کہہ رہا ہے تجھے کیا مسلہ ہو رہا ہے۔تو کیوں اتنا اتاولا ہو رہا ہے۔

I’m madly in love with her.

اب وہ چیخا تھا۔

حارث کے غصے میں اپنے جذبات ظاہر کرنے پر علی اور ذیشان کا چھت پھاڑ قہقہہ گراؤنڈ میں گونجا تھا۔جب حارث کو سمجھ آیا کے وہ دونوں کیا کر چکے ہیں۔بڑی عزت کے ساتھ انھیں گالیوں سے نواز کر کہا

یار کچھ بھی کہو ہانیہ اسکے ساتھ رول پلے نہ کرے اگر وہ مجھے کل ہانیہ کے ساتھ نظر آیا تو میں اس عفان کو شوٹ کر دو گا۔حارث نے غصے سے کہا۔

خان صاحب چلیں اٹھیں اس عفان کو ذرا مل کے آتے ہیں وہ تینوں اٹھ کھڑے ہوئے۔اب عفان کی خیر نہ تھی۔ وہ اب سینئیرز کے ہتھے چڑھنے والا تھا۔

زویا جو کینٹین میں آئی تھی روحان کو موبائل میں لگے دیکھ ادھر ہی آگئ تھی۔دھپ سے وہ روحان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھی تھی۔روحان نے سامنے دیکھا اور سرد آہ بھر کر رہ گیا یہ لڑکی خود چاہتی تھی کہ مصیبت میں پھنسے۔وہ اٹھ کے جانے لگا۔

ارے مسٹر کدھر چلے سنا ہے آج صبح کا کوئی روگ دل کو لگائے بیٹھے ہیں۔

بہت خاموش رہتے ہو آجکل

کوئی بات دل پر لگی ہے یہ دل ہی کسی سے لگا بیٹھے ہو.....

زویا نے شرارت سے شعر پڑھا۔

روحان نے زرا زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارتے کہا

آخر تمہارا مسلہ کیا ہے جب کوئی بات نہیں کر رہا تو کیوں بار بار سامنے آ رہی ہو۔

زویا تو بات سن ہی نہیں رہی تھی اسکا دھیان تو سارا روحان کے ہاتھ پر پڑے زخموں پر تھا جو کافی گہرے تھے لیکن ان پر کوئی مرحم نہیں لگایا گیا تھا۔

روحان یہ کیا ہوا ہے۔زویا نے فکر مندی سے پوچھا۔یہ لڑکی ڈھیٹ تھی اپنی کسی بات کا کوئی اثر نہ ہوتے دیکھ روحان خاموشی سے مڑ گیا۔

رکیں آپ ایسے نہیں جا سکتے۔زویا نے اسکے ساتھ چلتے کہا اور چلتے ہوئے ہی بیگ سے بینڈج نکالی روحان اب لمبے لمبے ڈگ بھرنا شروع ہو گیا۔زویا بامشکل بھاگتی ہوئی اس تک پہنچی تھی۔

روحان پلیز یہ لگا لئیں زخم گہرا ہے خراب نہ ہو جائے۔ اب زویا ملتجی ہوئی۔

اور روحان ملک کے خود پر ایک بار پھر سارے اختیار ختم ہوئے تھے۔اسنے خاموشی سے اپنا ہاتھ زویا کے سامنے کر دیا۔زویا بڑی احتیاط کے ساتھ روحان کے ہاتھوں پر بینڈج لگا رہی تھی کہ اچانک اسکا ہاتھ روحان کے ہاتھ سے ٹکرایا۔

زویا نے ایک دم اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔کرنٹ تو روحان کو بھی لگا تھا لیکن وہ بے تعلق بنا کھڑا رہا۔پر نظر بھٹک کر اس لڑکی کے چہرے کی طرف جا رہی تھی۔وہ زویا کے چہرے کو والہانہ نظروں سے تک رہا تھا۔روحان نے مشرقی اور مغربی دونوں حسن دیکھ رکھے تھے لیکن اس لڑکی میں پتا نہیں کیا خاص بات تھی کہ وہ اسکی طرف کھچا چلا جاتا تھا.

زویا نے اپنا کام پورا کیا اور خدا حافظ کہتی چلی گئی اور روحان کھڑا زویا کو سوچ رہا تھا زخم کی وجہ بھی یہی تھی اور یہ جادو گرنی مرہم بھی خود ہی رکھ کے گئی ہے۔

حارث کب سے شرافت کے ساتھ عفان کو مجنوں کا رول کرنے سے منع کر رہا تھا پر وہ نہیں مان رہا تھا اب اسکے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا۔ اسکا بھاری ہاتھ جو عفان کا گال سوجھانے والا تھا علی کے آگے آنے پر رکا تھا۔

پلیز بھائی کیوں اپنی جان کا دشمن بنا ہوا ہے۔ اس خان کو دیکھ رہا ہے تجھے شوٹ کر دے گا اگر تو نے ہانیہ کے ساتھ ٹیبلو کیا۔ ایک رول ہی تو ہے۔ اپنی جان عزیز نہیں تجھے۔ عفان جو خود حارث کے تیور دیکھ کر گھبرا گیا تھا اب رول نہ کرنے پر راضی ہو گیا۔ بلا آخر ان تینوں نے پلاننگ کے تحت عفان کو ڈرا دھمکا کر رول کرنے سے روک ہی لیا تھا۔

اب تم پروفیسر کو جا کے کہو گے کہ میں یہ رول نہیں کر سکتا۔ حارث نے سرد برفیلے لہجے میں کہا۔

چلو جاؤ اب میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ حارث نے عفان کو گھورتے ہوئے کہا۔ عفان کے جاتے ساتھ ہی تینوں کا قہقہہ گونجا تھا۔

سر! میں یہ ٹیبلو نہیں کر سکتا۔ عفان نے سامنے کھڑے پروفیسر سے کہا جن کے ساتھ ہانیہ اور دوسرے سٹوڈنٹس بھی کھڑے تھے۔

عفان یہ بات ہمیں اب بتا رہے ہیں کل فنکشن ہے کہاں سے اب نیو پارٹیسپنٹ کو لے کر آئیں۔ پروفیسر نے ذرا برہمی سے کہا۔

Sir if you don't mind

میں یہ رول پلے کر سکتا ہوں۔ کلاس میں چھائے سکوت کو حارث کی بھاری آواز نے توڑا۔

اس سے بیسٹ کیا ہو گا۔حارث اب یہ پرفارمنس آپکے ذمے ہے۔آپ خود ہی باقی سب کے رول اور ڈائیلاگز دیکھ لینا۔ہانیہ کے ڈائلاگز میں کچھ ایشو ہے آپ بتا دیجئے گا وہ اپنی بات مکمل کر کے ہال سے باہر چلے گئے۔

پروفیسر حارث لوگوں کے گروپ کو اچھی طرح جانتے تھے جو پڑھائی کے ساتھ دوسری سرگرمیوں میں بھی ٹاپ پر ہوتے تھے وہ حارث کو انکار کر ہی نہیں سکتے تھے۔سو وہ اسے دوسرے سٹوڈنٹس کو بھی پرکٹز کروانے کا کہہ کر چلے گئے۔وہ جانتے تھے حارث اب اس پرفارمنس کو بیسٹ بنا دے گا۔

آپ سب بھی جائیں میں اپنی سکرپٹ کی پرکٹز کر لوں دین ہم فائینل پرکٹز کریں گے۔حارث نے باقی سب کو بھی ہال سے بھیجا تھا۔اب ہانیہ اور حارث اکیلے ہال میں موجود تھے۔

ہانیہ جو سارے واقعے کی وجہ سے شاک میں تھی ایک دم سے باہر نکلنے کو بھاگی۔

سر بات سنیں مجھے یہ رول نہیں کرنا۔ہانیہ آواز دیتی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔

حارث نے پھرتی سے اسکی کمر میں بازو حائل کرتے اپنی طرف کھینچا اور دروازہ بند کیا تھا۔ہانیہ کی پشت حارث کے سینے سے لگی تھی۔کچھ سیکنڈ تو ہانیہ کو سمجھ ہی نہ آیا کہ ہوا کیا ہے۔اب حارث ہانیہ کو دیوار کے ساتھ پن کرتے اسکے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے اسکے سر کے اوپر پن کر گیا۔ان دونوں میں فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔اگر ہانیہ ذرا سا بھی ہلتی تو ضرور حارث سے ٹکرا جاتی۔

ہانیہ خوف کے باعث آنکھوں کے ساتھ اپنا سانس بھی روک چکی تھی۔کچھ سکنڈز بعد ہانیہ کا چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔

Hani jaan take breathe

حارث نے کہا۔

لیکن ہانیہ ہنوز سانس روکے کھڑی تھی۔

ہانی آئی سوئیر اگر اب تم نے سانس نہ لیا تو میں خود اپنی جان کی سانسیں روکوں گا۔ حارث سے گھمبیر لہجے میں کہا۔ حارث کی ذو معنی بات سن کر ہانیہ فوراً لمبے لمبے سانس بھرنے لگی۔

کیا کہا تھا میں نے کہ ٹیبلو نہ کرو اب یہ میری بات نہ ماننے کی سزا ہے۔ منع کیا تھا اس عفان سے دور رہنا اور تم اسکے ساتھ ٹیبلو کرنے چلی تھی۔

ہنس کے یا رو کر ٹیبلو تو اب تمہیں میرے ساتھ ہی کرنا پڑے گا۔ حارث کی گرم سانسیں ہانیہ کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی۔ مہنگے مردانہ کلون کی خوشبو ہانیہ کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔ ہانیہ کو لگ رہا تھا کہ بس اب وہ گرنے والی ہے۔

اسکی پیشانی پر پسینے کی بوندیں دیکھ حارث مسکرایا اور پیچھے ہو گیا۔ اسکے پیچھے ہوتے ہی ہانیہ پاس پڑی کرسی پر گرنے کے انداز میں بیٹھی اور اپنے تیز رفتار دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا۔ حارث نے پاس پڑی بوتل اسکی جانب بڑھائی۔

پانی پی لو بے حوش نہ ہو جانا۔حارث نے مسکراتے لہجے میں کہا۔

ہانیہ چپ چاپ بوتل پکڑ کر آدھے سے زیادہ پانی ایک ہی سانس میں پی چکی تھی۔

ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں تو یہ حال ہے شادی کے بعد محترمہ کا کیا حال ہو گا حارث نے سوچا۔

آئی ایم شیور اب تمہیں میری بات اچھے سے سمجھ آگئی ہو گی۔آئیندہ تم مجھے کسی لڑکے کے پاس نظر نا آؤ۔حارث نے کہا۔

ہانیہ نے خوفزدہ نظروں سے اسکے چہرے کو دیکھ کر ہاں میں سر ہلایا۔

ہانیہ پلیز مجھ سے ڈرا نہ کرو۔حارث نے اسکی خوفزدہ آنکھوں کو دیکھتے کہا اور اسکی طرف بڑھا۔

پلیز پلیز میرے پاس نہ آئیں ہانیہ اب کرسی سے اٹھ کر دور گئی تھی۔اب باقاعدہ ہانیہ کے آنسو لڑیوں کی صورت نکل کر اسکا چہرہ بھگو رہے تھے۔

اوکے ریلیکس ہانی میں نہیں آرہا۔ آنسو صاف کرو اور آجاؤ پریکٹس کریں۔۔حارث نے دور سے ہی اسے کہا۔وہ بھاگتی ہوئی کلاس سے باہر نکلی تھی۔

حارث ایک سرد آہ بھر کر رہ گیا پتہ نہیں یہ لڑکی کیوں اتنی ڈرپوک ہے خود سے کہہ کر وہ بھی کلاس سے نکلا تھا۔

* _____ *

ماشاءاللہ آج تو میری بچیاں بہت پیاری لگ رہی ہیں۔شازیہ بیگم نے ہانیہ اور زویا کی بلائیں لیتے ہوئے کہا۔

Thank you!

دونوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

اچھا اب ہم چلتے ہیں تائی جان بازل بھائی باہر ویٹ کر رہے ہیں۔زویا نے شازیہ بیگم سے کہا۔

دو منٹ رکو۔زارا بیگم کہنے کے ساتھ آیت الکرسی پڑھ کے ان پر پھونکی۔

اللہ حافظ !دونوں نے کہا اور مین گیٹ سے باہر نکل گئ۔

بازل جو باہر کھڑا تھا ان دونوں کو دیکھ کر ماشاءاللہ کہا۔وہ دونوں اب چلتی ہوئی بازل کی طرف آئیں۔بھائی چلیں ہانیہ نے پوچھا۔

زویا تو چڑیل پہلے ہی تھی ہانیہ تمھاری شکل کو کیا ہوا ہے۔بازل نے دونوں کو دیکھ شرارت سے کہا۔

بھھاااائی۔

وہ دونوں منہ کھول کر صدمے سے چیخیں۔

بازل کھل کے ہنسا اچھا اچھا مذاق کر رہا تھا چلو آؤ چلیں آگے ہی دیر ہو گئی ہے۔

وہ دونوں اب گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔

آج یونی میں فنکشن تھا۔ چونکے روحان اور اسکے گروپ نے ساری ارینجمنٹس دیکھنا تھی سو وہ دو گھنٹے پہلے ہی آ گئے تھے۔

روحان سٹوڈنٹس آنا شروع ہو گئے ہیں تم اٹینڈنس لگا لو۔ میں بیک سٹیج اور میوزک سسٹم چیک کر کے آتا ہوں۔ حارث نے روحان سے کہا۔ ذیشان اور علی آل ریڈی اپنا کام سر انجام دے رہے تھے۔

روحان اٹینڈنس شیٹ پر سب کے سائین لے رہا تھا اب اسنے سی-ایس ڈیپارٹمنٹ کے سٹوڈنٹس کو بلایا۔

روحان بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس، بالوں کو جیل سے جمائے معمول سے ہٹ کر لگ رہا تھا۔

وہ جہاں سے گزرتا لڑکیاں مڑ مڑ کر اسے دیکھتی۔اسکی شاندار پرسنالٹی کے ساتھ اسکی شخصیت میں سنجیدگی اسے دوسروں سے مختلف بناتی تھی۔

اسنے اٹینڈنس شیٹ دیکھی اب سی-ایس ڈیپارٹمنٹ کی دو سٹوڈنٹس رہ گئی تھی۔لاشعوری طور پر ان میں سے ایک کا روحان کو بھی بڑی بے صبری سے انتظار تھا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا جب اسے دور سے وہ دونوں آتی ہوئی نظر آئیں اور روحان تو اپنی اس چھوٹی سی جادوگرنی کو دیکھ کر ساکت ہوا تھا۔

بلیک گھیرے دار فراک میں، سر پر بلیک حجاب کئے ایک سائیڈ پر ڈوپٹا ڈالے روحان کو وہ کوئی اپسرا ہی لگی تھی۔ وہ روحان کے پاس آ کر رکی تو روحان نے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

بھوری آنکھیں کاجل کی وجہ سے اور نمائیاں ہو رہی تھی۔ روحان کی نظریں آنکھوں سے ہوتی ہوئی لبوں پر گئیں جو آج ہلکے سرخ رنگ سے رنگے ہوئے تھے۔ روحان کے گلے میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

اسکی نظر اب زویا کے گال پر پڑے تل پر ٹھہری جو بڑی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ بلکہ یوں کہنا بہتر ہو گا کہ روحان کا دل بے ایمان کر رہا تھا۔

زویا نے جھک کر روحان کو سلام کیا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ آج کسی کے دل میں حشر برپا کر چکی ہے۔

اسلام و علیکم! مسٹر کیسے ہیں آپ؟ زویا نے کہا

وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں (تمہارے آنے سے پہلے تک ٹھیک تھا اب لگتا ہے حوش کھونے لگا ہوں) روحان نے دل میں سوچا تھا۔

روحان! آپ آج ہینڈسم لگ رہے ہیں زویا نے خلوص سے کہا۔ وہ ایسی ہی تو تھی جو بات اسکے دل میں ہوتی وہ کہہ دیتی تھی۔

ویل تھینکس! کم تو تم بھی نہیں لگ رہی روحان اب اسکی تعریف کرنے سے خود کو نہیں روک پایا۔

پرفارمنسز شروع ہو چکی تھی۔ حارث جو بیک سٹیج پہ سب مینج کر رہا تھا۔ گرے تھری پیس پہنے بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے، برانڈڈ گھڑی پہنے بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ سب سے منفرد بات یہ تھی اسکی گرے آئیز اسکے پہنے ہوئے سوٹ کے ساتھ مل رہی تھی۔

بلاشبہ آج وہ جان لبوں پر لانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔ حارث پریشان تھا نیکسٹ پرفارمنس سنگنگ کی تھی اور دو لوگوں نے مل کر کرنی تھی مگر مسئلہ یہ تھا عروب جسنے فی میل لیرکس کرنی تھی وہ ابھی تک نہیں آئی تھی۔ حارث اب روحان کے پاس گیا۔ لیکن روحان اور زویا کے ساتھ ہانیہ کو دیکھ اسکے لبوں سے بے اختیار ماشاءاللہ نکلا۔

پوری طرح ہتھیاروں سے لیس ہو کر آئی ہے مجھ معصوم کی جان لینے۔ حارث بڑبڑایا تھا۔

روحان یار ایک مسئلہ ہو گیا ہے عروب نہیں آئی جسنے سبحان کے ساتھ مل کر پرفارمنس کرنی تھی۔ اب روحان زویا سے نظریں ہٹا کر حارث کی طرف متوجہ ہوا۔

حارث کے آنے سے ماحول میں اسکے مخصوص کلون کی خوشبو پھیل چکی تھی۔ ہانیہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک دم اسکے دل کی دھڑکن بڑھی۔ حارث ابھی ہانیہ کی طرف متوجہ نہ تھا۔

حارث بھائی یہ پرفارمنس ہے کب زویا نے پوچھا

بس نیکسٹ ہے۔حارث نے جواب دیا۔

میں یہ کر سکتی ہوں اگر آپ کوئی دوسری پرفارمنس پہلے کروادیں۔زویا نے جواب دیا۔

آر یو شیور زویا آپ کرلو گی ادھر بہت سے سٹوڈنٹس ہیں۔حارث نے کہا۔

جی جی آئی ایم شیور میں کرلوں گی۔آپ مجھے بتادیں کون کون سا گانا گانا ہے تاکہ میں اپنی لیرکس کی پرکٹز کر لوں۔زویا نے کہا

روحان تم زویا کو سبحان کے پاس لے جاؤ تاکہ یہ دونوں ڈیسائیڈ کرلیں۔حارث نے پاس کھڑے روحان سے کہا

روحان سر ہلا کر آگے بڑھ گیا۔زویا بھی اسکے پیچھے ہو

لی۔

ہانیہ بھی زویا کے پیچھے بھاگنے ہی والی تھی کہ ایک دم حارث نے اسکے ہاتھ کو پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔ہانیہ نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھ کے خود کو حارث کے سینے کے ساتھ لگنے سے بچایا تھا۔

ہانیہ نے ارد گرد نظر دوڑائی کے کوئی انکی طرف متوجہ تو نہیں۔

چلو ہانی جان ہم کلاس روم میں چلتے ہیں یہاں سٹوڈنٹس ہیں۔حارث اسکی نظروں کا مفہوم سمجھ کر شرارت سے گویا ہوا۔

ن۔۔۔ن۔۔۔۔ نہیں میں زویا کے پاس جا رہی ہوں۔ ہانیہ منمنائی اور خود کو حارث کی گرفت سے آزاد کرانا چاہا پر گرفت سخت تھی۔

کیا چاہتے ہیں آپ؟ ہانیہ نے غصے سے کہا

فلحال تو چلو کلاس میں اسکے بعد بتاتا ہوں حارث اسکو کھینچتا اپنے ساتھ لے گیا۔

کلاس میں آتے ساتھ ہی ہانیہ پھٹ پڑی۔

کیا مسلئہ کیا ہے آخر تمھارا آج بتا ہی دو کیوں پیچھے پڑ گئے ہو۔ کیا چاہتے ہو۔ آج ہانیہ کی بس ہوئی تھی اسنے چیختے ہوئے کہا تھا۔

حارث نے کسی بھی بات کا جواب دینے کی بجائے والہانا نظروں سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

لال رنگ میں اسکی میدے جیسی رنگت چمک رہی تھی۔ڈوپٹا آج بھی سر پر جمایا گیا تھا لیکن آج بال کھلے ہونے کی وجہ سے ڈوپٹے سے نظر آرہے تھے۔اسکے دیکھنے کے انداز سے ہانیہ سٹپٹائی اور اپنے ڈوپٹے کو ٹھیک کرنے لگی۔

حارث قدم بہ قدم اسکی طرف بڑھا۔حارث کی آنکھیں ہمیشہ ہانیہ کو کنفیوز کرتی تھیں۔آج اس نے بھی سوچ لیا تھا وہ حارث سے نہیں ڈرے گی سو وہ وہی کھڑی رہی۔

حارث پاس آیا تو ناچاہتے ہوئے بھی اسکی آنکھیں بند ہوئی تھی۔یہ دیکھ حارث کے لبوں پر میٹھی مسکان پھیل گئی۔

ہانی جان کتنی بار کہا ہے آپ کہا کرو حارث خلافِ معمول نرم لہجے میں بولا ہانیہ جو اسکے دھاڑنے کی توقع کر رہی تھی اسکو نرم لہجے میں بولتے دیکھ پٹ سے آنکھیں کھول گئی۔وہ ہونکوں کی طرح حیرت سے حارث کو دیکھنے لگی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو بہت ہینڈسم لگ رہا ہوں کیا؟ حارث نے مسلسل ہانیہ کو اپنی طرف دیکھتے پایا تو شرارت سے گویا ہوا۔

ہانیہ ایک دم بوکھلائی نہ نہیں نہیں میں وہ وہ میں اس سے کوئی بات ہی نہیں بن رہی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا حارث آج بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔ اسکی آنکھیں ہی دوسرے کو اپنے سحر میں جکڑنے کے لئے کافی تھی۔ حارث اسکی حالت سے محظوظ ہوتا قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ ہانیہ نظریں جھکا گئ۔

اسکے گال ایک دم تیزی سے سرخ ہوئے تھے۔ یہ منظر حارث نے بہت غور سے دیکھا۔ حارث نے آگے بڑھ کر اسکا ڈوپٹا صحیح کیا جو بال نظر آ رہے تھے اب وہ چھپ چکے تھے۔

میں نہیں چاہتا کہ کسی غیر کی نظر میری فیوچر مسز پر پڑیں۔ حارث نے کہا۔

وہاٹ کیا کہا آپ نے ہانیہ تو اچھل ہی پڑی تھی اسکی بات سن کر۔ دماغ تو ٹھیک ہے آپکا مسٹر ہانیہ ابکی بار غصے سے غرائی تھی۔

ہانی جان تمہیں پیار کی زبان سمجھ آتی ہی نہیں ہے۔اب حارث نے اپنے کوٹ کی پاکٹ سے ایک ڈبی نکالی۔ہانیہ یہاں سے بھاگنے کو تھی وہ جلدی سے دروازے کی طرف بھاگی

۔راستے میں حارث نے اسکے آگے اپنا پاؤں کیا جس سے وہ لڑکھڑا کر سامنے پڑی کرسی پر گری۔حارث اب سرد نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

سوچ کر آیا تھا کہ آج کوئی زور زبردستی اور نہ ہی غصہ کروں گا پر تمہیں ایک بار کہی بات ہی سمجھ نہیں آتی۔پر ڈونٹ وری ہانی ایسے تو پھر ایسے ہی سہی۔

وہ زرا سا اسکی طرف جھک کر ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتا ہانیہ کی جان ہوا کر گیا تھا۔ہانیہ کے تو مانو کاٹو بدن میں لہو ہی نہ ہو وہ حساب تھا۔

حارث نے اب ہانیہ کا ہاتھ اپنی سخت پکڑ میں لیا ہانیہ اپنا ہاتی چھڑوانے کے لئے مسلسل مزاحمت کر رہی تھی اسے حارث کے ہاتھ میں رنگ دیکھ کر اندازہ ہو چکا تھا کہ اب وہ کیا کرنے والا ہے۔

ہاتھ چھوڑو میرا ہانیہ کے ہاتھ حارث کا جنونی روپ دیکھ کر اب باقاعدہ کانپنے لگے تھی۔

حارث میں کہہ رہی ہوں میرا ہاتھ چھوڑ دو ہانیہ نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔آنسوں پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نکلنے کو تھے۔

حارث ہانیہ کی پرواہ کیے بغیر اسکی انگلی میں انگوٹھی پہنا چکا تھا۔

منگنی مبارک ہو میری جان مجھے اتنا ہی تنگ کیا کرو جتنا شادی بعد تم میرا تنگ کرنا سہہ سکو۔اب وہ اسکے کان کے پاس جھک کر سرگوشی نما آواز میں بولا

حارث کا ہاتھ ہانیہ کے ہونٹ پر تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ ہانیہ کے دونوں ہاتھ قابو کیے ہوئے تھا۔ حارث نے ہانیہ کے ہونٹوں پر لگی لپ اسکٹ تھوڑی سی صاف کی اور گویا ہوا۔

آئیندہ اگر اتنی تیز لپ سٹک لگائی تو پھر دیکھنا اب تو میں نے ہاتھ سے صاف کی ہے اگلی بار کوئی اور طریقہ اپناؤں گا اور یقیناً وہ تمہیں بالکل پسند نہیں آنے والا حارث نے آنکھ ونک کر کے کہا اور دور ہو گیا۔

ہانیہ اب اس انگوٹھی کو اتارنے کی کوشش کر رہی تھی جو اترنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔اسکی انگلی اس کوشش کی وجہ سے سرخ ہو چکی تھی۔

خبر دار جو تم نے اسے اتارا۔ جس دن میں نے یہ تمہارے ہاتھ میں نا دیکھی اس دن تمہاری آزادی ختم میں تمہیں وقت دے رہا ہوں تا کہ تم اپنی سٹڈی کمپلیٹ کر لو۔ پھر تمہارے گھر اپنے پیر نٹس کو لے کر آؤں گا۔

میں آپ سے کبھی بھی شادی نہیں کروں گی ہانیہ روتے ہوئے چیخی۔ وہ تھک چکی تھی اسکا ٹارچر سہہ کر۔

جانِ حارث چیلنج نہ کرو حارث خان کو چیلنجز بہت پسند ہیں۔ حارث اسکے پاس آیا اور سرد لہجے میں گویا ہوا

میں تمہاری مرضی کا قائل ہوں اس لئے وقت دے رہا ہوں کہ خود کو ذہنی طور پر تیار کر لو میری دسترس میں آنے کے لئے۔ ورنا تم سے نکاح کرنا حارث خان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ ہانیہ میں تمہیں کسی غلط طریقے سے حاصل نہیں کرنا چاہتا۔ بہتر ہے تم میری بات سمجھو اور مجھے کوئی غلط قدم اٹھانے پر مجبور نہ کرو۔

یہ بات اپنے چھوٹے سے دماغ میں بٹھالو کہ اب تم سردار حارث خان کی ہو۔ حارث نے اسکے ماتھے پر اپنی انگلی رکھتے کہا

سردار حارث خان کے دل کی دھڑکن تم سے جڑی ہے۔اسکی روح کا سکون ہو تم جسکے لئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔حارث اسکے کان کی لو پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتے گویا ہوا۔

اٹھو شاباش جاؤ اور اپنا حلیہ درست کرو تھوڑی دیر میں ہماری پرفارمنس ہے۔ہانیہ روتے ہوئے باہر بڑھ گئی۔ حارث بھی خاموشی سے باہر نکلا تھا۔

* _____ *

روحان جو زویا کے آگے بڑی تیزی سے چل رہا تھا ایک دم کچھ یاد آنے پر رکا زویا جو اپنے ہی دھیان میں روحان کے پیچھے آ رہی تھی۔روحان کے رکنے کی وجہ سے روحان کے پشت کے ساتھ ٹکرائی۔

آہ میری ناک زویا نے اپنی ناک پکڑی توبہ پتھر کے ہیں آپ تو میری ناک ہی نہ ٹوٹ گئی ہو۔روحان کو اسکی حالت دیکھ ہنسی آئی پر ضبط کر گیا۔

دیکھاؤ کہاں لگی ہے۔روحان اسکی طرف بڑھا

نہ۔۔۔ نہیں میں ٹھیک ہوں زویا نے گھبراہٹ میں کہا اور ہاتھ ناک سے ہٹالیئے۔ روحان نے دیکھا اسکی چھوٹی سی ناک سرخ ہوئی پڑی تھی۔ روحان کے دل کی بیٹ مس ہوئی اسکا دل چاہا ابھی جھک کر زویا کی سرخ ہوئی ناک پر اپنے لب رکھ دے۔ وہ اپنی سوچ پر لعنت بھیجتے آگے بڑھ گیا۔

فنکشن بہت کمال کا رہا تھا۔زویا کی پرفارمنس سبحان کے ساتھ بہت اچھی تھی روحان اور انکا گروپ حیران ہوا تھا کہ اس آفت میں یہ ٹیلنٹ بھی موجود ہے۔حارث نے ٹیبلو میں ہانیہ کو زیادہ تنگ نہیں کیا وہ جانتا تھا ہانیہ آلریڈی اسکی وجہ سے ڈسٹرب ہے۔

زویا کھڑی ہانیہ کا انتظار کر رہی تھی۔عمار اسکے پاس آکر رکا۔

السلام علیکم! پہچانا مجھے۔

زویا نے نفی میں سر ہلایا۔ میں وہی ہوں جن سے آپ ٹکرائی تھیں۔ زویا نے بس سر ہلایا۔

جی کوئی کام آپکو؟ زویا نے کہا۔

نہیں کام تو کوئی نہیں بس آپکو دیکھا تو آ گیا۔ آپ بہت اچھا گاتی ہیں۔

جی شکریہ! زویا نے مختصر جواب دیا۔

روحان جو ادھر ہی آ رہا تھا۔ زویا کے ساتھ عمار کو کھڑا دیکھ ادھر ہی آ گیا۔

ہیلو عمار کیسے ہو؟ روان نے دانت کچکاتے ہوئے پوچھا۔

روحان ملک میں ٹھیک تم کیسے ہو؟ عمار نے کہا۔

بظاہر وہ دونوں آپس میں دوستوں کی طرح مل رہے تھے پر آنکھوں میں جلتی آگ سے ایک دوسرے کو جلا کر بھسم کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

چلو زویا بانیہ بولا رہی ہے۔ روحان یہ کہتا زویا کا ہاتھ پکڑ کے جانے لگا۔

او کے عمار پھر ملاقات ہو گئی۔ روحان کہہ کر زویا کو کھینچتا اپنے ساتھ لے گیا۔

اب تو اور مزا آئے گا روحان ملک اس بار تو تمہاری ہار پکی ہے۔ ان دونوں میں ایک سرد جنگ جاری تھی۔ عمار ہمیشہ روحان کو کم تر دیکھانے کی کوشش میں ہوتا تھا تو روحان بھی خاموش بیٹھنے والوں میں سے نہ تھا۔ وہ بھی ہمیشہ اسکے مقابلے کے لئے تیار رہتا تھا۔

یہ تمہارے پاس کیا کر رہا تھا۔ کیا کہا ہے اسنے تم سے روحان زویا کا ہاتھ چھوڑ کر غصے سے بولا تھا۔

وہ کہہ رہا تھا آپکی آواز بہت خوبصورت ہے۔

روحان نے تیوری چڑھائی۔

زویا تم اس سے دور رہو گی۔ عجیب دھونس بھرا لہجہ تھا

زویا ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

اور میں ایسا کیوں کروں گی۔ وہ ہانیہ تھوڑی تھی جو خاموش رہتی۔

کیونکہ میں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ روحان نے کہا۔

آپ ہیں کون زویا نے بھی پر سکون لہجے میں جواب دیا۔

روحان نے آنکھیں چھوٹی کر کے اپنی چھوٹی سی جادو گرنی کو گھورا۔اسنے ایک سرد آہ کھینچی آفت وہ منہ میں بڑبڑایا۔

زویا وہ ایم-این-اے کا بیٹا ہے۔یونی میں کسی سے بھی پوچھ لینا وہ اسکی شان میں قصیدے سنا دیں گے کہ وہ کس طبعیت کا مالک ہے۔

اچھا ٹھیک ہے۔روحان جو چیز زویا کو سمجھانا چاہ رہا تھا وہ اس میں کامیاب ہو گیا تھا۔

او کے روحان بھائی میں چلتی ہوں۔روحان کا خون ہی کھول اٹھا۔

کیا کہا تم نے روحان نے کہا۔

زویا نے زبان دانتوں میں دبائی وہ وہ میرا مطلب مسٹر

خدا حافظ وہ یہ کہہ کر نو دو گیارہ ہوئی روحان بھی چلا گیا۔

ہانیہ خاموشی سے لان میں بیٹھی ہاتھ میں حارث کی پہنائی رنگ دیکھنے میں مصروف تھی زویا کی آواز پر چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

زویا جو کب سے اسے بلا رہی تھی اسے ہاتھ میں پہنی رنگ کو دیکھتے پا کر اب زور سے بولی۔

ہانیہ کیا ہوا ہے؟ اور یہ رنگ کہاں سے آئی تمہارے پاس یہ کافی مہنگی لگ رہی ہے زویا رنگ کو دیکھتے بولی۔ زویا نوٹ کر رہی تھی فنکشن سے آنے کے بعد ہانیہ گم سم سی ہے اب اسے یہاں بیٹھا دیکھ وہ خود اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

ہانیہ کچھ دیر زویا کو خالی نظروں سے دیکھتی رہی۔ یک دم زویا کے ساتھ لپٹ کر ہچکیوں سمیت رونا شروع ہو گئی۔ وہ یہی تو چاہتی تھی کوئی ہو جو اسکی مشکل حل کر دے اگر نہیں تو اسے سن ہی لے۔ زویا ایک دم بوکھلا گئی۔

Hania What happened ?

Why are you crying ?

ہانیہ ہنوز اسکے گلے سے لگی ہچکیاں بھر رہی تھی۔

Hania tell me what happened ?

اب زویا تھوڑا اونچی آواز میں بولی۔ہانیہ نے زویا کی طرف دیکھا اور دور ہو کر بیٹھ گئی۔چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا نہ ہی بتانے کے علاوہ کوئی دوسرا آپشن تھا تو وہ ہر بات زویا کی بتاتی چلی گئی۔

زویا کا دل کیا اس لڑکی کا منہ توڑ دے پہلے نہیں بتا سکتی تھی۔پر اسکی حالت دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

تم اس رنگ کو اتارو زویا نے ہانیہ سے کہا

زویا یہ اتر ہی نہیں رہی میں نے اتنی کوشش کی ہے ہانیہ روتے ہوئے بولی۔

اچھا اچھا رو نہیں ہم کچھ کر لئیں گے۔زویا نے کہا

اور حارث کا کیا کریں گے وہ آنکھوں میں وحشت لے کر گویا ہوئی۔

انکا بھی کچھ کرتے ہیں۔زویا نے تسلی دیتے ہوئے کہا

زویا پ پل پلیز مجھے اس سے بچالو مجھے اُس سے بہت ڈر لگتا ہے۔ہانیہ ہچکیوں سے روتے زویا کے دونوں ہاتھ پکڑے کہہ رہی تھی۔

وہ ہمیشہ مجھے تکلیف دیتا ہے۔وہ بہت غصہ کرتا ہے۔پلیز زویا تم میری مدد کرو گی نا۔ہانیہ آج حارث کے رویے سے کافی ڈر چکی تھی۔

آج وہ کہہ رہا تھا آج وہ کہہ رہا تھا سردار حارث خان کو چیلنج بہت پسند ہیں اور وہ صرف مجھے پڑھنے کے لئے اور خود کو ذہنی طور پر تیار کرنے کے لئے وقت دے رہا ہے۔

زویا میں اس سائیکو شخص سے شادی نہیں کروں گی۔ہانیہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

ایک منٹ ایک منٹ یہ تم نے کیا کہا سردار زویا نے کہا۔

ہاں اسنے آج کہا تھا

اوووو تو حارث خان نام کے آخر پر بھی خان آتا ہے۔یعنی وہ کسی علاقے کے سردار ہیں۔

جو بھی ہے ہمیں کیا ہانیہ نے کہا۔

ہمم کل ہم یونی سے واپسی پر جیولر کے پاس چلیں گے رنگ نکلوانے زویا نے کہا۔

ہم ٹھیک ہے ہانیہ نے ہامی بھر لی

_____

السلام علیکم !لالا کیسے ہیں آپ سائرہ نے حارث سے پوچھا۔

وعلیکم السلام !میں ٹھیک لالا کی گڑیا کیسی ہے۔حارث کی جان اپنی خود سے چار سال چھوٹی بہن میں بستی تھی۔

میں بھی ٹھیک ہوں پر آپ شہر جا کے بھول جاتے ہیں۔آپکو پتہ ہے میں اور مورے آپکو کتنا یاد کرتے ہیں۔پر آپ تو ایک فون نہیں کرتے آج بھی میں اگر آپکو کال نہ کرتی تو آپ بھی نہ کرتے۔حارث سائرہ کے منہ کے زاویے سوچتے ہوئے ہنسا۔

اچھا نا اب میری پیاری بہن مان جاؤ میں کان پکڑ لوں کیا۔ اچھا مجھے بتاؤ شہر سے کیا لے کر آؤں حارث نے نرمی سے پوچھا۔

کچھ نہیں بس آپ آجائیں آپکو ضروری بات تو بتانا ہی بھول گئی۔ داجی کی طبعیت کچھ دنوں سے ٹھیک نہیں ہے آپ اگر آجائیں۔

گڑیا تم مجھے پہلے فون کر دیتی میں پہلے آجاتا۔ میں کل ہی آتا ہوں۔

جی ٹھیک ہے۔ اپنا خیال رکھیئے گا خدا حافظ

خدا حافظ گڑیا اسنے کہہ کر کال بند کی۔

زویا جو گوگل پر کب سے رنگ اتارنے کے طریقے ڈھونڈ کر آزما رہی تھی بلا آخر ہانیہ کے ہاتھ سے رنگ اتارنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

میں نے سوچا جیولر کے پاس جانے سے پہلے میں خود ایکسپیریمنٹ کر لو اور دیکھو اتر گئی نا یہ رنگ زویا چہک کر بول رہی تھی۔

ہاں شکر ہے میری انگلی ٹوٹنے سے بچ گئی۔ہانیہ نے کہا

اچھا اب ادھر دیکھاؤ اپنا ہاتھ اتنی تنگ تھی رنگ کے سکن اتر گئی ہے اس پر آئیمنٹ لگاؤں میں۔زویا نے خفگی سے کہا اور آئیمنٹ لگانے لگی۔

حارث نے تنگ رنگ خریدی تھی جسے زویا چاہ کر بھی اتار نہ سکے۔پر حارث یہ نہیں جانتا تھا کہ جس کے پاس ہانیہ جیسی آفت ہو اسکے لیے کوئی کام نا ممکن نہیں۔

_____

بازل اپنے روم میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر مصروف آفس کا کام کر رہا تھا۔ دروازہ ناک ہونے پر کم۔ان کہہ کر دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک جب خاموشی رہی تو اسنے نظر اٹھا کر دیکھا ردا کو اپنے کمرے میں پا کر بازل کا دماغ بھک سے اڑا۔

تم، تم یہاں کیا کر رہی ہو۔غصے کی شدت سے اسنے الفاظ چبا چبا کر ادا کیے.

خالہ نے کہا تھا آپکو چائے دے آؤں۔ ردا نے آہستگی سے جواب دیا۔

رکھو اور جاؤ اسنے اپنے لہجے کو نرم رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔

ردا نے کپ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور بازل کی طرف دیکھنے لگی۔

اب کیا ہے کھڑی میرا منہ کیوں دیکھ رہی ہو جاؤ یہاں سے بازل اب کی بار غرایا تھا۔

بازل آپ ایسے کیوں ہیں؟ آپکو میں کیوں نہیں نظر آتی۔ آپکو میری محبت کیوں نہیں نظر آتی۔ اب ردا کی آواز میں نمی محسوس ہو رہی تھی۔

بازل اب اپنے اندر اٹھتے غصے کو نہ روک پایا اور اسکے کندھوں سے پکڑ کر کہا

دیکھو ان آنکھوں میں ان آنکھوں میں بس ایک ہی شخص بسا ہوا ہے۔ ایک ہی شخص کا عکس ہے ان آنکھوں میں۔

ردا کی آنکھوں سے اب آنسو بہنے لگے وہ جانتی تھی کہ اب وہ کیا کہنے والا ہے۔وہ جانتی تھی کہ آج ایک بار پھر وہ توڑ دی جائے گی۔پر وہ ہر بار اپنا صبر آزمانے اس ظالم کے پاس آجاتی تھی کہ ایکی بار شاید اس کے پتھر کا بنا دل ردا کے لئے موم ہو جائے۔

زرا سا بھی نہیں پگھلتا دل تیرا

اتنا قیمتی پتھر کہاں سے خریدا ہے.....

میں صرف اور صرف مشال سے محبت کرتا ہوں ردا اسکے علاوہ میں کسی سے شادی نہیں کروں گا۔۔بازل نے آج پھر بڑی بے رحمی سے ردا کے دل کو زخمی کیا۔

تو مجھے کیوں بچپن سے اپنے نام پر بیٹھایا ہوا ہے۔ختم کر دیں یہ میرے نام کے آگے سے اپنا نام کم سے کم اس تکلیف سے تو بچ جاؤں گئی۔آپ نہیں جانتے بازل اپنے شوہر کے منہ سے کسی اور کے لئے اظہار محبت سننا کتنا مشکل ہے۔وہ اب بے بسی سے رو رہی تھی۔

آپ تو جانتے تھے نہ بچپن سے اس نکاح کے بارے میں پھر کیوں، کیوں میری امانت میں خیانت کی جواب دیں مجھے۔ردابازل کا گریبان پکڑ کے چیخی تھی۔

بازل نے اپنا گریبان اسکے ہاتھ سے چھڑایا۔

چٹاااااخ

ردا ساکت سی گال پر ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگی۔

خبر دار جو آئندہ مجھ سے اس لہجے میں بات کی کھال اتار کے رکھ دوں گا تمہاری۔چار سال کے بچے کو کیا پتا ہوتا ہے نکاح کا ہاں بولو میں نہیں سمجھتا تمھیں اپنی بیوی۔نہیں پسند کرتا تمھیں۔کیوں بار بار اپنی بے عزتی کروانے آجاتی ہو میرے پاس۔

میں صرف مشال کو چاہتا ہوں۔ اسی سے محبت کرتا ہوں۔ دفع ہو جاؤ اب یہاں سے اور اب میرے سامنے آئی تو تمہارا گلا دبانے سے کوئی روک نہیں سکے گا مجھے۔

ردا خاموش ہو چکی تھی اب اسنے اپنا فیصلہ قسمت پر چھوڑ دیا تھا۔ اسنے اپنے آنسو صاف کیۓ۔

خدا آپکو اور مشال کو خوش رکھے۔ ردا یہ کہہ کر چلی گئی۔

وہ ہمیشہ کہتی تھی دیکھۓ گا بازل ایک دن میں آپکے دل میں اپنی جگہ بنا لوں گی پر آج اسنے بازل اور مشال کو خوش رہنے کی دعا دی۔ بازل کو ایک دم اپنے کۓ پر شرمندگی ہوئی جو بھی تھا اسکو ردا کو تھپڑ نہیں مارنا چاہۓ تھا۔ اسنے غصے میں چاۓ کا کپ زمین پر پھینکا۔

شازیہ بیگم جو رات کے دو بجے کچن سے پانی لینے آئیں تھی کسی کو اس پہر لان میں بیٹھے دیکھ پہلے تو ٹھٹکیں پھر پریشانی کے ایثار انکے چہرے پر نمایاں ہوئے۔

ردا اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟ شازیہ بیگم نے ردا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ردا جو بازل کے کمرے سے آنے کے بعد لان میں ہی بیٹھ گئی تھی۔ وہ کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اسی لئے ادھر ہی بیٹھی رہی۔ رو رو کر اب تک اسکے آنسو بھی خشک ہو چکے تھے۔ اسکو پتا ہی نہ چلا کے اسکو یہاں بیٹھے کتنا وقت گزر چکا ہے۔

ارے خالہ میں ویسے ہی بیٹھی تھی مجھے نیند نہیں آ رہی تھی سوچا لان میں آ جاؤں کھلی فضا میں اچھا محسوس کروں گی۔ ردا نے مسکرانے کی ناممکن سی کوشش کرتے جواب دیا۔

شازیہ بیگم نے ردا کے چہرے پر انگلیوں کے پڑے نشان دیکھ کر اس سے پوچھنا چاہا کہ یہ بازل نے کیا ہے کیونکہ انھوں نے ہی اسے وہاں بھیجا تھا۔ پر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئیں وہ جانتی تھی ردا اپنی تکلیفیں یا ان تکلیفوں کی وجہ کبھی نہیں بتاتی اور بازل کا اپنے ساتھ رویہ تو وہ کبھی نہیں بتائے گی۔

لیکن بازل کا ردا کے ساتھ رویہ کسی سے چھپا ہوا نہیں تھا۔ انھوں نے بازل سے صبح بات کرنے کا سوچا اور ردا سے مخاطب ہوئیں۔

چلو بچے اب جا کر سو جاؤ کافی رات ہو چکی ہے

جی خالہ میں چلتی ہوں ردا مسکرا کر اٹھ پڑی۔ عجیب لڑکی تھی نا جانے اتنا صبر کیسے تھا اس میں خود پر اتنا ضبط کیسے کر لیتی تھی۔

* _____ *

بازل میں نے تم سے بات کرنی ہے۔بازل جو آفس کے لئے تیار ہو رہا تھا۔شازیہ بیگم کو اپنے کمرے میں دیکھ کر مسکرایا

امی آپ مجھے بلا لیتی اگر بات کرنی تھی تو میں خود آجاتا۔آپ نے بلاوجہ زحمت کی۔شازیہ بیگم نے ایک نظر اپنے خوبرو اور فرمانبردار بیٹے کو دیکھا۔جو سب سے اچھا سلوک کرتا تھا پر اس بیچاری کے ساتھ ہمیشہ زیادتی کر جاتا تھا۔

بازل تم نے کل ردا کو مارا ہے۔شازیہ بیگم نے کہا۔

اوووتو آپ تک بات پہنچ گئی۔بازل نے سوچا اور تلخی سے مسکرایا۔

امی آپکو ردا نے کچھ کہا ہے؟بازل نے کہا۔

نہیں ردا نے کیا بتانا وہ تو تمہارے خلاف ایک بات بھی نہیں کرتی۔

بازل وہ تمہاری بیوی ہے تمہارے نکاح میں ہے تم اس کے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو؟؟

امی پہلی بات تو یہ میں نے نہیں کہا تھا آپ سب سے کہ میرا نکاح ردا سے کروائیں۔اور دوسری بات یہ کہ ایک چار سال کے بچے کو نکاح کا مطلب بھی نہیں پتا ہوتا۔اب بڑے ہو کر میں اسکو نہیں مانتا اپنی بیوی۔میں نہیں پسند کرتا اسکو تو میری کیا غلطی ہے۔اس طرح زبردستی کے رشتے سے میری اور ردا کی دونوں کی زندگی خراب ہو رہی ہے۔

تو غلطی تو اسکی بھی نہیں ہے وہ بھی تو دو سال کی تھی اسنے بھی تو سب کا کیا ہوا فیصلہ قبول کیا ہے تم بھی کرو۔اور رہی محبت کی بات تو وہ ردا کی آنکھوں میں تمہارے لئے احترام اور محبت چھپی نہیں ہوئی۔

امی آپ جو مرضی کہہ لئیں میں ردا سے شادی نہیں کروں گا میں یونی لائف سے ہی اپنی کلاس فیلو کو پسند کرتا ہوں اور اسی سے شادی کروں گا۔بازل نے سنجیدگی سے کہا

بازل دماغ ٹھیک ہے تمہارا کیا بکواس کر رہے ہو شازیہ بیگم غصے سے چلائیں۔

امی یہی سچ ہے میں مشال کو پسند کرتا ہوں ردا کو میں بہت جلد آزاد کر دوں گا۔بازل نے ادب کے ساتھ آواز نیچی رکھتے ہوئے کہا۔

بس بہت ہوا۔جو رخصتی اس مہینے کے آخر میں تھی اب وہ اسی جمعہ ہو گی اور اگر تم نے انکار کیا تو تم اپنی ماں کا مرا ہوا منہ دیکھو گے۔شازیہ بیگم نے کہا اور کمرے سے چلی گئی۔

امی میری بات تو سنیں بازل پیچھے بے بسی سے چلایا۔

* _____ *

ردا کے والد آرمی میں میجر تھے جب ردا ایک سال کی تھی تو وہ کسی مشن کے دوران شہید ہو گئے تھے۔

انکے بعد ردا کی امی صبا بیگم جو شازیہ بیگم کی چھوٹی بہن تھی انھوں نے اپنی بیٹی کے لئے دوسری شادی نہ کی۔ ردا بازل سے دو سال چھوٹی تھی۔ ان دنوں ردا اور انکی امی بازل لوگوں کے گھر میں رہتی تھی۔سب بڑوں کی مرضی سے ان دونوں کا نکاح کر دیا گیا۔اس وقت بازل چار سال جبکے ردا دو سال کی تھی۔

بازل کو یہ چھوٹی سنہرے بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی شروع سے ہی ناپسند تھی۔اسکے گھر میں آنے کی وجہ سے سب بازل کو چھوڑ اس پر زیادہ توجہ دینے لگے تھے۔وقت کے ساتھ بازل کے دل میں اس لڑکی کے لئے غصہ نفرت میں بدل گیا۔

ردا نے بڑے ہو کر فیشن ڈیزائینگ کیا تھا اور اپنی بوتیک اوپن کی۔اس نے بہت جلد خود کو اسٹیبلش کر کے ایک گھر خریدا جہاں اب وہ اور صبا بیگم رہتی تھی۔پر اب ایک مہینے بعد اسکی رخصتی تھی۔اسل مئے سب کے اصرار پر وہ ادھر ہی آ گئی۔شازیہ بیگم کا کہنا تھا

صبا تم اور اکیلی بچی کیسے تیاری کرو گے تم ایسا کرو ہمارے گھر آ جاؤ سب کچھ پھر مل کر دیکھ لئیں گے۔

یہ ٹھیک ہے آپا میں اور ردا آپکے ساتھ ہی چلتے ہیں۔

سارے اس وقت ڈائینگ پر بیٹھے ناشتا کرنے میں مصروف تھے شازیہ بیگم کی آواز پر انکی طرف متوجہ ہوئے۔

بازل کی رخصتی اسی جمعہ کو ہو گی۔

پر کیوں بیگم رخصتی تو مہینے کے آخر میں تھی۔ماجد صاحب نے کہا

نیک کام میں دیر کیسی بعد میں بھی تو کرنی ہے تو پھر جمعہ کو کیوں نہیں۔بس اس جمعہ کو رخصتی ہے۔انھوں نے گویا فیصلہ سنایا۔

ردا نے نظر اٹھا کر بازل کو دیکھا جو کھا جانے والی نظروں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔ردا اٹھی اور سب کو خدا حافظ کہتی بوتیک کے لئے نکل گئی۔

بابا میں بازل بھائی کی شادی پر بہت سی تیاری کروں گی اور آپ اپنی زارا ڈارلنگ کو سمجھا دیں یہ مجھے منع نہیں کریں گئی۔زویا نے خوشی کے ساتھ چمکتے چہرے سے کہا۔

صدیقی صاحب زارا بیگم کو اسی نام سے پکارتے تھے تو زویا بھی اپنی ماما کو تنگ کرنے کے لئے یہی بولتی تھی۔

زارا بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا اس لڑکی کے سر میں کچھ اٹھا کر مار دیں یا اپنے سر میں کچھ مار لئیں۔ یہ لڑکی ہمیشہ ہی انھیں تنگ کر کے رکھتی تھی۔ صدیقی صاحب کے چہرے پر زارا بیگم کے شرم سے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ مسکراہٹ پھیل گئی۔

ٹھیک ہے میرا بچہ جو دل کرے کرنا۔ صدیقی صاحب نے کہا۔

اچھا زویا اب چلو یونی جانا ہے دیر ہو رہی ہے ہانیہ نے کہا۔ وہ دونوں خدا حافظ کہتی یونی کے لئے نکل پڑیں۔

_____

حارث جس نے آج داجی سے ملنے حویلی جانا تھا۔ وہ یونی بس ہانیہ کو دیکھنے آیا تھا پر ہانیہ تھی کے کہیں نظر ہی نہیں آ رہی تھی۔

ہانیا اور زویا جو اپنی کلاس سے باہر نکلی تھی۔ باہر حارث کو دیکھ کے رک گئیں۔ ہانیہ تو ڈر کے مارے زویا کے پیچھے چھپنے کی ناکام سی کوشش کرنے لگی۔ جبکہ ہانیہ کی اس حرکت سے حارث کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے۔

آپ یہاں؟ زویا نے کہا۔ حارث زویا کے اس سنجیدہ لہجے پر ٹھٹھکا۔

السلام علیکم! جی میں ہانیہ سے ملنے آیا ہوں۔ ہانیہ کو زویا کے پیچھے چھپتا دیکھ اور زویا کا لہجہ یہ بات باور کروا چکا تھا یہ معاملہ اب ان تک محدود نہیں رہا۔ زویا بھی ساری بات سے واقف ہو چکی ہے۔

کیوں مسٹر حارث ہانیہ کو ڈرانے میں کوئی کسر رہ گئی تھی جو اب آپ پھر چلے آئے ہیں۔ زویا نے آئیبرو اچکا کر کہا۔

حارث نے ہانیہ کو دیکھا جو زویا کے پیچھے کسی چھوٹی بچی کی طرح سہم کر چھپی اسکو دیکھ رہی تھی۔ اب حارث کے دیکھنے پر پوری اسکے پیچھے چھپ گئی۔ ہانیہ کی اس بچکانہ حرکت پر حارث کے لب مسکرا دیئے۔

آپکی کزن کوئی بات آرام سے سنتی ہی نہیں ہے اس لئے مجبوراً ڈرانا پڑتا ہے۔ اب کی بار حارث نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔

ہمم تو مسٹر آپ ہانیہ کے لئے سیریس ہیں؟ زویا نے جانچتی نظروں سے حارث کو دیکھا۔ حارث مسکرایا اسکے سوال پر اور کہا

سیریئس ہونے کے ساتھ میں کافی پوزیسو بھی ہوں۔ اگر آپ مجھے یہ کہنے آئی ہیں کے میں ہانیہ سے دور رہوں تو میں آپکی غلط فہمی دور کر دیتا ہوں میں ایسا بالکل نہیں کروں گا۔

میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اسکو اپنا نام دینا چاہتا ہوں۔ میں ہانیہ کو اپنی عزت بنانا چاہتا ہوں۔ میرے معصوم دل پر قبضہ تو یہ بہت پہلے ہی کر چکی ہیں۔ اب چاہتا ہوں میرے دل کے ساتھ میرے گھر کی بھی مالکن بن جائیں حارث نے تحمل سے جواب دیا۔ لہجہ سنجیدہ تھا پر آنکھوں میں شرارت واضح تھی۔

ہم کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں حارث نے کہا۔

جی چلیں زویا نے جواب دیا۔

پاگل ہو گئی ہو زویا تم اس سے میرا پیچھا چھڑانے آئی ہو یا میرا ٹانکا فکس کروانے۔

ہانیہ کی غصے سے کی گئی سرگوشی زویا کے پیچھے سے سنائی دی۔ حارث آگے بڑھا اور ہاتھ بڑھا کر ہانیہ کا ہاتھ پکڑ کے زویا کے پیچھے سے اُسے کھینچ کر باہر نکالا۔

Dear future wifey

تم اگر زمین یا آسمان میں بھی چھپ جاؤ گی نہ تو حارث خان تمہیں ڈھونڈ نکالے گا اس لئے اپنی چھوٹی سی جان کو اس چھپن چھپائی میں نا تھکاؤ۔ حارث نے مسکراتے لہجے میں کہا جہاں زویا اسکی باتوں پر حیران ہوئی وہیں ہانیہ کے گال حارث کے فیوچر وائف کہنے پر غصے سے لال ہوئے۔

اب چلو! حارث اسکا ہاتھ گرفت میں لے کر آگے بڑھ گیا زویا بھی مسکراتی ان کے ساتھ چل دی۔ زویا کو اتنا اندازہ تو ہو چکا تھا کہ یہ بندہ ہانیہ کے لئے سیریس ہے۔

وہ تینوں اب کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے۔

اچھا مسٹر آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں نام کے علاوہ میں کچھ نہیں جانتی اور اپنی لڑکی ہم ایسے ہی نہیں دیں گے۔ زویا نے تھوڑا شرارت سے کہا۔

وہ تو میں بتا دیتا ہوں۔ پر ہانیہ پہلے مجھے یہ بتانا پسند کرو گی کے تمہاری رنگ کہاں ہے حارث ذرا برہمی سے بولا

ہانیہ جو خاموشی سے بیٹھی تھی حارث کے مخاطب کرنے پر گھبرا گئی۔اس نے پریشانی سے زویا کی طرف دیکھا زویا نے آنکھیں بند کر کے اسے ریلیکس رہنے کا اشارہ کیا۔

وہ میں نے اتار دی ہے۔ہانیہ ہلکی آواز میں منمنائی

کس کی اجازت سے،ہانیہ میڈم کس کی اجازت سے اتاری ہے۔میں نے منع کیا تھا کے تم نہیں اتارو گئی۔میرا خیال ہے تم میری دسترس میں آنے کے لئے بہت بے تاب ہو۔ ہانی جان تم مجھے پہلے ہی بتا دیتی میں اپنے ساتھ ہی مولوی کو بھی لے آتا۔ اب حارث کا لہجہ پر اسرار ہوا تھا۔

نہیں، نہیں ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی اور رنگ بہت تنگ تھی میری فنگر میں پین ہونا شروع ہو گیا تھا۔وہ حارث کے ڈر سے نان سٹاپ بولی اور اپنا ہاتھ بھی اسکے آگے کر دیا جہاں اسکی انگلی کی سکن اتری ہوئی تھی۔

آئی ایم سو سوری ہانی مجھے نہیں پتا تھا وہ اتنی چھوٹی ہو گی۔حارث نے ہانیہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا۔

تم مجھے وہ رنگ دو میں وہ تمہارے سائز کی کروادوں گا۔وہ متفکر لہجے میں بولا۔حارث اپنی باتوں میں اتنا مگن تھا۔ کہ وہ اپنے ساتھ بیٹھی زویا کو نظر انداز کر گیا۔

آہم آہم زویا کے گلا کھنکھارنے پر وہ ہوش میں آیا۔ہانیہ نے رنگ بیگ سے نکال کر اسکے سامنے رکھ دی۔

مجھے نہیں چاہیے آپ یہ خود ہی رکھ لیں۔ہانیہ نے کہا

ویسے حارث بھائی ایک بات تو بتائیں یہ رنگ کتنے کی ہے؟زویا نے شرارت سے پوچھا

پندرہ لاکھ کی ہے۔اس میں لگا ڈائیمنڈ رئیل ہے۔حارث نے ایسے بتایا جیسے کوئی بہت عام سی بات ہو۔

زویا کے ساتھ ہانیہ بھی حیران تھی۔

ہانیہ کا سالار سکندر تو مل گیا۔ زویا نے تصور میں شرارت سے سوچا۔

ہانیہ کو حیرت سے خود کی طرف تکتے پا کر حارث جھکا

ہانی جان ایسے نہ دیکھو میرا دل بے ایمان ہو رہا ہے۔ رنگ تو تم اتار ہی چکی ہو تو کیوں نہ مولوی کو بلا لوں؟؟

حارث نے ابکی بار شرارت سے کہا۔

حارث اب سیدھا ہوا ہمم تو زویا آپ پوچھ رہی تھی کہ میں کون ہوں۔ آئی مین فیملی بیک گراؤنڈ وغیرہ۔

میرے والد پشاور کے ایک علاقے کے سردار ہیں۔ ہم لوگ دو بہن بھائی ہیں۔ بڑا میں ہوں اور میری بہن سائرہ مجھ سے چار سال چھوٹی ہے۔ میں اپنے علاقے کا اگلا ہونے والا سردار ہوں۔ بیسکلی ہماری فیملی صدیوں سے سرداری کرتی آ رہی ہے۔ فیملی کے کچھ لوگ سیاست کے ساتھ بھی جڑے ہوئے ہیں۔

مجھے بزنس میں انٹرسٹ تھا تو میں سرداری کے ساتھ ساتھ اپنا بزنس کرنے کا بھی ارادہ رکھتا ہوں۔ اب میرے خیال سے آپکو میرے بارے میں سب پتا چل چکا ہو گا حارث نے مسکراتے کہا۔

حارث کی باتوں پر ہانیہ کا رنگ سفید ہو چکا تھا۔ میں آپسے شادی نہیں کروں گی کبھی بھی نہیں ہانیہ کانپتی آواز میں گویا ہوئی۔

ایسے علاقوں کے رولز بہت سٹرکٹ ہوتے ہیں۔ لوگ بھی بہت ظالم ہوتے ہیں لڑکیوں کو پڑھنے بھی نہیں دیتے ادھر تو۔

ایسا نہیں ہو گا میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ ہانیہ مسلسل پریشانی سے بڑبڑا رہی تھی۔ حارث اب اسکی طرف متوجہ ہوا۔

دیکھو ہانیہ میں کسی بھی زور زبردستی کے بغیر عزت سے تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ ورنہ تم سے نکاح کرنا حارث خان کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ بہتر ہے تم خود ہی مان جاؤ مجھے کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور نہ کرنا جس سے تمہاری یا تمہارے خاندان کی عزت پر اثر پڑے۔

ابھی میں بس حارث بن کر تمہیں کہہ رہا ہوں۔ بلکہ تمہیں شادی کے لئے منا رہا ہوں۔ ورنہ حارث خان کو کسی کی منتیں کرنی نہیں آتی۔ میری محبت کو محبت ہی رہنے دینا ضد یا انا کا مسلئہ نا بننے دینا۔ اگر تم نہ مانی تو مجبوراً مجھے حارث خان بننا پڑے گا اور یقین مانو ہانیہ حارث خان کو تم سہہ نہیں پاؤ گی۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ میں بس حارث ہی رہوں حارث خان نا بنوں تمہارے معاملے میں۔

حارث نے سرد لہجے میں کہا۔ اور رہی بات رولز کی تو ایک زمانہ تھا جب یہ رولز ہوتے تھی پر آج کے ماڈرن زمانے میں رولز تو ہیں لیکن اتنے سٹرکٹ نہیں۔ حارث اب اسے سمجھانے کے انداز میں بولا۔

Hope so hani you understood and don't disappoint me...

اچھا اب میں چلتا ہوں مجھے حویلی کے لئے نکلنا تھا آج میں بس ہانی سے ملنے آیا تھا۔حارث نے کہا اور خدا حافظ کرتا اپنا والٹ اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتے چلا گیا۔

پیچھے ہانیہ اور زویا دونوں اسکی سرِ عام دی گئی دھمکی پر ساکت بیٹھی تھی۔وہ انھیں ڈھکے چھپے الفاظوں میں بہت کچھ باور کروا چکا تھا۔

* _____ *

زویا خاموش بیٹھی تھی وہ جو سمجھ رہی تھی اتنا مسلئہ نہیں ہے۔اب اسے بھی معاملے کی سنجیدگی کا اندازہ ہو چکا تھا۔وہ سوچ رہی تھی آگے کیا کیا جائے۔

اسے لگ رہا تھا حارث ہانیہ کا پیچھا اتنی آسانی سے نہیں چھوڑے گا۔اور اب اسے لگ رہا تھا کہ وہ ہانیہ کو کبھی بھی نہیں چھوڑے گا۔

زویا اس بات پر غور کر رہی تھی کہ اس معاملے کو کیسے سلجھایا جائے۔

زویا کے دماغ میں ایک دم کچھ کلک ہوا۔وہ فوراً ہانیہ کو وہاں رکنے کا کہہ کر بیگ اٹھا کر بھاگی۔

اب وہ روحان کے ڈیپارٹمنٹ میں پہنچ کر اسکو ڈھونڈ رہی تھی۔روحان اور اسکے دوست حارث کو سمجھا سکتے تھے۔وہ یہ معاملہ حل کر سکتے تھے۔زویا کو زیادہ ڈھونڈنے کی ضرورت نا پڑی آگے کاریڈور میں ہی وہ تینوں اسے نظر آ چکے تھے۔

وہ انکے پاس گئی۔

السلام علیکم !مجھے آپ سب سے حارث بھائی کے بارے میں بات کرنی ہے۔زویا نے سیدھا اپنے آنے کی وجہ بیان کی۔

وعلیکم السلام!ان تینوں نے جواب دیا۔

ان سب نے حیرت سے زویا کی طرف دیکھا آج زویا کے چہرے پر شرارت کی کوئی رمق نظر نہیں آرہی تھی وہ بے حد سنجیدہ تھی۔

جی بولیں علی نے جواب دیا۔زویا نے مختصر کر کے انکو ساری بات بتائی۔وہ تینوں حیران ہوئے بغیر نا رہ سکے۔

پر حارث نے تو آج تک کسی لڑکی کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔روحان نے حیرت سے کہا اسکو یقین نہیں آرہا تھا کہ حارث نے ایسا کیا ہے۔

وہ نہ صرف ہانیہ کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ رہے ہیں بلکہ اسکو اپنے غصے،رعب اور دھمکیوں سے مسلسل مینٹلی ٹارچر بھی کر رہے ہیں۔زویا نے جواب دیا۔

مجھے لگا حارث سیریس نہیں ہے وہ اس حد تک سیریس ہے مجھے بتا نہیں تھا۔ علی بولا

تمہیں پتا تھا اس بات کا۔ روحان نے علی سے پوچھا

ہاں مجھے اور ذیشان دونوں کو پتا تھا پر ہمیں لگا وہ مذاق کر رہا ہے۔ وہ اتنا سیریس ہے ہانیہ کو لے کر ہمیں نہیں پتا تھا۔ علی بولا۔

آپ لوگ پلیز انھیں سمجھائیں وہ ہانیہ کو میرے سامنے دھمکی دے کر گئے ہیں اکیلے میں پتا نہیں کیا کچھ کہتے ہوں گے زویا نے پریشانی سے کہا۔

تم ٹینشن نہ لو زویا ہم اسے سمجھاتے ہیں۔ روحان نے جواب دیا۔

تھینک یو سو مچ زویا نے جواب دیا اور ہانیہ کے پاس چل دی۔

* _____ *

حارث تقریباً سات گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد خان حویلی میں موجود تھا۔ خان حویلی کافی پرانی تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ردوبدل کی وجہ سے وہ کافی شاندار دکھتی تھی۔

حارث نے حویلی کے دروازے پر پہنچ کر ہارن دیا۔ گارڈ نے منٹ کی دیر کیے بغیر حویلی دروازہ کھولا۔ حارث نے اپنی لینڈ کروزر پورچ میں روکی ایک ملازم بھاگتا ہوا آیا اور حارث کی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

السلام علیکم! سائیں کیسے ہیں آپ انھوں نے حارث کے نکلتے ہی کہا۔

وعلیکم السلام! بابا کتنی بار کہا ہے حارث کہا کریں مجھے آپ مجھ سے بڑے ہیں۔ حارث نے ہمیشہ کی طرح خفگی سے کہا۔

ارے نہیں سائیں آپ ہمارے سائیں ہیں۔رحمٰن بابا نے کہا۔

اتنی دیر میں مورے اور سائرہ بھی باہر آچکی تھیں۔گھر کی عورتوں کو دیکھ تمام مرد ملازم منہ دوسری طرف کر کے کھڑے ہو گ ئے۔

السلام علیکم !مورے کیسی ہیں آپ حارث نے اپنی والدہ کو گلے لگاتے کہا۔

وعلیکم السلام !میں ٹھیک میرا بچہ کیسا ہے مورے جان نے حارث کی پیشانی پر بوسا دیتے پوچھا۔

اللہ کا شکر ہے مورے۔حارث نے جواب دیتے ساتھ ہی سائرہ کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

السلام علیکم !لالا کیسے ہیں آپ سائرہ نے خوشی سے پوچھا

میں ٹھیک میری گڑیا کیسی ہے حارث نے سلام کا جواب دیتے ساتھ کہا۔

میں بھی ٹھیک ہوں سائرہ نے جواب دیا۔

سائرہ مکمل طور پر حارث کی کاپی تھی۔ حتیٰ کے آنکھوں کا رنگ بھی حارث کی طرح گرے تھا۔بس فرق تھا تو رنگ کا جہاں حارث کا رنگ گندمی تھا وہیں سائرہ صاف رنگت کی تھی۔

بیٹا کھانا لگواؤں کھاؤ گے۔ مورے جان نے حارث سے پوچھا۔ نہیں مورے بس داجی سے مل کر سوؤں گا تھک گیا ہوں حارث نے کہا اور وہ تینوں داجی کے پاس چل دئے۔

سلام دعا کے بعد حارث جرگے وغیرہ کی باتیں کر رہا تھا جب مورے جان بولیں

بیٹا شادی کا کیا ارادہ ہے چھبیس کے ہو چکے ہو تم۔

انکی بات پر حارث کے دماغ میں ایک نازک سراپا لہرایا

اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

جس مسکراہٹ کو کمرے میں بیٹھے تین نفوس حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے دیکھ رہے تھے۔

برخوردار اب بتانا پسند کرو گے کون ہے وہ بلا آخر داجی نے سب کے دل کی بات کہہ ڈالی۔ وہ بے شک سردار تھے لیکن وہ سردار سے پہلے اپنے بچوں کے باپ تھے چاہے پھر وہ حارث ہو یا سائرہ اِن دونوں میں ہی تو سردار اسد خان کی جان بستی تھی۔ بہت جلد آپ سب کو اسکے گھر لے کر جاؤں گا۔ حارث نے جواب دیا۔

پھر بھی کچھ تو بتاؤ ابکی بار مورے بولیں۔

انکی بات پر حارث نے اپنے موبائل سے ہانیہ کی تصویر نکال کر دیکھائی۔ یہ تصویر حارث نے یونی کے فنکشن والے دن لی تھی۔ تصویر سے صاف پتا چل رہا تھا کے ہانیہ کی بے دیھانی میں لی گئی ہے۔

مورے جان اور داجی نے ماشاءاللہ کہا اور جلد ہی حارث کو اپنی بہو ہانیہ کے گھر لے جانے کا کہا۔

* _____ *

کل جمعہ تھا اور ردا کی رخصتی تھی آج گھر میں ہی مہندی کا چھوٹا سا فنکشن کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے ہلہ گلہ کافی دیر تک چلتا رہا۔ ردا نیند نا آنے کی وجہ سے لان میں آگئی یا شاید سوچیں اسُے سونے نہیں دے رہی تھیں۔ ابھی وہ لان میں ہی تھی جب بازل لان میں آیا۔

ردا رخصتی سے انکار کر دو اور ڈائیورس لے لو اسطرح ہم دونوں ہی خوش نہیں رہ سکیں گے بازل نے کہا۔

میں انکار نہیں کر سکتی ردا نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے تو پھر خود کو ہر طرح سے تیار کر کے آنا اور یہ بات یاد رکھنا مشال سے میں لازمی شادی کروں گا۔ بازل یہ کہتا وہاں سے چلا گیا۔

بلآخر آج ردا اپنے ستمگر کی دسترس میں جانے والی تھی۔

صبح سے ہی گھر میں ہل چل مچی ہوئی تھی۔ آخر وہ وقت آ ہی گیا جب ردا رخصت ہو کر بازل کے روم میں آ گئی تھی۔

ردا نے زیور اتارتے ہوئے خود کو آئینے میں دیکھا نیلی آنکھیں جو اس وقت میک اپ سے سجائیں گئیں تھیں۔ گلابی ہونٹ اس وقت بلڈ ریڈ لپ سٹک سے سجے ہوئے تھے۔ بلڈ ریڈ لہنگے میں اسکی گوری رنگت چمک رہی تھی۔ سنہرے بال پشت سے نیچے تک کسی آبشار کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔

کیا کمی تھی اس میں جو بازل اسے پسند نہیں کرتا تھا۔شاید بات اسکے نصیب کی تھی۔وہ تلخی سے مسکرائی زیور اتارنے کے بعد وہ اپنا ڈریس لے کر واشروم میں چلی گئی۔کچھ منٹ بعد فریش ہو کر دھلے دھلائے چہرے کے ساتھ باہر نکلی تو بازل دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

بلیک شیروانی میں آج وہ بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ردا نے جلدی سے اس پر سے نظریں ہٹائیں۔بازل اب دروازہ بند کر چکا تھا۔اور اسے دیکھ گویا ہوا۔

اچھا ہوا جو تم نے منہ دھو لیا۔کافی سمجھدار ہو تم یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا میں تمہیں کبھی بھی اپنی بیوی کا درجہ نہیں دوں گا۔یہ لو امی نے دیا تھا تمہاری منہ دیکھائی کے لئے۔ اسنے یہ کہتے لال ڈبی بیڈ پر پھینکی۔

ردا نے ڈبی اٹھائی اور ڈریسنگ ٹیبل پر دیکھے بغیر رکھ دی۔اور خود بیڈ پر سونے کے لئے لیٹ گئی۔ بازل جو اب فریش ہو کر آیا ردا کو بیڈ پر لیٹا دیکھ اسکا غصہ در آیا۔وہ تن فن کرتا بیڈ تک آیا اور ردا کو ایک جھٹکے

سے بیڈ پر سے کھینچ کر کھڑا کیا ردا جسکی ابھی آنکھ لگی ہی تھی ہربڑا کر اٹھی نیند کی وجہ سے اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھی۔

تم یہاں کس کی اجازت سے لیٹی ہو بازل دھاڑا

ردا نہ سمجھی سے اسکی طرف دیکھنے لگی۔

یہ جگہ صرف اور صرف مشال کی ہے وہی حقدار ہے اس جگہ کی، میری محبت اور میری شدتوں کی۔ بازل سرد لہجے میں گویا ہوا اور بیڈ سے تکیہ اٹھا کر صوفے پہ پھینکا۔ ادھر جا کر سو۔

ردا کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئی آنسو لڑھک کر گال بھگونے لگے۔

خدا کے لئے بی بی اپنا یہ میلو ڈراما بند کرو اور جا کر سو۔ ردا اذیت میں مبتلا کر کے بازل لائیٹ آف کر کے لیٹ گیا۔

ردا لیٹنے کی بجائے صوفے سے ٹیک لگا کر ٹھنڈے فرش پر بیٹھ گئی۔ردا نے شادی سے پہلے کوئی سنہرے خواب نہ دیکھے تھے لیکن اس نے یہ بھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی اتنی ظالم ہو گئی۔

یہ پتھر دل شخص ہمیشہ اسے تکلیف پہنچاتا تھا۔ آج بھی وہ بے رحم اپنے الفاظ سے ردا کے دل کو لہولہان کر چکا تھا۔

وہ زارو قطار رو رہی تھی۔ اسکی دبی دبی سیکیاں ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ کتنے ہی آنسو بے مول ہوتے زمین پر گر رہے تھے۔ وہ سنگدل اسکی بچپن کی محبت تھا۔ ابھی اسکے دل کے پہلے زخم ہی نہیں بھرتے تھے کہ وہ ایک نئے زخم سے دوچار کرتا تھا۔ آج کوئی ردا سے پوچھتا اپنے عشق کو پا لینے کے بعد بھی شکست کھانے اور خالی ہاتھ رہ جانے کا دکھ کیا ہوتا ہے۔

صبح فجر کے وقت ردا کی آنکھ کھلی تو خود کو زمین پر پایا۔ وہ اٹھی وضو کر کے نماز ادا کرنے لگی۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ایک کے بعد ایک آنسو ٹپ ٹپ کرتے اسکی ہتھیلی میں گرنا شروع ہو گئے۔ وہ کچھ نہیں مانگ رہی تھی خاموش بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد نماز تہہ کر کے اٹھ گئی۔

آپ کہیں جا رہے ہیں؟ ردا نے بازل سے پوچھا۔

بازل جو پینٹ کوٹ پہنے نک سک سا تیار اب اپنے اوپر پرفیوم سپرے کر رہا تھا ردا کی بات پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

ہمم جا رہا ہوں۔ وہ صبح ہی کوئی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ سو مختصر جواب دے کر گھڑی پہننے لگا۔

کدھر جا رہے ہیں۔ ردا نے پھر سوال داغا

پلیز ردا یہ بیویوں والے سوال نہ کرو اور آج تو تم نے پوچھ لیا ہے آئیندہ میرے معاملات میں دخل اندازی نہ کرنا۔ بازل نے کہا

میں اس لئے پوچھ رہی تھی اگر خالہ پوچھیں تو انکو بتا دوں۔ ردا نے ہلکی آواز میں جواب دیا

امی کو میں خود بتادوں گا۔ بازل نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ شازیہ بیگم جو ڈائینگ پر بیٹھی بازل اور ردا کا انتظار کر رہی تھی۔ اکیلے بازل کو آتے دیکھ سوالیہ انداز میں اسکی طرف دیکھ کر گویا ہوئیں۔

بازل ردا کہاں ہے اور تم کہاں جا رہے ہو۔ شازیہ بیگم نے کہا ڈائینگ پر بیٹھے سبھی لوگ بازل کی طرف متوجہ ہوئے۔

امی آفس میں بہت اہم میٹنگ تھی اس لئے میں آفس جا رہا ہوں۔ ریسپشن سے پہلے گھر آ جاؤں گا۔ بازل نے نرمی سے جواب دیا۔ اتنی دیر میں ردا بھی ادھر ہی آگئی بازل کے جانے کے بعد سب اپنے کاموں میں مصروف ہوگئے کیونکہ شام کو بازل اور ردا کا ریسپشن کا فنکشن تھا۔

ردا گرے میکسی میں ملبوس اپنے سجے سنورے سراپے کو آئینے میں دیکھنے میں مصروف تھی اسے پتا بھی نہ چلا بازل کب روم میں آیا ہے۔ بازل جسکی نظر ردا پر گئی تو ایک دم ٹھٹھکا وہ بہت حسین تھی لیکن بازل کے جذبات صرف مشال کے لئے تھے۔ آئینے میں سے بازل اسکی نیلی آنکھیں دیکھ رہا تھا۔

بازل سر جھٹکتا اپنا سوٹ اٹھا کر واشروم کی طرف بڑھ گیا۔ واپس آیا تو دیکھا ردا ابھی بھی وہیں کھڑی تھی۔

وہ نا جانے کس سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی کے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی بھی نہ محسوس کر سکی۔ بازل جواب اسکے پیچھے آ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ آئینے میں دونوں کا عکس دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں ایک پرفیکٹ کپل لگ رہے تھے۔ جیسے ایک دوسرے کے لئے ہی بنے ہوں۔

ردا سائیڈ پر ہو میں نے بھی تیار ہونا ہے۔ بازل نے آج نرم لہجے میں کہا۔ ردا خالی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی پھر کچھ سیکنڈ بعد سائیڈ پر ہو گئی۔ سارے فنکشن میں بھی ردا نے کسی سے زیادہ بات نہیں کی اور خاموش بیٹھی رہی۔

_____

آج ان دونوں کو ایک ساتھ رہتے دو ہفتے ہو چکے تھے۔ بازل نوٹ کر رہا تھا کے ردا اسکا ہر کام خود ہی کر رہی ہے جو اسے قطعاً پسند نہیں آتا تھا۔ ابھی وہ لیپ ٹاپ پر بیٹھا کام کر رہا تھا جب ردا اسکے لئے چائے لے کر آئی اور خاموشی سے ٹیبل پر رکھ کر جانے لگی۔

رکو مجھے بات کرنی ہے تم سے۔ بازل نے کہا

ردا نے سوالیہ نظروں سے بازل کی طرف دیکھا پر بولی کچھ نہیں

تم میرے کام کیوں کر رہی ہو بازل نے تھوڑا برہم ہو کر کہا یہ تم نے نیا طریقہ ڈھونڈا ہے میرے دل میں اپنی جگہ بنانے کا۔ بازل کی آواز اب تیز تھی۔

یہ میرا فرض ہے اور آپ مجھے اپنا فرض پورا کرنے سے روک نہیں سکتے۔ ردا نے آہستہ آواز میں کہا

بیوی کے تو اور بھی بہت سے فرض ہوتے ہیں پھر کیا خیال ہے۔ بازل نے اسے کن اکھیوں سے دیکھا

میں تو اپنے فرض پورے کر دوں گی۔ پر کیا آپ اپنے حقوق پورے کر پائیں گے۔ ردا نے زخمی مسکراہٹ سے مسکراتے

ہوئے کہا بازل ایک پل کو خاموش رہ گیا جاؤ یہاں سے بازل نے ردا کو کہا وہ اپنے آنسوؤں کو روکتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔

* *

آج حارث داجی کے ساتھ جرگے میں موجود تھا۔ آج باقاعدہ طور پر حارث کو سرداری سونپ دی گئی تھی۔ وہ حارث خان سے سردار حارث خان بن چکا تھا۔ تمام فیصلے اب اسنے کرنے تھے۔

وہ ابھی سائرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اسے روحان کی کال آئی وہ فون پس کر کے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

رسمی سلام دعا کے بعد حارث نے روحان سے کہا۔

آج ہم ناچیز کو کیسے یاد کر لیا روحان ملک نے۔

کمینے انسان تو مجھے یہ بتائے گا یونی میں کیا کرتا پھر رہا ہے۔ روحان نے کہا۔

میں نے کیا کرنا ہے کچھ بھی نہیں کیا۔ حارث نے جواب دیا

ہاں غصے سے بیچاری بچی کی جان تو میں نکالتا رہا ہوں۔ روحان نے تپ کر کہا۔

ہاں تو وہ بچی میری بات مان جایا کرے۔ میں بلاوجہ تھوڑی غصہ کرتا ہوں۔ حارث نے ناک سے مکھی اڑائی۔

حارث تھوڑی شرم کر لے اور رحم کر اُس بچی پر کم سے کم چھ، سات سال چھوٹی ہے تجھ سے زویا اتنی پریشان تھی ہانیہ کی وجہ سے۔

اوئے بس کر اتنی بھی بچی نہیں ہے اکیس سال کی ہے بس پانچ سال ہی چھوٹی ہے مجھ سے۔ حارث نے کہا۔

حارث سچ سچ بتا چکر کیا ہے ابکی بار روحان سنجیدہ ہوا۔

میڈم دل پر قبضہ کر کے بیٹھ گئی ہے۔اب میں چاہتا ہوں میں اس پر قبضہ کر لوں سیمپل۔یار میں شادی کرنا چاہتا ہوں اس سے حارث نے کہا۔

ہاں تو تو اسکے پیرنٹس سے بات کر اس بیچاری کی جان کیوں ہلکان کرتا رہتا ہے۔

ہاں اور وہ جو مجھے ہر کام سے ڈیسٹریکٹ کر دیتی ہے رات کو سونے نہیں دیتی۔چوبس گھنٹے اسکی آنکھیں میرے خیالوں میں رہتی ہیں اسکا کیا۔میں نے داجی سے بات کی ہے۔میں بھی یہی چاہ رہا ہوں کہ ہانیہ کے پیرنٹس سے بات کرنے میں اب دیر نا لگاؤں۔حارث نے بھی سنجیدہ ہو کر جواب دیا۔

بیسٹ آف لک بڈی۔چل پھر بات ہوتی ہے روحان نے کہا۔

چل او کے اللہ حافظ حارث نے کہا اور فون بند کر دیا۔

ہانی جان جس کی مرضی سفارش تم ڈلوالو حارث خان اس معاملے میں اسکی بھی نہیں سننے والا۔ حارث نے تصور میں ہانیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

_____

رات کے وقت جب سب چائے پینے میں مصروف تھے تو سب کو بازل کی بات نے ساکت کیا۔

میں دو دن بعد نکاح کر رہا ہوں۔ بازل جو کب سے خاموش بیٹھا تھا اب سب کو خاموش کروا چکا تھا۔

کیا کہا تم نے ماجد صاحب نے پوچھا ایسے لگ رہا تھا جیسے کچھ غلط سن لیا ہو۔

میں دو دن بعد اپنی یونی فیلو جس سے میں محبت کرتا ہوں اس سے نکاح کر رہا ہوں۔

بکواس بند کرو اپنی ماجد صاحب اب دھاڑے زویا اور ہانیہ تو بے یقینی سے بازل کو دیکھ رہی تھیں۔

ردا خاموش ہو چکی تھی وہ گہرے صدمے سے دوچار بازل کا چہرہ تک رہی تھی۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر چکی تھی۔

میں بالکل ٹھیک کر رہا ہوں میں نے امی کو پہلے ہی بتا دیا تھا پر انھوں نے مجھے خودکشی کی دھمکی دی۔ مجھے پورا حق ہے اپنی پسند سے شادی کرنے کا۔ مجھے حق ہے میں جس طرح چاہوں زندگی گزاروں اور ویسے بھی اسلام میں چار شادیوں کی اجازت ہے۔ بازل نے کہا اور ردا کے آنسو اب گالوں پر بہنا شروع ہو چکے تھے۔

اور ردا کا کیا اس بچی کی زندگی کیوں خراب کی تم نے۔

بابا جان میں ردا کو پہلے ہی بتا چکا تھا میں نے اسے ڈائیورس کا بھی کہا تھا پر اس نے منع کر دیا۔ کیوں ردا اب وہ ردا سے مخاطب ہوا۔

سب نے شاک سے ردا کی طرف دیکھا اور ردا نے سر جھکا لیا۔

مجھے امید ہے کہ آپ سب نکاح میں ضرور شرکت کریں گے بازل کہہ کر وہاں سے چلا گیا۔ آہستہ آہستہ سب اٹھ گئے۔ ردا اب بھی خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھی رہی۔

رداشازیہ بیگم نے اسے بلایا وہ انکے گلے پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

ردا فکر نہ کرو میں منع کروں گی اسے وہ ایسا نہیں کرے گا۔ شازیہ بیگم نے اسے کہا۔

نہیں خالہ آپ ایسا کچھ نہیں کریں گی۔ میں انھیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں میرے لئے انکا نام ہی بہت ہے۔ آپ سب کو انکے نکاح میں جانے کے لئے تیار کر لیں۔

ردا بیٹا یہ کیا بات ہوئی تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔

جی خالہ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں آپ بازل کو کچھ نہیں کہیں گی آپکو میری قسم ردا نے انکا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر کہا

ردا یہ کیا پاگل پن ہے۔ سازیہ بیگم نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

خالہ یہ پاگل پن نہیں ہے یہ تو محبت ہے میں چاہتی ہوں بس بازل خوش رہیں۔ انکی خوشی کے لئے میں یہ قربانی بھی دینے کے لئے تیار ہوں۔ ردا نے زخمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ شازیہ بیگم تاسف سے سر ہلا کر چلی گئیں۔

کل کا دن بھی ایسے ہی گزر گیا ایک عجیب سی خاموشی گھر میں چھائی ہوئی تھی۔کوئی بھی بازل سے بات نہیں کر رہا تھا۔ہانیہ اور زویا بھی اس سے سخت ناراض تھی۔رداجو اکیلی لاونج میں بیٹھی تھی ہانیہ کے بلانے پر اسکی طرف متوجہ ہوئی۔

ردا آپی آپ اپنے ساتھ اتنا ظلم کیوں کر رہی ہیں ہانیہ نے اسکی بھیگی آنکھوں کو دیکھتے کہا۔زویا بھی ادھر ہی آ گئی۔

ہانیہ ادھر آؤ ردا نے مسکرا کر ہانیہ سے صوفے پر بیٹھنے کا کہا۔زویا کو دیکھ اسکی طرف متوجہ ہوئی۔تم کیوں کھڑی ہو تم بھی آ جاؤ۔

دیکھو ہانیہ میں اپنے اچھے کے لئے ہی کر رہی ہوں۔ میں بس بازل کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں اگر انکی خوشی مشال میں ہے تو مجھے کوئی مسلہ نہیں ہے۔

پر ردا آپی آپ تو بھائی سے محبت کرتی ہیں نہ پھر کیوں کر رہی ہیں ایسا

دیکھو ہانیہ میں ان سے محبت کرتی ہوں پر وہ کسی اور سے محبت کرتے ہیں۔ میری جان محبت میں تو محبوب کی خوشی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ بس میں بھی وہی کر رہی ہوں۔ ہر شخص کو اپنی زندگی گزارنے کا پورا پورا حق ہے تو میں کیوں ان سے یہ حق چھینوں۔ ردا نے جواب دیا

اور تم دونوں بازل کے ساتھ صحیح سے بیہیو کرو میں دیکھ رہی ہوں کل سے تم دونوں اُن سے بول نہیں رہی۔

بازل جو آفس سے آرہا تھا ردا کی باتیں سن کر دنگ رہ گیا۔ اتنا حوصلہ کہاں سے لاتی تھی یہ اتنی دھتکار کے بعد بھی اس لڑکی کو اپنے ستمگر کی ہی فکر تھی۔ بازل کو اپنے دل سے آواز آئی کے وہ زیادتی کر رہا ہے پھر خود ہی اپنے دل کو ڈپٹ کر چپ کروا دیا۔ وہ اندر داخل ہوا اور سلام کیا۔

ہانیہ نے اسکی طرف دیکھا اور اسکے پاس آئی۔ بھائی آپ ردا آپی کے ساتھ بالکل اچھا نہیں کر رہے۔ یہ کہہ کر وہ روتی ہوئی اپنے روم میں بھاگ گئی۔ زویا بھی بازل سے کوئی بھی بات کئے بغیر چلی گئی۔ ردا اٹھ کر بازل کے سامنے آئی۔

آپ کھانا کھائیں گے۔ ردا نے آرام سے نظریں جھکا کر پوچھا۔

نہیں بس چائے لے آؤ۔ بازل نے کہا اور اپنے روم کی جانب بڑھ گیا۔

رات کو ردا جو سارا کام ختم کر کے روم میں آئی تھی بازل کو سوتے دیکھ اسی کے پاس آ گئی۔

وہ بیڈ پر گہری نیند میں تھا۔ ردا بیڈ پر بیٹھنے لگی

(یہ جگہ صرف اور صرف مشال کی ہے وہی حقدار ہے اس جگہ کی، میری محبت اور میری شدتوں کی۔)

اسے بازل کی کہی ہوئی بات یاد آئی وہ بازل کی سائیڈ پر آ کے زمین بیٹھ گئی اس ٹھنڈے فرش کی ٹھنڈ بھی اسے محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

ردا نے بازل کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں پیشانی پر اسکے سیاہ بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے بڑے آرام سے بازل کی پیشانی سے بالوں کو پیچھے کیا پھر اسکے مضبوط ہاتھ کے اوپر اپنا ننھا ہاتھ رکھا اب آنسو روانی سے اسکی آنکھوں سے بہنے لگے۔

بازل آپ جانتے ہیں میں نے جب سے ہوش سمبھالا ہے صرف ایک ہی نام سے محبت کی ہے ایک ہی شخص کو بے لوث چاہا ہے۔ ردا بازل کا ہاتھ پکڑے اسکے چہرے کی طرف دیکھتے کہہ رہی تھی۔ وہ شخص میرا محرم ہے۔ آپ جانتے ہیں سارے مجھے کہہ رہے ہیں میں ایسا کیوں کر رہی ہوں مجھے فرق نہیں پڑتا۔ پر میرا اللہ جانتا ہے بازل میرا دل پھٹ رہا ہے۔ لیکن آپکی خوشی میرے لئے خود سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ردا نے اپنا سر بازل کے ہاتھ پر ٹکا لیا۔ وہ باقاعدہ ہچکیوں سے رونے لگی۔

بازل آپ میری محبت ہی نہیں آپ میرے سانس لینے کی وجہ ہیں۔ اگر دل کی دھڑکن نہ ہو تو انسان مر جاتا ہے آپ میرے دل کی دھڑکن ہیں۔ میں آپکے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔

آپ کے جذبات میرے لئے نہیں ہیں مجھے آپ سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے میرے نام کے آگے آپکا نام آتا ہے۔ ہاں دل میں بچپن سے ایک خواہش تھی کہ آپکے جذبات بھی میرے لئے ہوتے۔ لیکن انسان کی ہر خواہش بھی پوری نہیں ہوتی۔ میں اپنے دل کو سمجھا لوں گی۔

میں ساری زندگی آپکے قدموں میں گزار دوں گی آپ سے کسی چیز کی شکایت نہیں کروں گی پر آپ سے دور نہیں رہ سکتی۔

آپ چاہتے تھے میں آپ سے ڈائیورس لے لوں پر میں نہیں لے سکی آپکے بغیر ردا کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر وہ آپ سے دور جائے گی تو مر جائے گی۔ ردا کی سسکیاں اب کمرے میں گونج رہی تھی۔

یا اللہ پلیز مجھے صبر دے میں برداشت نہیں کر پا رہی۔ پلیز مجھے حوصلہ دے دیں بازل کو کسی اور کے ساتھ دیکھنے کا۔ اب وہ اوپر دیکھ کر سرگوشی کر رہی تھی۔ وہ ایک دم اٹھی اور بھاگتی ہوئی روم سے باہر چلی گئی۔

بازل جو جاگ رہا تھا اب اٹھ کے بیٹھ گیا۔ آج نا جانے اسکو کیا ہوا تھا وہ ردا کو جھٹک کے خود سے دور نہیں کر سکا تھا۔ اب بازل کا دماغ بری طرح الجھ چکا تھا۔

صبح بازل کی آنکھ کھلی تو ردا کو بیڈ پر سر رکھے فرش پر سویا ہوا پایا۔ ڈوپٹا نماز سٹائل میں لپٹا ہوا تھا۔ شاید نماز پڑھنے کے بعد وہ ادھر آ گئی تھی۔ بازل نے پہلے سوچا کے وہ ردا کو اٹھا دے پر پھر کچھ سوچ کر اٹھ کر جانے لگا۔ ابھی وہ بیڈ سے اترتا کے بازل کا ہاتھ کسی نرم گرفت میں آیا۔ اسنے ردا کی طرف دیکھا جو اسکا ہاتھ پکڑے زمین پر ہی بیٹھی تھی۔

بازل آج پلیز آپکو نکاح کے لئے میں تیار کروں گی ردا نے التجایا لہجے میں کہا میں نے آپ سے کبھی کچھ نہیں مانگا آج پہلی بار مانگ رہی ہوں۔ میں وعدہ کرتی ہوں زیادہ وقت نہیں لوں گی بس ایک یا دو گھنٹے آج مجھے اپنی بیوی ہونے کا حق دے دیں۔ پلیز زز

پتا نہیں ردا کے لہجے میں ایسا کیا تھا کے بازل انکار ہی نہیں کر سکا۔

ٹھیک ہے وہ سر ہلا کر فریش ہونے چلا گیا۔

شام کو بازل کمرے میں بیٹھا تھا نکاح میں صرف تین گھنٹے رہتے تھے۔

دروازہ کھول کر ردا اندر داخل ہوئی۔ وہ خود رائیل بلو میکسی میں ملبوس تھی۔ اسکی گوری رنگت اس رنگ میں دمک رہی تھی۔ آج سب سے زیادہ ردا تیار ہوئی تھی۔ شاید اتنا وہ اپنی رخصتی پر بھی تیار نہیں ہوئی تھی جتنا وہ اب تیار تھی۔

ردا نے ہاتھ میں ٹو پیس پکڑے بازل کو نظر اٹھا کر دیکھا اور مسکرائی یہ لیں بازل پہن کر آئیں۔ بازل اس لڑکی کو ہی دیکھ رہا تھا جس کی نیلی آنکھیں بے تحاشا رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔ بازل سر ہلاتا ڈریس پینٹ اور شرٹ لے کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

وہ باہر آیا تو ردا کو اپنے لئے ٹائی سلکٹ کرتے پایا۔ بازل کو باہر آتے دیکھ ردا ہیئر برش پکڑے اسکی طرف بڑھی اور بڑے آرام سے اسکے بال بنانے لگی ۔ اب ردا بازل کی ٹائی باندھنے لگی۔

بازل! ردا نے بازل کو مخاطب کیا وہ اسکی طرف متوجہ ہوا

ہمم!

آپ جانتے ہیں آج میں اپنی سب سے قیمتی چیز کھونے جا رہی ہوں۔ جس میں میری جان بستی ہے۔ بلکہ وہ تو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ردا نے بازل کے گال پر اپنا سرد پڑتا ہاتھ رکھ کے کہا۔

پر جو چیز میری کبھی تھی ہی نہیں میں اسکو کیسے کھوؤں گی۔وہ زخمی سا مسکرائی

بازل نے ردا کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اب آنسو نکلنے کو بے تاب تھے۔

ردا نے بازل کا پسندیدہ پرفیوم اٹھایا اور اس پر سپرے کیا۔

وہ اب بازل کا ہاتھ پکڑے اسے صوفے پر بیٹھا چکی تھی۔

شوریک سے شوز اٹھائے ردا بازل کے قدموں میں آ بیٹھی۔

Rida stop it

یہ کیا کر رہی ہو۔ پاگل ہو گئی ہو اٹھو نیچے سے بازل نے اسے اپنے پاؤں میں بیٹھتے دیکھا تو چلایا اور اٹھنے لگا۔

ردا نے فوراً بازل کا ہاتھ پکڑا آپ نہیں جا سکتے۔ آج مجھے کرنے دیں یہ سب آپ نے اپنا نام میرے نام سے جدا نہیں کیا اسکے بدلے مجھے ساری عمر بھی آپکے قدموں میں بیٹھنا پڑے تو میں خاموشی سے بیٹھی رہوں گی۔ یہ کہہ کر اسنے بازل کو دوبارہ بیٹھا دیا۔

اور رہی بات میرے پاگل ہونے کی تو وہ تو میں آپکے پیچھے بچپن سے ہی پاگل ہوں۔ ردا روتے ہوئے ہنسی

اسنے بازل کے پاؤں کو بڑے عقیدت سے پکڑا اور شوز پہنائے۔ شوز پہنانے کے بعد بھی وہ بازل کے پاؤں جو اب شوز میں مقید تھے ان پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہی۔

بازل پیلے پڑتے چہرے کے ساتھ اپنی دیوانی اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ اسکے ہر انداز میں بازل کے لئے بے لوث محبت اور بے پناہ احترام جھلک رہا تھا۔

ردا نے بازل کے حسین چہرے کی طرف دیکھا۔ اس دیوانی کا ضبط بس یہی تک تھا۔ وہ عشق کی ماری بازل کے گھٹنوں پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ آج وہ اپنی بچپن کی محبت کو کسی اور کے حوالے کرنے جا رہی تھی۔ دل کا درد تھا بڑھتا ہی جا رہا تھا پر اسے برداست کرنا تھا۔ ابھی نا جانے آگے جا کر اسے کیا کیا برداشت کرنا تھا۔ ابھی تو اپنے عشق کو کسی اور کے ساتھ زندگی گزارتے دیکھنا تھا۔ ردا کی ہچکیاں بندھ چکی تھی۔

گرفتہ دل ہیں آج بہت تیرے دیوانے

خدا کرے کوئی تیرے سوا نہ پہچانے

مٹی مٹی سی امیدیں تھکے تھکے سے خواب

بجھے بجھے سے نگاہوں میں غم کے افسانے.....

تھوڑی دیر بعد ردا نے سر اٹھا کر بازل کے ہاتھوں کو اپنے ننھے گلابی ہاتھوں میں لیا اور عقیدت سے کسی معتبر چیز کی طرح ان پر اپنے پیار کی مہر ثبت کی۔ اب وہ کھڑی ہو چکی تھی۔ اللہ آپکو ہمیشہ خوش رکھے اسنے بازل سے کہا اور جھک کر پیشانی پر بڑی عقیدت سے اپنا لمس چھوڑا۔ کچھ آنسو ٹوٹ کر بازل کی آنکھوں پر گرے۔

بازل اس لڑکی کی حرکتوں پر بالکل فریز ہو چکا تھا۔ ردا کمرے سے باہر نکل چکی تھی۔

میں اس کے ساتھ صحیح نہیں کر رہا بازل خود سے مخاطب ہوا۔ پر میں اب اپنے فیصلے سے پیچھے بھی نہیں ہٹ سکتا۔ مشال سے میں سالوں سے وعدے کرتا آیا ہوں۔ یا اللہ میری مدد فرما بازل نے دل میں سوچا۔

_____

بازل ماجد ولد ماجد احمد آپکا نکاح باعوض حق مہر دو لاکھ روپے سکہ رائج الوقت مشال رضا ولد رضا گیلانی سے کیا جاتا ہے کیا آپکو قبول ہے؟

بازل نے تھوڑی دور کھڑی ردا کو دیکھا اسکے دیکھنے پر ردا مسکرائی۔بازل کی نظروں کے تعقب میں جب سب نے ردا کی طرف دیکھا تو دل کٹ کر رہ گیا۔

عجیب بے بسی تھی اسکی مسکراہٹ میں آنکھوں میں پانی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔بازل نے اپنی سرخ ہوئی آنکھوں کو بند کر کے کھولا۔

قبول ہے!

ردا کے آنسو لڑھک کر گالوں پر بہے۔آج کوئی ردا سے پوچھتا محبوب کے کھو جانے کا کیا غم ہوتا ہے۔اور محبوب بھی آپکا جان سے عزیز شوہر جس پر سارے حق ہوتے ہوئے بھی آپ اسے کسی اور کے حوالے کر دیں۔

مولوی نے دوبارہ الفاظ دہرائے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟

جی قبول ہے!

بازل نے جواب دیا۔ ابکی بار اسکی نظریں ردا کی طرف تھی۔ جو آنسو صاف کر رہی تھی۔ ردا مضبوط تھی لیکن اتنی نہیں کے وہ بازل کو اپنی آنکھوں کے سامنے پوری طرح کسی اور کا ہوتے دیکھے۔ وہ بھاگتی ہوئی باہر آ گئی۔ اپنے ارد گرد ردا کو آکسیجن کی شدید کمی محسوس ہوئی۔ دل میں عجیب قسم کی ٹیسیں اٹھ رہیں تھیں۔ اسکا شوہر آج پوری طرح کسی اور کا ہو چکا تھا۔ پھر دل کی دھڑکن کیوں چل رہی تھی اب تک۔ اللہ! ردا نے آسمان کی طرف دیکھتے دل چیر لینے والے لہجے میں کہا۔ رونے کی شدت سے نیلی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔

ابھی تو راکھ ہوئے ہیں تیرے فراق میں ہم

ابھی ہمارے بکھرنے کا کھیل باقی ہے....

کار میں بیٹھ کر وہ فل سپیڈ میں یوں ہی سڑکوں پر گھومتی رہی۔ دل کا درد تھا کے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

(قبول ہے،جی قبول ہے)بازل کے کہے گ ئے الفاظ بار بار اسکی سماعتوں سے ٹکڑا رہے تھے۔

آآآہہہہہہہ وہ سٹیرنگ پر ہاتھ مار کے چیخی۔

پھر کچھ ٹائم بعد گھر واپس آئی تو دیکھا ابھی تک کوئی نہیں آیا تھا اسنے ملازم سے کمرے کی ڈیکوریشن کا سامان منگوایا۔ آخر بیوی ہونے کا فرض بھی تو پورا کرنا تھا۔بازل کے کمرے کو سجا کر وہ گیسٹ روم میں چلی گئی۔سامان تو اپنا وہ پہلے ہی گیسٹ روم میں شفٹ کر چکی تھی۔

بازل اپنی دلہن مشال کے ساتھ گھر میں داخل ہوا۔بوا آپ نے ردا کو دیکھا بازل نے سب سے پہلے پوچھا

تمہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے وہ جی ئے یا پھر مر جائے۔ تم اپنی ضد پوری کرو ماجد صاحب یہ کہہ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گ ئے۔ باقی سب بھی بازل سے مخاطب ہوئے بغیر اپنے کمروں کی جانب چلے گ ئے۔

جی بیٹا بی۔بی پہلے ہی گھر آ گئی تھی وہ کہہ رہی تھی آپکا کمرہ ڈیکوریٹ کرنا ہے۔بوا بتا کر چلی گئی۔

بازل کو ابکی بار دکھ نے آ گھیرا اس سے غلطی ہو چکی تھی۔وہ مشال کے ساتھ اپنے سالوں سے کیے گئے وعدوں کو نبھانے کیے لئے ردا کے ساتھ بہت زیادہ غلط کر چکا تھا۔ لیکن کون جانتا تھا قسمت اب اسکے ساتھ کون کون سے کھیل کھیلنے والی ہے۔

* _____ *

ردا تم کہاں جا رہی ہو؟شازیہ بیگم نے نک سک سی تیار بیٹھی ردا سے پوچھا

خالہ میں بوتیک جا رہی ہوں۔ردا نے ناشتا کرتے ہوئے جواب دیا۔ شاید وہ خود کو نارمل ظاہر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

السلام علیکم !ڈائینگ میں داخل ہوتے بازل اور مشال نے کہا۔

ردا نے نظر اٹھا کر مشال کی طرف دیکھا وہ خوبصورت تھی لیکن ردا کے سامنے اسکی خوبصورتی ماند پڑ جاتی تھی۔

ردا نے مشال کا نکھرا نکھرا روپ دیکھا۔ اسکے دل میں ہوک اٹھی۔ تو بازل مشال کو اپنی محبت کی بارش میں بھگو چکا تھا۔ بازل اسے اپنی قربت بخش چکا تھا۔ ردا آنسوں ضبط کرتی خدا حافظ کہتی چلی گئی۔

آپ سب نے کب تک مجھ سے بائیکاٹ رکھنا ہے۔ بازل ڈائینگ پر بیٹھے تمام نفوس سے مخاطب ہوا۔

برخوردار تمہیں یہاں رہنے دے رہے ہیں یہی بہت ہے۔ ماجد صاحب نے بازل کو دیکھ کر کہا اور اٹھ گئے۔ زویا اور ہانیہ بھی یونی جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ انکو اپنی زبردستی کی آئی بھابھی بالکل پسند نہیں تھی۔

مشال جو اپنے روم میں جانے کے لئے اٹھی تھی۔ مڑ کر شازیہ بیگم سے مخاطب ہوئی۔

آنٹی ایک گلاس جوس میرے کمرے میں بھیجوا دیں۔اسنے بات مکمل کی اور جانے لگی

بات سنو لڑکی وہ سامنے کچن ہے۔جاؤ اور خود جا کر بنالو ہم نوکر نہیں ہیں تمہارے شازیہ بیگم کہہ کر چلی گئیں۔

_____

ہانیہ مجھے یہ مشال نامی بلا بہت عجیب لگ رہی ہے۔زویا نے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھتے ہوئے ہانیہ سے کہا۔

یار وہ ہے ہی ایسی ردا آپی کو دیکھا ہے تم نے کتنی سٹریسڈ ہیں۔میرا بس چلے تو اسے آپی اور بھائی کی زندگی سے نکال دوں۔پتا نہیں بازل بھائی نے اس میں کیا دیکھ لیا۔ہانیہ نے جواب دیا

ہیلو مس زویا کیسی ہیں آپ عمار جو ابھی یونی آیا تھا زویا کو دیکھے اسکے پاس ہی آ گیا۔ حسبِ معمول آج بھی گارڈز اسکے ساتھ ہی تھے۔

جی مسٹر کوئی کام۔ زویا نے آئیبرو اچکا کر کہا اسے یہ بندہ شروع دن سے ہی عجیب لگا تھا۔ پھر روحان کا اس کے بارے میں بتانا وہ اب دور ہی رہتی تھی عمار سے۔ عمار نے پہلے بھی زویا سے بات کرنے کی کوشش کی پر وہ ان سنی کرتی چلی جاتی تھی۔ پر آج تو وہ اسکے سامنے آ کر کھڑا ہو چکا تھا اب نظر انداز کرنا مشکل تھا سو وہ رک گئی۔

جی کام تو ہے اگر آپ بات سن لیں۔ عمار نے جواب دیا

جی بولیں میں سن رہی ہوں زویا نے بے زاری سے کہا

آج میری برتھڈے ہے۔ عمار نے کہا

Oohh Happy Birthday Mister Amar

زویا نے جواب دیا اور جانے لگی۔

اوو ویٹ ویٹ مس میں یونی میں پاڑٹی ارینج کر رہا ہوں میں چاہتا ہوں آپ بھی پارٹی میں آئیں۔پلیز مس انکار نہ کیجئے گا اور بھی جونیرز انوائیٹڈ ہیں۔

زویا نے کچھ سوچ کر ہاں کر دی ٹھیک ہے مسٹر میں اور ہانیہ آجائیں گے۔اب ہم چلتے ہیں۔

زویا گراؤنڈ میں دھپ سے جا کر بیٹھی کیا یار آگے مسلے کم ہیں اور یہ جناب ایک مسلہ اور بن چکا ہے۔زویا نے سرد آہ کھینچی۔

وہ دونوں اب لیکچر سے فری ہو کر ہال کی جانب بڑھ رہی تھی جہاں عمار نے پاڑٹی ارینج کی تھی۔کک انھیں روحان کی دی گئی آواز پر رکنا پڑا۔

زویا کدھر جا رہی ہو؟ روحان نے کہا وہ جو خود عمار کے انویٹیشن کی وجہ سے پارٹی میں جا رہا تھا زویا کو ادھر دیکھ ٹھٹکا پھر بے شمار غصہ در آیا۔ عمار کی ارینج کی ہوئی پاڑٹی میں لوگ بھی اسکے جیسے ہی ہوں گے۔

میں نے تمہیں منا کیا تھا نہ زویا تم عمار سے دور رہو گی پھر تم پارٹی میں جا رہی ہو۔ روحان نے برہمی سے کہا۔

انھوں نے ریکویسٹ کی تھی۔ زویا نے کھسیانی ہو کر جواب دیا

کل کو کوئی بھی آ کر تم سے ریکویسٹ کرے گا تو تم چلی جاؤ گی۔ روحان کڑے تیوروں سے زویا کو گھورتے ہوئے بولا اور ہانیہ آپ علی اور ذیشان کے ساتھ جائیں میں زویا کو۔ لے کر آتا ہوں۔ روحان کے کہنے پر وہ سب ہال کی جانب بڑھ گ ئے۔

اب تم مجھے جواب دو گی روحان۔ نے اپنی معصوم جادو گرنی کو ایک بار پھر گھورا

ہاں تو نہ آتی تو اسکو پھر موقع مل جاتا مجھ سے بات کرنے کا۔ آگے جہاں دیکھتا ہے مجھے میرا دماغ کھانے ٹپک پڑتا ہے۔ زویا اپنی ہی رو میں بول رہی تھی یہ دیکھے بغیر لمحہ بالمحہ مقابل کی آنکھیں سرخ ہو رہی ہیں۔ اب زویا نے روحان کی طرف دیکھا

روحان آپ ٹھیک تو ہیں زویا روحان کی آنکھیں دیکھ گھبرا گئی۔

وہ تم سے فری ہوتا تھا؟ تم سے بات کرنے کی کوشش کرتا ہے؟ بولو روحان نے پر اسرار لہجے میں کہا

جی ایسا ہی ہے۔

ہمم صحیح اب اگر وہ کچھ کرے تو مجھے بتانا۔ اور ایک بات یاد رکھو اگر پارٹی میں مجھ سے دور جانے کی کوشش کی یا عمار کے ساتھ جانے کی ضد کی پھر انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گئی۔ روحان زویا کا ہاتھ پکڑ کے اسے ہال میں لے آیا۔

ارے روحان ملک آؤ تمہارا ہی انتظار تھا۔ عمار نے روحان کو دیکھتے کہا۔ تالیوں کی گونج میں کیک کاٹا گیا۔

مس زویا آئیں میں آپکو اپنے فرنڈز سے ملواتا ہوں عمار نے زویا کی طرف دیکھتے کہا۔ اس سے پہلے زویا کچھ کہتی روحان فوراً بولا

نہیں تم اپنے دوستوں کو ادھر بلالو وہ سب روحان ملک سے بھی مل لیں گے۔ روحان نے دل جلانے والی مسکراہٹ عمار کی طرف اچھالی۔

عمار منہ میں کچھ بڑبڑاتا نکل گیا۔

اب تو ہاتھ چھوڑ دیں میرا وہ چلا گیا ہے زویا نے روحان کی سخت گرفت میں اپنے ہاتھ کو دیکھ کر کہا

چپ کرو آگے مجھے تم پر بہت غصہ ہے۔ روحان نے اسے ڈپٹ کر رکھ دیا

اچھا اب ڈانٹ کیوں رہے ہیں زویا نے منہ بسور کے کہا۔

تو کیا تمہیں پھولوں کے ہار پہناؤں کے تم میرے منع کرنے کے بعد بھی اس آدمی کی پارٹی اٹینڈ کر رہی ہو۔

سوری ہو گئی غلطی اب ڈانٹتے رہیں گے کیا زویا نے منہ پھلا کر کہا۔بس یہاں پر روحان اپنا آج پھر اپنا اختیار کھو گیا۔اسنے دونوں ہاتھوں سے زویا کے گال پکڑ کے کھینچ ڈالے

آہہہ زویا دونوں ہاتھ اپنے گالوں پر رکھے چیخی۔ایک دلکش مسکراہٹ نے روحان کے۔لبوں کا احاطہ کیا۔مسکرانے کی وجہ سے اسکے ڈمپل نمایاں ہوئے۔

ایک ٹرانس کیفیت کے اثر میں زویا اونچی ہوئی اور اپنی شہادت کی انگلی سے روحان۔کی گال پر پڑتے ڈمپلز کو چھوا یہ سارا عمل بے اختیار ہوا تھا۔اس عمل کو ہونے میں ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت لگا تھا۔زویا اپنی بے وقوفی سر انجام دے کے اب اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔روحان جہاں زویا کے اتنا قریب آنے پر اپنی سانس روک گیا تھا وہی زویا جی بھر کے خود کو کوس رہی تھی۔

زویا نے روحان کی طرف دیکھا جو اسے ابھی تک یک ٹک دیکھ رہا تھا۔

آئی ایم سوری روحان میں نے جان کے نہیں کیا آئی سوئیر خود ہی ہو گیا مجھے نہیں پتا کیسے ہوا ہے۔ زویا اپنی عادت کے تحت نان سٹاپ بول رہی تھی کے روحان اسے ڈانٹے نا لگ جائے۔

پر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ زویا کا پاس آنا اسکی یہ معصومیت سے بھرپور حرکت بقابل کے دل میں ایک بار پھر حشر برپا کر چکی ہے۔

Rohan I am extremely sorry

زویا یہ کہہ کر ہال سے بھاگ گئی دور روحان کو زویا کی خوشبو اب بھی اپنے ارد گرد محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اب بھی اسی پوزیشن میں کھڑا تھا

* _____ *

سائرہ جو ضد کر کے حارث کے ساتھ لاہور آ رہی تھی۔ کار میں بیٹھے حارث سے مخاطب ہوئی۔

لالا مجھے مال لے کر چلیں میں نے شاپنگ کرنی ہے سائرہ نے لاڈ سے کہا۔

پر گڑیا ابھی تم تھکی ہوئی ہو ہم بعد میں چلیں گے۔حارث نے سائرہ کی تھکن کا احساس کرتے ہوئے کہا۔

نہیں لالا مجھے ابھی جانا ہے۔سائرہ نے ضد کی بس پھر حارث کی گڑیا کوئی بات کہے اور حارث اسے پورا نا کرے یہ ناممکن تھا۔

جو حکم گڑیا حارث نے کہا اور کار کا رخ پیکجز مال کی طرف کیا۔

بھابھی بس بھی کریں اور کتنا گھومائیں گی مجھے اور آپی بھابھی تو چلو غیر سہی آپکا تو سوتیلا بھائی نہیں ہوں نہ میں۔ مجھ معصوم پر تھوڑا رحم کریں کب سے مجھے گھما رہیں ہیں آپ دونوں۔اسنے بے بسی والے انداز میں کہا۔

ہاں علی اب بولو زرا کیا بول رہے تھے عائزہ بھابھی نے علی کا کان پکڑ کے مڑوڑا۔

بھابھی میرا کان تو چھوڑ دیں میری اتنی مجال کے میں کچھ بولوں۔ آج مجھے سمجھ آئی کے آپکے شوہر نامدار آپ لوگوں کے ساتھ شاپنگ پر کیوں نہیں آتے۔ اچھا اب آپ دونوں یہ سامان پکڑیں میں آہی گیا ہوں تو کچھ اپنی بھی شاپنگ کر لوں۔

ہمم ٹھیک ہے تم جاؤ ہم فوڈ پوائینٹ پر ہیں۔ علی کی بھابھی نے کہا

سائرہ جو اپنی شاپنگ کرنے کے بعد حارث کے لئے شرٹس دیکھ رہی تھی لیکن اسے ابھی تک کچھ پسند ہی نہیں آ رہا تھا۔

سائرہ تم دیکھو میں ایک ضروری کال کر کے آتا ہوں۔ حارث نے کہا اور سائیڈ پر ہو گیا۔

سائرہ نے ہینگ ہوئی ایک شرٹ پکڑی اسی وقت وہ شرٹ مقابل نے بھی پکڑی۔

مس آپ کوئی اور دیکھ لیں یہ مجھے خریدنی ہے۔ علی نے سامنے لڑکی کو دیکھ تحمل سے اپنی بات مکمل کی۔

دیکھیں مسٹر یہ میں نے پہلے پکڑی تھی تو آپ کوئی اور دیکھ لیں۔ سایرہ نے جواب دیا اور کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔

ایسے کیسے یہ مجھے دو میں نے خریدنی ہے۔ علی نے شرٹ سائرہ کے ہاتھ سے کھینچی۔

سائرہ منہ کھولے اسے دیکھنے لگی۔

آپکو ذرا تمیز نہیں ہے لڑکیوں سے بات کرنے کی۔ سائرہ نے غصے سے کہا

میں کونسا لڑکیوں سے باتیں کرتا ہوں جو مجھے تمیز ہو۔ علی نے دل جلانے والی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے کہا اور شرٹ لے کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔

سائرہ پیر پٹختے شاپ سے باہر نکلی۔بد تمیز نہ ہو تو

_____

ہانیہ جو روم میں بیٹھی اپنے نوٹس بنا رہی تھی موبائل کی رنگ ہونے پر موبایل کی طرف متوجہ ہوئی۔

یہ ان ناؤن نمبر ہے کال اٹھاؤں یا نا اٹھاؤں ہانیہ نے سوچا۔

میں نہیں اٹھا رہی پتا نہیں کون ہے وہ سوچ رہی تھی کہ فون بند ہو گیا۔ہانیہ کندھے اچکا کر دوبارہ اپنے نوٹس کی طرف متوجہ ہوئی۔ کہ پھر فون رنگ ہوا۔

فون کرنے والا ڈھیٹ ثابت ہوا تھا۔ جو اب فون ملا کر بند کرنا بھول گیا تھا۔ ہانیہ نے غصے سے فون پیس کر کے کان سے لگایا۔

ہانی جان میرے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی کیا؟ جو فون اتنی دیر سے اٹھایا ہے۔ حارث نے نارمل لہجے میں کہا۔

ہانیہ کا غصہ مقابل کی آواز پر ارن چھو ہوا تھا۔ ننھے قطرے اسکی پیشانی پر نمایاں ہوئے تھے۔

ہانیہ زندہ ہو؟ میری آواز سن کر صدمے سے اللہ کو پیاری تو نہیں ہو گئی۔ ابکی بار حارث کی آواز میں شرارت کا عنصر نمایاں تھا۔

میرا نمبر تمہیں ابھی وہ کچھ بولتی کہ حارث کی غصے سے بھرپور آواز سنائی دی

کتنی بار کہا ہے آپ بولا کرو

جی جی وہی آپکو میرا نمبر کہاں سے ملا ہانیہ نے گڑبڑا کر کہا۔

اووو کم آن ہانی نمبر کیا مجھے تمہارے سارے خاندان کا پتا ہے۔ سوچ رہا ہوں کسی دن بازل سے ملاقات کروں۔ حارث نے ناک سے مکھی اڑائی

ہانیہ تو حارث کی باتوں پر فریز ہوئی تھی۔

خیر بہت دنوں سے میں نے اپنی جان کی آواز نہیں سنی تھی اس لئے کال کی ہے۔ اور ایک اور بات کل یونی میں میری بہن میرے ساتھ آئے گی اسکے سامنے اگر تم نے کوئی الٹی بات کی تو بہت بری طرح پیش آؤں گا تمہارے ساتھ۔ ابھی ہانیہ کچھ بولتی کہ حارث اسکی سوچ پڑھ کر پہلے ہی بول اٹھا۔

اگر تم نے کل اوف کیا تو میں اپنی بہن کو لے کر تمہارے گھر ہی آؤں گا۔انکل آنٹی سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ حارث نے کہا اور کھٹاک سے فون بند کیا۔

ہاں کہہ تو ایسے رہا ہے جیسے اصل میں آجائے گا ہمیشہ مجھے دھمکی دے کر کام کرواتا ہے۔میں بھی نہیں جاؤں گی کل یونی ہانیہ نے کہا اور اپنے کام میں لگ گئی۔

_____

بازل مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔بازل جو بیڈ پر بیٹھا ٹی۔وی دیکھ رہا تھا مشال کے بلانے پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

ہاں میری جان بولو بازل نے ٹی۔وی بند کرتے ہوئے کہا

مشال اسکے پاس آئی۔بازل کے سینے پر سر رکھے اسکی شرٹ کے بٹنوں سے کھیلنے لگی۔

بازل آنٹی لوگ میرے ساتھ سہی بیہیو نہیں کرتے۔ان سے کوئی بھی بات کرلو یا تو وہ جواب نہیں دیتی یا پھر ڈانٹ دیتی ہیں۔اب مشال کے آنسوؤں سے بازل کی شرٹ گیلی ہو رہی تھی۔اور ردا کے ساتھ ہی اچھی طرح رہتے ہیں سب مجھے لگتا ہے وہی سب کو میرے خلاف کرتی ہے۔

میں نے سنا تھا آج آنٹی سے کہہ رہی تھی میں اس سے بد تمیزی کرتی ہوں پر بازل میں نے تو ایسا کچھ نہیں کیا۔

مشال کی بات سن کر بازل ارادہ کر چکا تھا وہ ردا کو لازمی سبق سیکھائے گا۔بازل نے مشال کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیا اور اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔

تم ٹینشن نہ لو میں ابھی آتا ہوں بازل یہ کہہ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔مشال اپنا کام کر چکی تھی ایک پر اسرار سی مسکراہٹ نے مشال کے لبوں کا احاطہ کیا۔

آج شام کو ردا جب بوتیک سے واپس آئی تو مشال اسکے راستے میں کھڑی ہو گئی۔

ویسے تم ہو تو خوبصورت۔ مشال نے ردا کو اوپر سے نیچے دیکھتے ہوئے کہا

لیکن کیا فائدہ ایسی خوبصورتی کا بازل تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ مشال نے مکروہ قہقہہ لگاتے کہا۔ وہ ردا کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا کام کر رہی تھی

آپکو کوئی کام تھا۔ ردا نے خود کو رونے سے باز رکھتے کہا۔

ہاں فریش جوس بنا کر مجھے دے جاؤ اور بازل کے ڈریس آئیرن کر دینا بعد میں مشال یہ کہہ کر روم میں چلی گئی۔

شازیہ بیگم جو ادھر آئیں تھی مشال کو ردا کے پاس دیکھ ادھر ہی آگئی وہ ان دنوں میں اچھی طرح اس مکار لڑکی کو سمجھ چکیں تھی۔

کیا کہہ رہی تھی یہ؟شازیہ بیگم نے ردا سے پوچھا

کچھ نہیں خالہ بس جوس کا کہہ رہی تھی۔ردا نے جواب دیا

کوئی ضرورت نہیں ہے اسکا کام کرنے کی تم ابھی آئی ہو جا کر چینج کرو۔شازیہ بیگم سخت لہجے میں بولیں

کچھ نہیں ہوتا خالہ بس پانچ منٹ کا کام ہے میں ابھی آتی ہوں۔ردا کہہ کر کچن۔کی جانب بڑھ گئی۔

مشال اس بات کو کوئی اور رنگ دے کر بازل کے سامنے بیان کر چکی تھی۔

* _____ *

ردا گیسٹ روم میں سونے کی تیاری کر رہی تھی بازل کو اپنے کمرے میں آتا دیکھ ٹھٹکی

بازل آپ یہاں؟ کوئی کام تھا؟ ردا نے بازل سے کہا

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟ ردا نے بازل کو عجیب نظروں سے خود کو تکتے پا کر کہا

میں دیکھ رہا ہوں تم بس میرے سامنے ہی اچھے بننے کا ڈرامہ کرتی ہو۔ بازل نے بے تاثر لہجے سے جواب دیا

بازل یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ردا نے حیرانی سے اسکی طرف دیکھا۔

تم نے امی سے یہ کہا کہ مشال نے تم سے بد تمیزی کی ہے۔ بازل ابکی بار اسکے کچھ قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔

نہیں بازل میں نے تو خالہ سے ایسا کچھ نہیں کہا۔ ردا نے بازل سے کہا

بازل نے اب ردا کے بال اپنی مضبوط گرفت میں لئے اور غرایا

تو کیا مشال جھوٹ بول رہی ہے۔بالوں پر گرفت اتنی سخت تھی کے مشال کے سر میں ٹیسیں اٹھنے لگی۔

میں نہیں جانتی بازل کے مشال نے آپکو کیا کہا ہے پر میں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ردا نے بازل کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھتے کہا۔

جھوٹ بکواس کر رہی ہو تم مشال جھوٹ نہیں بولتی بازل نے اسکے بال جھٹکے

میں تمہیں وارن کر رہا ہوں ردا اپنی ان چیپ حرکتوں سے بعض آجاؤ ورنہ دو منٹ نہیں لگاؤں گا تمہیں فارغ کرنے میں۔بازل نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

ردا آج پھر اپنی قسمت پر رونے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکی۔

ہم مسافر یوں ہی مصروفِ سفر جائیں گے

بے نشاں ہو گ ئے جب شہر تو گھر جائیں گے

کس قدر ہو گا یہاں مہر و وفا کا ماتم

ہم تیری یاد سے جس روز اتر جائیں گے۔

(فیض احمد فیض)

* _____ *

صبح جو سب ڈائینگ پر بیٹھے تھے۔ بازل ان سب سے مخاطب ہوا۔

میں اور مشال گھر شفٹ کر رہے ہیں۔ بازل نے سیدھا بات کی۔

اچھا اور ردا کا کیا ماجد صاحب نے استفار کیا۔ باقی سب دم سادھے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔

وہ اگر چاہے تو ہمارے ساتھ جا سکتی ہے۔ نہیں تو یہیں رہے۔ میں ڈائیورس کے لئے بھی تیار ہوں۔ وہ اپنی نئ زندگی شروع کر سکتی ہے۔ بازل نے بڑے نارمل انداز میں کہا۔ اس بات پر دھیان دیے بغیر کہ وہ پھر ردا کے دل کو بری طرح توڑ چکا ہے۔ نا جانے وہ کتنے زخم اسکی روح پر لگا چکا تھا اپنے الفاظ سے۔

میں آپکے ساتھ جاؤں گی ردا نے بازل سے کہا

As you wish

جیسا تمہیں بہتر لگے وہ کہہ کر آفس کے لئے نکل گیا۔

ہانیہ تم آج کیوں نہیں جا رہی مجھے سیدھی طرح بات بتاؤ ہوا کیا ہے۔زویا نے مشکوک نظروں سے ہانیہ کو دیکھتے کہا

اچھا تم واپس آؤ گی تو پھر بتاؤں گی ابھی جاؤ دیر ہو رہی ہے۔ہانیہ نے کہا زویا سر ہلا کر مین گیٹ عبور کر گئی۔

* _____ *

السلام علیکم !کیسی ہیں آپ روحان اور ذیشان نے سائرہ کو سلام کیا جو آج حارث کے ساتھ ضد کر کے یونی آئی تھی کیونکہ اسنے اپنی فیوچر بھابھی سے ملنا تھا۔

وعلیکم السلام !میں ٹھیک آپ دونوں کیسے ہیں۔سائرہ نے رسماً پوچھا جبکہ وہ ہانیہ کا بے صبری سے انتظار کر رہی تھی۔

لالا بھابھی کب آئیں گی۔اسنے کئی دفعہ پوچھے جانے والا سوال پھر دھرایا ابھی حارث جواب دیتا کہ اسے زویا نظر آئی پر ہانیہ اسکے ساتھ نہیں تھی۔یعنی وہ یونی نہیں آئی تھی۔زویا نے انکے پاس آکر سلام کیا اور بیٹھ گئی۔

ارے یہ کون ہے زویا نے سائرہ کی طرف دیکھتے پوچھا جسکی شکل حارث سے کافی ملتی تھی۔

زویا یہ میری بہن سائرہ ہے۔حارث نے جواب دیا۔

اووو سہی زویا نے اپنے ہونٹ گول کر کے کہا۔روحان نے فوراً زویا سے نظریں ہٹائیں۔

ہیلو سائرہ اٹس می زویا۔زویا نے ہاتھ سائرہ کی طرف بڑھایا سائرہ نے اسکا ہاتھ تھاما وہ اسے یہ چلبلی لڑکی کافی پسند آئی تھی۔

زویا ہانیہ کیوں نہیں آئی۔حارث نے زویا سے پوچھا۔

پتا نہیں میں نے اس سے پوچھا تھا پر اسنے مجھے بتایا ہی نہیں۔زویا نے کندھے اچکا کر جواب دیا

ابھی وہ سب باتیں کر رہے تھے کہ کوئی وجود دھپ سے سائرہ کے ساتھ والی کرسی پر آ کر بیٹھا۔سائرہ ایک دم اپنی جگہ سے اچھلی اور گردن موڑ کر بیٹھنے والے وجود کو غصے سے دیکھنا چاہا پر جب اس پر نظر پڑی تو غصہ ن ئے سرے سے آیا

تم!

تم!علی اور سائرہ بیک وقت چیخے سائرہ کے لہجے میں غصے کا عنصر تھا۔جبکہ علی کے لہجے میں بے یقینی تھی۔علی فوراً کرسی سے اٹھا جبکہ باقی سارے خاموش تماشائی تھے۔

مجھے لگتا میں غلط ٹیبل پر آ گیا ہوں۔معاف کرنا بہن میں چلتا ہوں وہ کہہ کر جانے لگا۔

اوئے کمینے بیٹھ جا ادھر ذیشان نے کہا

ہاں تو اب آپ دونوں بتائیں آپ لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں زویا بولی۔

جی ہماری کل مال میں ملاقات ہوئی تھی۔ سائرہ نے جواب دیا اور کھا جانے والی نظروں سے علی کی طرف دیکھا جس نے وہی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

اچھا اب میں چلتی ہوں۔ زویا نے کہا اور اٹھ گئی

حارث، روحان اور ذیشان باتیں کر رہے تھے۔ علی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سائرہ کی طرف متوجہ ہوا۔

اوئے بلی آنکھوں والی بات سنو۔ علی نے آہستہ آواز میں کہا

یہ بلی آنکھوں والی کسے کہا سائرہ نے کڑے تیوروں سے پوچھا

ظاہر ہے تم سے بات کر رہا ہوں تو تمہیں ہی کہا ہے علی نے بتیسی نکال کر جواب دیا۔ آج تک سب نے سائرہ کی آنکھوں کی تعریف کی تھی۔ اور یہ اسے بلی آنکھوں والی کہہ رہا تھا سائرہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔

اور تم خود کیا ہو لنگور کہیں کے۔ سائرہ نے بھی حساب برابر کیا

اچھا لڑاکا عورت بات تو سن لو۔ دیکھو مال میں جو بھی ہوا تھا تم حارث کو نا بتانا۔ مجھے نہیں پتا تھا تم حارث کی بہن ہو اگر پتا ہوتا تو خود تمہارے ساتھ شرٹس سلیکٹ کرواتا۔ علی نے کہا

ویسے ایک بات تو بتاؤ تم کس کے لئے شرٹ لے رہی تھی۔ علی نے پوچھا

میں تمہیں یہ بتانا ضروری نہیں سمجھتی سائرہ نے ناک چڑھا کر جواب دیا۔

اوووتو کسی خاص کے لئے خرید رہی تھی۔ علی نے شرارتی لہجے میں کہا

ہاں خاص تو ہیں وہ سائرہ نے مسکراتے جواب دیا۔

مجھے بھی بتاؤ کون ہے وہ علی نے پوچھا

میرے لئے سب سے خاص حارث بھائی ہیں۔ سائرہ نے مسکراہٹ سے جواب دیا

اچھا اچھا میں کچھ اور سمجھا تھا۔ علی نے کہا

سائرہ چلیں حارث اب سائرہ اور علی کی طرف متوجہ ہوا۔

سائرہ جو گاڑی میں بیٹھی تھی حارث سے مخاطب ہوئی۔

لالا ہانیہ بھابھی تو آج یونی نہیں آئیں اب میں ان سے کیسے ملوں اور کل میں نے حویلی واپس چلے جانا ہے۔ سائرہ نے افسردگی سے کہا

وہ نہیں آئی تو کیا ہوا ہم چلے جاتے ہیں حارث کہاں برداشت کر سکتا تھا کے اسکی بہن اداس ہو۔ حارث نے مسکراتے حل پیش کیا۔

لالا آپ سچ کہہ رہے ہیں ہم انکے گھر جا سکتے ہیں۔

جی گڑیا ہم اسی کے گھر جا رہے ہیں۔

حارث نے کہا اور تھوڑی دیر بعد حارث کی لینڈ کروزر ہانیہ کے گھر کے آگے تھی۔ حارث نے اتر کر ڈور بیل بجائی۔

زارا بیگم جو پودوں کو پانی دے رہی تھی انھوں نے دروازہ کھولا۔ دروازے کے سامنے کھڑے خوبرو نوجوان کو دیکھ وہ حیرانی سے بولیں جی کس سے ملنا ہی آپکو۔

حارث نے اب آنکھوں پر لگا چشمہ ہٹایا اسکی گرے آنکھیں چمک رہی تھی۔ ابھی وہ کچھ بولتا کے پیچھے سے زویا آ گئ

حارث بھائی آپ یہاں زویا نے کہا زویا کو ہانیہ سب کچھ بتا چکی تھی لیکن زویا کے لئے یہ بات شاک سے کم نہ تھی کہ حارث واقعے ہی انکے گھر پہنچ گیا تھا۔

آؤ سائرہ اندر آؤ زویا نے کہا۔

ماما یہ ہماری دوست ہے اور یہ انکے بھائی ہیں۔ زویا نے زارا بیگم سے کہا اور ان دونوں کو ڈرائینگ روم میں بیٹھا دیا اتنی دیر میں شازیہ بیگم بھی ڈرائینگ روم میں آ چکی تھی۔

_____

ہانیہ کہاں مری پڑی ہو ہانیہ جو آرام سے ہینڈ فری لگائے سیریز دیکھنے میں مصروف تھی زویا کے ہینڈ فری کھینچنے پر تڑپ کر سیدھی ہوئی۔

کیا ہے کونسی قیامت آگئی؟ ہانیہ نے تڑخ کر کہا

قیامت نہیں نیچے تمہارے لارڈ صاحب اپنی بہن کے ساتھ تشریف لے آئیں ہیں۔ اب جا کر انھیں اپنا دیدار کرواؤ۔ زویا نے جل کے کہا

ہانیہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑی۔

ی۔۔ یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔ کہہ دو زویا یہ مذاق ہے۔ وہ سائیکو یہاں کیسے آسکتا ہے۔

تمہارا خان آگیا ہے اور تائی جان تمہیں بلا رہی ہیں۔ تمہیں اسنے جب پہلے ہی کہا تھا کہ یونی آجانا پھر کونسی موت پڑی تھی جو یونی نہیں گئی۔

یار زویا میں نے نہیں جانا نیچے اور ماما بھی نیچے ہیں اوپر سے وہ مجھے دیکھتا نہیں گھورتا ہے۔ اف خدایا میں یونی چلی ہی جاتی تو بہتر تھا۔

پاگل نابنو اور میں نے کہا ہے حارث بھائی کی بہن ہماری دوست ہے۔ اور اس لڑکی کا نام سائرہ ہے اس سے ایسے ملنا کے سب کو لگے وہ ہماری دوست ہے۔ اپنا حلیہ درست کر کے آجاؤ نیچے۔ زویا کہہ کر نیچے چلی گئی۔

ہانیہ دو منٹ بعد اپنا دوپٹہ درست کرتے ڈرائینگ روم میں پہنچی۔

السلام علیکم !ہانیہ نے سلام کیا۔حارث جو شازیہ بیگم کے ساتھ بیٹھا باتوں میں مصروف تھا اب نظر اٹھا کر ہانیہ کو دیکھا وہ سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔

وعلیکم السلام !کیسی ہیں ہانیہ۔سائرہ نے کھڑے ہوتے اسکو گلے لگا کر کہا

میں ٹھیک آپ کیسی ہیں ہانیہ نے مسکراہٹ سجا کر پوچھا

ہانیہ بیٹا جاؤ چائے وغیرہ کا انتظام کرو۔شازیہ بیگم نے کہا

جی ماما ہانیہ مختصر جواب دے کر کچن کی جانب بڑھ گئی۔

ہانیہ نے اب سب کو چائے دینے کے بعد حارث کی طرف بڑھی۔

ہانیہ کے ہاتھ اب باقاعدہ کانپنے لگے تھے۔ جس کی وجہ سے کپ کی آواز آنا شروع ہو چکی تھی۔ حارث اسکی حالت سے محظوظ ہوتے مسکرایا۔

پر اس سے پہلے کہ گرم چائے گر کر ہانیہ کا ہاتھ جلاتی حارث نے اسکے ہاتھ سے چائے لے لی۔

بیٹا بھائی کو سینڈوچ بھی دو شازیہ بیگم نے ہانیہ سے کہا۔

حارث کو انکی بات سن کر زبردست پھندا لگا جبکہ ہانیہ نے دل جلانے والی مسکراہٹ حارث کی طرف اچھالی۔

بھائی یہ لیں یہ بھی ٹرائے کریں ہانیہ نے پاس پڑے پیٹز کی ٹرے حارث کی طرف کر کے کہا۔

حارث نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا سائرہ جو کافی حد تک معاملہ سمجھ گئی تھی اب اپنے بھائی کی حالت دیکھ بڑی مشکل سے قہقہہ لگانے سے رکی۔

نہیں شکریہ۔حارث نے صاف انکار کیا۔چلو سائرہ کافی دیر ہو گئی ہے اب چلتے ہیں حارث سائرہ سے کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

اچھا آنٹی ہم چلتے ہیں حارث نے شازیہ بیگم سے سر پر پیار لیتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

جاؤ ہانیہ بیٹا سی آف کرو شازیہ بیگم نے ہانیہ سے کہا جو ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔

جی ماما جا رہی ہوں ہانیہ نے کہا اور باہر کی طرف بڑھ گئی۔حارث جو باہر جا رہا تھا۔ہانیہ کو دیکھ رکا اور سائرہ کو گاڑی میں بیٹھنے کا کہا۔

بھائی کی کچھ لگتی کل یونی آؤ پھر بتاؤں گا۔وہ اپنے تیوروں سے ہانیہ کی جان اٹکا کر جا چکا تھا۔ہانیہ اپنا تنفس درست کرتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔

_____

روحان جو رات کو بیٹھا سوچ رہا تھا اسے اب کیا کرنا چاہیے۔وہ دن بہ دن زویا کی طرف کھچتا چلا جا رہا تھا۔ہر وقت وہ زویا کے خیالوں میں کھویا رہتا ہے۔اسنے خود سے اس بات کا اعتراف کر لیا تھا کہ وہ زویا کو پسند کرتا ہے۔اپنے ارد گرد زویا کی موجودگی میں وہ دنیا بھول جاتا ہے۔آج وہ زویا کو یہ بتانے والا تھا۔

زویا اور ہانیہ یونی کے گراؤنڈ میں بیٹھی نوٹس بنانے میں مصروف تھی کہ روحان کے سلام کرنے پر انکی طرف متوجہ ہوئیں۔روحان سلام کر کے انکے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

زویا مجھے تم سے بات کرنی ہے۔روحان نے بات کا آغاز کیا۔

زویا اب مکمل طور پر روحان کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

جی بولیں۔ زویا نے کہا۔ وہ اب مکمل روحان کی طرف متوجہ تھی۔

میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔ روحان نے دوٹوک بات کی۔ رویا کی آنکھوں میں پہلے حیرت چمکی آج تک اسے کسی نے ایسا نہیں کہا تھا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھیں بے تاثر ہو گئی۔

زویا کچھ سیکنڈ خاموش رہی پھر ہلکا سا مسکرا کر بولی

کب تک؟

کیا مطلب؟ روحان نے الجھ کر سوال کیا

مطلب انسان کی پسند تو وقت کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ میں کتنے وقت کے لئے آپکو پسند ہوں۔ مہینہ، دو مہینے، یا سال تک کے لئے

روحان زویا سے ایسی بات کی توقع نہیں کر رہا تھا۔ وہ جو سوچ رہا تھا باقی لڑکیاں جو اسکی نظر کی منتظر رہتی ہیں۔ وہ زویا سے دوستی کی بات کرے گا تو زویا فوراً مان جائے گی پر یہاں تو سب الٹا ہوا تھا۔ اسنے زویا کو غلط سمجھ لیا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ لڑکی عشق و محبت کو نہیں مانتی۔ پر کل کس نے دیکھی ہے۔ کون جانتا تھا قسمت اس کے ساتھ کیسا کھیل کھیلنے والی تھی۔

دیکھو زویا میں تمہیں پسند کرتا ہوں اور تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں روحان نے اپنے غصے کو کنٹرول کرتے کہا۔ روحان ملک کو کسی چیز میں انکار سننے کی عادت کب تھی۔ ہاں اس نے خود آج تک کبھی کسی لڑکی کو دوستی کے لئے نہیں کہا تھا اور نا ہی کسی لڑکی کے کہنے پر اس سے کوئی دوستی کی تھی۔ لیکن زویا سے دوستی وہ پورے خلوص کے ساتھ کرنا چاہتا تھا۔ یہ پر شوخ شرارتی سی لڑکی اسکے دل میں عجیب احساس بیدار کر چکی تھی۔

Mr. Rohaan I am not intrested in any kind of relationship.

میں آپ سے دوستی نہیں کرنا چاہتی۔زویا نے دوٹوک جواب دیا اور اپنا بیگ اٹھاتی چلتی بنی۔ہانیہ بھی خاموشی سے اسکے پیچھے چل دی۔

اس لڑکی کی اتنی ہمت اس نے مجھے انکار کیا۔روحان ملک کو انکار کیا۔

How dare

روحان کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھی۔روحان خاموشی سے بیٹھا زمین کو گھورنے میں مصروف تھا۔حارث کے بلانے پر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

روحان کیا ہوا ہے تجھے کب سے آوازیں دے رہا ہوں

حارث نے بات کرتے کرتے روحان کی جانب دیکھا روحان کی حد سے زیادہ سرخ آنکھیں تنی ہوئی رگیں دیکھ وہ یک دم خاموش ہوا۔

روحان! کیا ہوا ہے تجھے؟ حارث نے فکر مندی سے پوچھا۔

روحان کی آنکھوں میں شرارے پھوٹ رہے تھے۔ وہ اپنی آنکھوں سے ہی کسی کو بھسم کر دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔

حارث! روحان نے حارث کا نام لیا۔ روحان کی آواز پراسراریت سے بھرپور تھی۔

ہاں بول حارث نے کہا۔

تجھے پتا ہے وہ کیا کر کے گئی ہے۔

حارث نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا

میری توہین کر کے گئی۔ میری یعنی روحان ملک کی بات ماننے سے انکار کر کے گئی ہے۔ اسنے یہ کہتے ساتھ ہی قہقہہ لگایا۔ اسکے قہقہے میں اتنی وحشت تھی کہ حارث نے بے ساختہ جھرجھری لی۔

حارث اب اسے میرے قہر سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ مجھ سے دوستی سے انکار کیا اسنے ہے کیا چیز وہ روحان ملک کی محبت کو روند کر گئی ہے۔

پہلی بار میں نے کسی لڑکی کو دوستی کا کہا ہے اور ہمت دیکھو اِس لڑکی کی مجھے انکار کر گئی۔

حارث ویسے اسکو اپنے انجام کی فکر نہیں ہوئی۔ روحان نے عجیب طریقے سے کہا

کون واقف نہیں تھا روحان ملک سے وہ اپنی بات منوانے کے ل ئے، اپنی ضد پوری کرنے کے ل ئے کسی بھی حد تک جا سکتا تھا اور غصے میں تو وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتا۔

روحان وہ لڑکی کون تھی حارث نے کسی خدشے کے تحت پوچھا کیونکہ وہ جانتا تھا روحان خاموش بیٹھنے والوں میں سے نہیں ہے وہ اپنی بات کی نفی برداشت نہیں کرتا اس حسین مغرور شہزادے کو ہر چیز اسکے اپنے اختیار میں اچھی رکھتی ہے۔وہ اب ضرور کچھ کرے گا اس لڑکی کے ساتھ اسی ل ئے وہ پہلے ہی اسے اطلاع دینا چاہتا تھا

زویا نام ہے اسکا روحان کے لہجے کی پر اسراریت غائب ہوئی اور انتہائی سفاکیت بھرے لہجے میں جملہ کہا گیا

حارث اپنی جگہ سے شاک کے مارے اچھلا

وہاٹ ہانیہ کی کزن زویا وہ سی ایس ڈیپارٹمنٹ والی؟؟ حارث نے تصدیق چاہی۔

روحان ملک کو بات دہرانے کی عادت نہیں۔ روحان نے حارث کو سرد نظروں سے دیکھتے کہا۔

روحان تو اسکے ساتھ کچھ نہیں کرے گا۔ وہ بہت معصوم ہے۔ تو اس کو کچھ نہیں کہے گا۔

ریلیکس بڈی کچھ نہیں کہوں گا اُسے روحان نے نارمل لہجے میں کہا

حارث نے حیرت سے اسکی طرف دیکھا ابھی وہ اتنے غصے میں تھا ایک دم اتنا نارمل کیسے ہو گیا۔ روحان کی آنکھیں اسکی کہی ہوئی بات کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

حارث روحان کا دماغ پڑھنے سے قاصر تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ روحان کے دماغ میں چل کیا رہا ہے۔ پر وہ اتنا ضرور جانتا تھا روحان ملک چپ بیٹھنے والا نہیں ہے۔ وہ ضرور کچھ کرنے والا ہے۔

چل کینٹین چلتے ہیں روحان نے حارث سے کہا

ہاں چل ان دونوں کو بھی بلا لے حارث نے جواب دیا۔

_____

زویا ویسے روحان بھائی اتنے ہینڈسم ہیں تم نے انکار کیوں کیا؟

ہانیہ چاکلیٹ شیک پیتی زویا سے مخاطب ہوئی۔

اوو کم آن ہانیہ تمہیں لگتا ہے کہ یہ پیار وغیرہ اس دنیا میں ایگزسٹ کرتا ہے۔زویا تمسخر اڑاتے لہجے میں بولی۔

یار یہ عشق و شق صرف ڈراموں، فلموں اور ناولز میں ہی ہوتا ہے رئیل لائیف میں ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ رئیل لایئف میں تو بس اپنی حوس پوری کرنے کے لئے ٹائم پاس ہوتا ہے۔ مجھے تو یہ سن کر ہسی آتی ہے جب کوئی کہتا ہے میں اسکی محبت میں مر رہا ہوں۔

What rubbish yar

زویا نے آخر پر تنفر سے اپنا سر جھٹکا

تو تم عشق سے انکاری ہو؟ ہانیہ نے بھنویں سکیڑ کر پوچھا۔

میں انکار نہیں کر رہی یہ عشق و شق ہوتا ہو گا ہیر رانجھا، رومیو جیولیٹ کے زمانے میں پر آج کے زمانے میں بالکل نہیں ہوتا۔

صرف ٹائیم پاس ہوتا ہے آجکل تو اور رہی بات میری تو ایٹ لیسٹ یہ پیار ویار مجھے نہیں ہونے والا اور ٹائیم پاس کرنے کی عادت نہیں ہے میری جو روحان سے دوستی کر لیتی۔ اور آئی ایم شیور روحان کو بھی وقتی اٹریکشن ہے اور کچھ نہیں۔ زویا نے اپنی بات ختم کی اور اپنے شیک سے انصاف کرنے لگی۔ اس بات سے بے خبر کہ پیچھے ٹیبل پر بیٹھے چار نفوس اسکی باتیں سن کر ساکت ہوئے تھے۔

علی اور ذیشان نے زویا کی باتیں سن کر حارث کی طرف اچھنبے سے دیکھا۔

حارث نے محظ سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

وہ تینوں اب روحان کو دیکھ رہے تھے جسکی پھولی ہوئی نسیں اور بھینچی ہوئی مٹھیاں اسکے حد سے زیادہ غصے میں ہونے کا پتہ دے رہی تھیں۔

مس زویا ویٹ اینڈ واچ جس عشق کا تم مذاق بنا رہی ہو۔ اسی عشق کی وجہ سے تم پل پل ناتڑپا یا تو میرا نام بھی روحان ملک نہیں۔ تم نے تو مجھے انجانے میں ایک اچھا آئیڈیا دے دیا ہے۔

تمہیں خود سے پیار کرنے پر مجبور نا کر دیا تو کہنا۔ اس سے بڑھ کر میری توہین کا اور کیا بدلہ ہو گا۔

بس کچھ عرصہ انتظار کرو۔

تمہیں ایسا دھچکا دوں گا تم نہ مر سکو گی نا زندہ رہ سکو گی۔

روحان نے دل میں سوچا اور ایک پر اسرار مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا۔ روحان کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ حارث، علی اور ذیشان نے اسکی طرف پریشانی سے دیکھا۔

روحان پلیز جانے دے یار وہ نا سمجھ ہے ابھی۔ اسکے ساتھ کچھ غلط نا کریں وہ لڑکی ذات ہے۔ علی نے روحان کا ہاتھ پکڑے اسے روک کر التجائیہ لہجے میں کہا۔

ریلیکس علی کچھ نہیں کر رہا ہاں پر میں اسے پسند کرتا ہوں تو ڑائے کرنا نہیں چھوڑ سکتا روحان نے آنکھ ونک کر کے کہا تو سب کا اٹکا ہوا سانس بحال ہوا۔

ہیلو مس زویا۔روحان نے زویا کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا زویا ایک دم گڑبڑائی۔

مس چلیں مان لیا آپکو یقین نہیں ہے اس محبت پہ پر آپ میرے بارے میں سوچ تو سکتی ہیں نہ مجھ سے شادی کے ل ئے تو سوچ سکتی ہیں۔روحان نے بڑے دوستانہ انداز میں کہا اور زویا کے سامنے پڑا اسکا شیک اٹھا کر پینے لگا۔

پیچھے ٹیبل پر بیٹھے روحان کے دوستوں کو چار سو چالیس والٹ جھٹکا لگا۔روحان ملک کسی کا جھوٹا نہیں کھاتا تھا۔ آج اسنے زویا کا پیا ہوا شیک پی لیا۔شاک تو بنتا تھا۔

روحان پلیز میں آپسے نہ تو دوستی نا ہی شادی کچھ بھی نہیں کرنا چاہتی۔زویا نے بیزار لہجے میں جواب دیا۔

پھر کس سے کرنا چاہتی ہو شادی۔روحان کا لہجہ پر اسرار تھا

میں کسی سے بھی نہیں کرنا چاہتی۔ میں ابھی شادی ہی نہیں کرنا چاہتی۔ مجھے اپنا کیریئر بنانا ہے۔ زویا نے چڑ کے جواب دیا

ہمم صحیح لیکن میرے بارے میں سوچنا ضرور روحان نے کہا اور کینٹین سے باہر نکل گیا۔

* _____ *

اچھا امی ہم چلتے ہیں۔ بازل نے کہا اور وہ مشال کا ہاتھ پکڑے باہر نکل گیا۔

شازیہ بیگم نے ردا کو اپنے ساتھ لگایا اور اسکا ماتھا چوما۔

میری بچی اپنا بہت خیال رکھنا اور خبردار جو مشال کا کوئی کام کیا۔ شازیہ بیگم نے تاکید کی۔ ردا سب سے مل کر گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔ کچھ وقت کے سفر کے بعد گاڑی ایک گھر کے سامنے جا کر رکی۔

وہ گھر میں داخل ہوئے گھر زیادہ بڑا نہ تھا لیکن بہت خوبصورت تھا۔

ردا پلیز چائے بنا دو بازل نے ردا سے کہا اور روم کی جانب فریش ہونے بڑھ گیا۔ ردا خاموشی سے کچن کی جانب بڑھ گئی۔

میرے لئے بھی بنا دینا مشال نے کہا اور بازل کے پیچھے روم میں چلی گئی۔

بازل نے ایک ہفتے میں گھر خرید کر اسے سیٹل کیا تھا آج مشال اور ردا کو لے کر ادھر ہی آ گیا تھا۔

ردا جو چائے بنا کر کپوں میں ڈال رہی تھی۔ مشال کے کچن میں داخل ہونے کی وجہ سے اسکی طرف متوجہ ہوئی

آپکو کچھ چاہیے ردا نے مشال سے پوچھا۔

نہیں کچھ نہیں چاہیے۔مشال نے کہااور چائے کے پاس آ کر چائے کو دیکھنے لگی۔ جو ردا نے ابھی چولہے سے اتاری تھی۔

مشال نے ایک مکروہ مسکراہٹ ردا کی طرف اچھالی اور پین میں پڑی بچی ہوئی چائے اپنے ہاتھ پر انڈیل دی۔

ردا کی آنکھیں مشال کی کاروائی دیکھ کر ابل پڑی اُس نے ڈراموں میں تو ایسے سین دیکھے تھے لیکن کبھی یہ نہیں سوچا تھا اسکی زندگی میں بھی اسے ایسے سین فیس کرنے پڑیں گے۔

یہ یہ آپ نے کیا کیا؟ردا ایک دم بوکھلا کر بولی۔وہ میچور تو تھی پر چالاک نہ تھی۔

مشال جو مکروہ ہنسی ہنس رہی تھی اب دردناک آواز میں چیخی بازل مشال کی چیخ سن کر کچن کی طرف آیا۔

یہ کیا ہوا ہے مشال؟ بازل نے مشال کا جلا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کے کہا۔

بازل دیکھو اس جاہل لڑکی نے کیا کیا میں نے کہا کہ مجھے چائے دے دو میں بازل کو چائے دے آتی ہوں۔اس نے میرا ہاتھ ہی جلا ڈالا۔مشال بازل کے سینے سے لگی روتے ہوئے بولی۔

ردا کی تو زبان پر قفل لگ چکے تھے۔وہ صدمے کی کیفیت میں ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔بازل جارحانہ تیور لئے ردا کی طرف بڑھا

بازل میں نے نہ۔۔نہیں اِس نے خود ہی ردا پیچھے جاتے ہوئے کچھ بولنے کی کوشش کرنے لگی

چٹاااخ

تھپڑ کی آواز کچن میں گونجی۔ تھپڑ اتنا شدید تھا کہ ردا کا دماغ کچھ پل کے لئے سن ہو گیا۔ ردا لڑکھڑا کر کچھ قدم پیچھے ہوئی۔

اب بازل مشال کی طرف گیا اور اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔

مشال تم روم میں جاؤ میں آتا ہوں۔ بازل نے مشال کا گال تھپک کر کہا۔ مشال سر ہلاتی کچن سے باہر نکل گئی۔

بازل ایک بار پھر جارحانہ تیور لئے ردا کی طرف بڑھ رہا تھا۔

بازل پلیز میری بات سنیں میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس نے خود اپنے ہاتھ پر چائے گرائی تھی۔ پلیز میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں کیوں کروں گی ایسا۔ ردا بازل کے جارحانہ تیور دیکھ روتی ہوئی بولی۔ یہاں خالہ بھی نہیں تھی جو اسکو بازل سے بچا لیتی۔

بازل ردا کی باتیں ان سنی کرتے اسکی کلائی جکڑ کر چولہے کے پاس لا کر چولہا جلا چکا تھا۔

بازل میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ ردا اب باقاعدہ کانپنے لگی تھی۔ بازل نے ردا کے ہاتھ کو چولہے کے اوپر رکھا

سسسسی ردا کی سسکاری نکلی پر بازل نے اسکا ہاتھ نہ چھوڑا

ردا کی دردناک چیخیں پورے گھر میں گونجنے لگیں۔

مشال کو ردا کی چیخیں سکون دے رہی تھی۔ اسے ردا کی خوبصورتی ہمیشہ کھٹکتی تھی۔ وہ ردا کو بازل کی نظروں میں اتنا گرا دینا چاہتی تھی کہ بازل اسے طلاق دے دے۔

اب تم بھی برداشت کرو یہ تکلیف جو تم نے میری مشال کو دی۔ بازل نے اسے چیختے ہوئے دیکھ کر کہا۔

بازل مجھے درد ہو رہا ہے میرا ہاتھ چھوڑ دیں میں نے اسکے ہاتھ پر چائے نہیں گرائی تھی

ردا چیختی ہوئی مسلسل ہاتھ چھڑانے کی مذاہمت کر رہی تھی پر بازل نے اسکا ہاتھ نہیں چھوڑا۔ بلآخر دو منٹ بعد وہ ظالم اسکا ہاتھ اپنی ظالم گرفت سے آزاد کر چکا تھا۔ ردا نے اپنا ہاتھ دیکھا جو اچھا خاصہ جھلس چکا تھا۔ پھر بازل کی طرف دیکھ نفی میں سر ہلایا اور روتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔ کمرے میں جاتے ساتھ ہی اسنے کمرہ لاک کیا۔

واشروم میں جا کر اپنا ہاتھ پانی کے نیچے کیا۔ جلن اتنی تھی کے ردا کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ نیلی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکیں تھی۔ آنکھوں کے پٹوے سوجھ چکے تھے۔

تھوڑی دیر بعد جلن میں کچھ کمی آئی تو ردا اپنی الماری کی طرف بڑھی۔ میجر ارسلان کی تصویر نکال کر نیچے زمیں پر بیٹھ گئی۔

بابا! آنسو آنکھوں سے جاری تھے۔ بازل کی مرضی کو اول رکھتے میں نے انکا نکاح بھی کروادیا۔ پر پر وہ میرے ساتھ بہت برا کر رہے ہیں۔ آپکی بیٹی اور برداشت نہیں کر سکتی میں تھک گئی ہوں۔ مجھ سے اور برداشت نہیں ہوتا۔ مجھے بھی اپنے پاس بلالئیں۔ وہ روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولی۔

اسکی عادت تھی جب بھی وہ دکھی ہوتی میجر ارسلان کی تصویر سے باتیں کرتی تھی۔

صبح بازل ناشتے کر رہا تھا مشال سے مخاطب ہوا۔

مشال ردا کمرے سے باہر نہیں آئی۔

نہیں وہ روم میں ہی ہے۔ مشال نے منہ کے زاویے بناتے جواب دیا۔ بازل رات کو ہی مشال کے ہاتھ پر آئیمنٹ لگا چکا تھا اب مشال کا ہاتھ بہتر تھا۔

بازل ردا کے کمرے کی طرف بڑھا مشال نے اسے ردا کے کمرے کی طرف بڑھتے دیکھ سر جھٹکا۔

بازل ردا کا کمرہ چیک کر چکا تھا کمرہ اندر سے لاک تھا اب ڈوبلیکیٹ کی لے کر لاک کھولنے لگا۔

بازل لاک کھول کر کمرے میں داخل ہوا تو ردا کو بیڈ پر سوتا پایا۔ وہ ردا کے پاس آیا اور اسکے ہاتھ کا معائنہ کرنے لگا۔ مشال کی نسبت اسکا ہاتھ کافی حد تک جلا ہوا تھا۔

بازل کو دکھ نے گھیر لیا۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ ٹھیک ہے ردا سے وہ نفرت کرتا ہے پر وہ اسکی کزن بھی تو ہے۔ اب اسکی نظریں ردا کے چہرے پر پڑی جہاں اسکی سنہری زلفوں نے اسکے حسین چہرے کو چھپا رکھا تھا۔

بازل نے ردا کے چہرے پر سے بال ہٹائے تو اپنی انگلیوں کے نشان اسکے مومی گال پر دیکھے۔ بازل نے ردا کے گال پر نرمی سے اپنی انگلیاں پھیری ردا جو نماز پڑھنے کے بعد سوئی تھی۔ اپنے چہرے پر سرسراتی انگلیوں کو سرکتا پا کر پٹ سے آنکھ کھول گئی۔ اپنے اوپر جھکے بازل کو دیکھ وہ ایک دم اس سے دور ہوئی۔

با۔۔باز۔۔بازل آپ یہاں۔میں میں نے کچھ نہیں کیا تھا میں نے مشال پر چائے نہیں گرائی تھی۔ وہ اب بھی رات والے واقعے کے زیرِ اثر تھی۔ ردا بازل کو اپنے پاس بیٹھتے دیکھ بیڈ کے دوسرے سرے پر کھسکنے لگی۔

بازل جو ردا کے ہاتھ پر آئیمنٹ لگانے اسکے پاس بیٹھا تھا۔ردا کا رویہ دیکھ اسکا دماغ بھک سے اڑا۔

چپ، چپ کر کے بیٹھی رہو۔بازل ایکی بار ردا کو کندھوں سے جکڑ کر دھاڑا۔اسکی دھاڑ سن کر خوف سے ردا خاموش ہو گئی۔اسکے دماغ میں بازل کا ڈر بیٹھ گیا تھا وہ اس سے خوف کھانے لگی تھی۔بازل ردا کے ہاتھ پر آئیمنٹ لگا کر جا چکا تھا۔

ردا بازل کا رات والا رویہ یاد کر کے تکیے میں سر دیے کر رونے لگی۔

عشق سہرہ ہے کہ دریا کبھی سوچا تم نے

تجھ سے کیا ہے میرا ناطہ کبھی سوچا تم نے

ہاں! میں تنہا ہوں یہ اقرار بھی کرتا ہوں

مگر کس نے کیا ہے تنہا کبھی سوچا تم نے

یہ الگ بات ہے کبھی جتایا نہیں میں نے تجھ کو

ورنہ کتنا تجھ کو چاہا ہے کبھی سوچا تم نے

تجھے آواز لکھا، پھول لکھا، پیار بھی لکھا

میں نے کیا کیا تمھیں لکھا کبھی سوچا تم نے

متعمین ہوں تجھے لفظوں کی حرارت دے کر

میں نے تمہیں کتنا سوچا زید کبھی سوچا تم نے

_____

زویا اور ہانیہ گراؤنڈ میں بیٹھی تھی۔کچھ دن بعد انکے مڈز شروع ہونے والے تھے۔اُس دن کے بعد زویا کی روحان سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔زویا کیلکُلس کے سوال حل کرنے میں مصروف تھی جب کوئی وجود اسکے پاس آکر بیٹھا۔زویا نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔عمار زویا کے پاس آکر بیٹھا تھا

ہائے مس سنگر کیسی ہیں آپ؟ عمار نے ہاتھ ملانے کے لئے زویا کے آگے اپنا ہاتھ کیا۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں مسٹر عمار۔زویا نے عمار کے ہاتھ کو نظر انداز کرتے کہا۔

بے اختیار زویا کی نظر کچھ فاصلے پر کھڑے روحان پر پڑی۔ زویا نے اسے دیکھتے فوراً عمار کا ہاتھ تھام لیا۔

روحان جو پہلے ہی خون اشام نظروں سے ان دونوں کو گھور رہا تھا۔ اب اس نے مٹھیاں بھینچی۔

مس زویا کیا آپ ہمیں اپنے ساتھ ایک کپ کافی پینے کا شرف بخش سکتی ہیں۔ عمار نے زویا کے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے خالص عاشقوں والے انداز میں کہا۔ کچھ منٹ تک عمار نے زویا کا ہاتھ نہ چھوڑا تو زویا نے الجھن کے مارے اپنا ہاتھ کھینچا اور عمار کی گرفت سے آزاد کروایا۔

ہانیہ میں عمار کے ساتھ جا رہی ہوں کچھ دیر تک آجاؤں گی۔ زویا نے ہانیہ سے کہا اور اپنا بیگ پکڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

روحان جو کب سے ضبط کے ساتھ زویا اور عمار کی باتیں سن رہا تھا۔ اب اسکا صبر جواب دے گیا۔ وہ فوراً زویا کی طرف بڑھا اور کھینچ کر زویا کو اپنے پیچھے کر لیا۔

زویا تمہارے ساتھ کہیں نہیں جائے گی روحان زویا کا ہاتھ پکڑے عمار سے مخاطب ہوا۔

میں عمار کے ساتھ جاؤں گی۔ زویا اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے بولی۔

جب میں نے کہا ہے تم نہیں جاؤ گی تو بس نہیں جاؤ گی۔ روحان غصے سے دھاڑا روحان کی دھاڑ پر گراؤنڈ میں بیٹھے سٹوڈنٹس انکی طرف متوجہ ہوئے۔

آپ ہوتے کون ہے مجھے منع کرنے والے۔ وہ میرے دوست ہیں میں انکے ساتھ جاؤں گی۔ زویا نے کہا اور عمار کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ عمار کے پاس جاتی اس سے پہلے زویا کے کندھے روحان کی سخت پکڑ میں آئے۔

کیوں؟

وہ کیوں دوست ہے تمہارا جب میں نے تمہیں دوستی کا کہا تھا تب کیا ہوا تھا۔ روحان اسے کندھوں سے جھنجھور کر دھاڑا۔

وہ بھول گیا تھا کے اس وقت وہ کہاں ہے۔ اسکا جنون اس پہ حاوی ہو رہا تھا۔ سٹوڈنٹس با قاعدہ اب تماشا دیکھنے ارد گرد کھڑے ہو گئے تھے۔

حارث جو روحان کو روکنے آگے بڑھا تھا روحان کی دھاڑ پر وہی رک گیا۔

وہیں رک تو میرے اور زویا کے معاملے میں کوئی نا بولے۔

اس بار وہ اتنی زور سے دھاڑا وہاں کھڑا ہر سٹوڈنٹ کانپ کر رہ گیا۔ زویا نے ڈر کر اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا۔

روحان ملک یونی کی ایک پاپلر پرسنالٹی تھا۔ پر آج سے پہلے روحان ملک کا ایسا روپ کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ سب جانتے تھے روحان روڈ اور ایروگنٹ ہے۔ پر آج سب پر یہ واضح ہو چکا تھا کہ روحان انتہائی جنونی انسان بھی ہے۔

بولو اب چپ کیوں کھڑی ہو۔ روحان پھر زویا کی طرف متوجہ ہوا۔

Please zoya try to understand....

میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ تم میرے پاس ہوتی ہو تو میں سکون محسوس کرتا ہوں۔ تمہاری شرارتیں، تمہاری نادانیاں مجھے تمہاری طرف مائل کرتی ہیں۔

روحان زویا کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں تھامے کہہ رہا تھا۔

مجھے پسند ہیں تمہاری شرارت سے چمکتی یہ خوبصورت آنکھیں روحان نے زویا کی آنکھوں کو اپنی انگلیوں سے چھوتے کہا۔

روحان نے کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر اپنی پیشانی زویا کی پیشانی سے ٹکائی۔ کچھ رشک بھری نظریں زویا کی طرف اٹھی اور کچھ نظروں میں زویا کے لئے نفرت، جلن اور حسد تھی۔

یونی کا موسٹ چارمنگ لڑکا یونی کی لڑکیوں کا کرش اس معمولی نقوش اور گندمی رنگت والی لڑکی سے ساری یونی کے سامنے اظہارِ محبت کر رہا تھا۔

چھوڑو مجھے زویا نے اس سے دور جانے کی کوشش کی۔

روحان زویا کی ساری مزاحمت ترک کرتے اسے اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔ زویا روحان کے اس عمل پر تڑپ کر رہ گئی۔

I love you zoya.I can't live without you…..

روحان نے اسے شدت سے خود میں بھینچتے اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا۔

زویا نے روحان کو پورا زور لگا کر دھکا دیا اور زویا کا نازک ہاتھ روحان کے گال پر نشان چھوڑ گیا۔

Mr. Rohaan stay in your limits.

آئیندہ مجھے ہاتھ لگانے سے پہلے یہ تھپڑ یاد رکھنا۔زویا نے انگلی اٹھا کر روحان سے کہا۔

روحان کو تھپڑ پڑنے پر پاس کھڑے سٹوڈنٹس کے ہاتھ منہ پر گئے۔ روحان ملک کو کسی لڑکی نے تھپڑ مارا تھا یہ کوئی عام بات نہ تھی۔ لڑکی بھی وہ جس سے روحان ملک نے اپنی محبت کا اظہار کیا تھا۔ یہ بات یونی میں اب آگ کی طرح پھیلنی تھی۔

روحان جو اپنی بات سے انکار ہونے کے بعد اپنی ساری انا کو بھلائے اپنے دل کے ہاتھوں سے مجبور ہو کر اس لڑکی کے پاس آیا تھا۔ روحان ملک اس سے شادی کرنا چاہتا تھا اسکو اپنی زندگی بنانا چاہتا تھا۔ اور اس لڑکی نے کیا کیا تھا روحان کو تھپڑ مار کر اسکے اندر کے بیسٹ کو جگا چکی تھی۔ جس بیسٹ کو روحان نے بڑی مشکل سے تھپک کر سُلایا تھا۔

حارث، علی اور ذیشان زویا کے روحان کو تھپڑ مارنے پر خود ساکت رہ چکے تھے۔ روحان کی گرفت اپنے ہاتھ میں پکڑے موبائل پر لمحہ بالمحہ مضبوط ہوتی جا رہی تھی۔

ایک دم روحان نے اپنا موبائل زور سے نیچے پٹخا۔ جس کے ٹکڑے یہ بات بتانے کے لئے کافی تھے کہ وہ کتنی قوت کے ساتھ پھینکا گیا ہے۔ زویا ڈر کے دو قدم پیچھے ہوئی۔

روحان اب اپنی سرخ انگارہ آنکھیں لئے ایک دم زویا کی طرف لپکا۔ غصے کی شدت سے روحان کے جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔ رگیں تنی ہوئی تھی۔ زویا ڈر کے پیچھے کی طرف تیزی سے قدم اٹھانا شروع ہو گئی۔

باقی سٹوڈنٹس دم سادھے روحان کو دیکھ رہے تھے۔یوں لگ رہا تھا روحان ابھی زویا کا گلہ دبا دے گا۔

زویا غصے میں روحان کو تھپڑ تو مار چکی تھی پر اب روحان کو دیکھ کانپ کر رہ گئی۔زویا صدیقی کو آج پہلی بار کسی سے خوف آیا تھا۔

اس سے پہلے زویا ایک اور قدم پیچھے لے جاتی روحان نے ایک ہی جست میں اسے پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور زویا کی پشت کو اپنے سینے سے لگایا۔ عمل اتنا جارحانہ تھا کہ زوءا کا سر روحان کے مضبوط سینے سے لگ کر کچھ سیکنڈ

کے لئے سُن ہو گیا۔ کمر پر گرفت اتنی سخت تھی کہ زویا کی آنکھیں جھلملا اٹھیں. روحان شاید اپنی مضبوط انگلیاں زویا کی کمر میں گاڑنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا

You have to pay for this Zoya.

سر سراتا ہوا لہجا زویا کی سماعتوں سے ٹکرایا اور زویا کے رونگٹے کھڑے کر گیا۔ روحان نے زویا کو خود سے دور جھٹکا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا یونی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ زویا نے ہانیہ کا سہارا لے کر خود کو گرنے سے بچایا۔

حارث جو روحان کے پیچھے جانے لگا تھا علی نے اسکا ہاتھ پکڑ کے روکا۔

اسکو فالحال اکیلا چھوڑ دے۔ وہ ابھی کوئی بھی بات سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ وہ کچھ نہیں سمجھے گا الٹا تجھے نہ نقصان پہنچائے علی نے کہا اور حارث سر ہلا کر رہ گیا۔

_____

ردا آج مشال کے گھر والوں نے آنا ہے تو تم مشال کے ساتھ اسکی ہیلپ کروا دینا۔ بازل ناشتا کرتی ہوئی ردا سے مخاطب ہوا اُس دن کے بعد آج وہ ردا سے مخاطب ہوا تھا۔

جی اچھا ردا نے مختصر جواب دیا

اس دن کے بعد ردا بازل اور مشال سے زیادہ مخاطب نہیں ہوتی تھی۔ وہ بس اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔

مہمان آ چکے تھے ردا اب انھیں چائے پیش کر رہی تھی۔ مشال اپنے والدین کے ساتھ بیٹھی باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

فیضان کب سے ردا کو اپنی نظروں کے حصار میں لئے ہوئے تھا۔ ردا کو اب اسکی نظروں سے الجھن ہونے لگ گئی تھی۔

رداچائے پکڑا کر جلد از جلد ادھر سے جانا چاہتی تھی۔

سب کو چائے پکڑا کر ردا نے چائے فیضان کے آگے کی۔ پر فیضان شاید چائے پکڑنے کے ساتھ ردا کے چہرے کو حفظ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ردا بس اِس شخص کی نظروں سے دور جانا چاہتی تھی۔ اُس نے فوراً چائے کا کپ پکڑا کر کچن کا رخ کیا۔

مشال تم کب سے بیٹھی ہو یہ تمہارا گھر بھی ہے جاؤ تم بھی ردا کے ساتھ ہیلپ کرواؤ ہم تمہارے مہمان ہیں اور کام بس وہ کر رہی ہیں فیضان مشال سے مخاطب ہوا۔

فیضان اور مشال سگے بہن بھائی تو تھے پر انکے مزاج میں زمین آسمان کا فرق تھا۔مشال جہاں خود غرض تھی فیضان وہیں دوسروں کا خیال رکھنے والا پرواہ کرنے والا تھا۔

بھائی چھوڑیں نہ ردا کر لے گی۔مشال نے لاپرواہ انداز میں جواب دیا۔

فیضان نے مشال کی طرف دیکھ نفی میں سر ہلایا۔اُس نے نظروں کا زاویہ بدل کر بازل کی طرف دیکھا جو اِس کی بات کو اگنور کر گیا تھا۔فیضان اُٹھا اور ڈرائینگ روم سے باہر بڑھ گیا۔

ردا کچن میں چولہے کے پاس کھڑی کھانا بنانے میں مصروف تھی۔فیضان کچن میں آیا۔ردا کا سفید رنگ زیادہ دیر چولہے کے پاس کھڑے رہنے کی وجہ سے گلابی مائل ہو چکا تھا۔فیضان ردا کو پلکیں جھپکے بغیر مبہوت ہوئے دیکھے گیا۔

آہم آہم!فیضان نے گلا کھنکھارا

ردا نے فیضان کو کچن میں دیکھ فوراً کرسی پر پڑا ڈوپٹا اٹھا کر خود کو ڈھانپا۔

مقابل کے لب ردا کی اِس حرکت پر مسکراہٹ میں ڈھلے۔

آپکو کچھ چاہیے ؟ردا نے سر پر ڈوپٹا جماتے ہوئے کہا۔

نہیں کچھ چاہیے تو نہیں بس سوچا گھر کا جائزہ لے لیا جائے اپکو دیکھا تو ادھر آ گیا۔ فیضان نے نرم لہجے میں جواب دیا۔

وہ اُسے یہ نہیں بتا سکتا تھا وہ اسکی مدد کروانے آیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنی بہن کی عادت سے اچھی طرح واقف تھا کام تو وہ گھر میں بھی نہیں کرتی تھی۔ تو اسکا مطلب یہی تھا ردا سب کام اکیلے کر رہی ہے۔

ردا خاموش رہی۔وہ فیضان کی موجودگی میں کمفرٹیبل فیل نہیں کر رہی تھی۔

ارے لگتا ہے ابھی سالاد بنانا رہتا ہے۔فیضان سالاد کا سامان سلیپ پر رکھے دیکھ گویا ہوا۔

لائیں میں بناتا ہوں فیضان نے کہا اور چھری پکڑ کے کھیرا کاٹنے لگا

نہیں بھائی آپ جا کر بیٹھیں میں کر لوں گی۔ردا نے کھیرا اُسکے ہاتھ سے لیتے کہا۔مشال اسکو بھائی کہہ رہی تھی تو ردا نے بھی کہہ دیا۔

وہا اٹ بھائی؟ فیضان شاکی لہجے میں بولا

میں کہاں سے آپکو بڑا لگتا ہوں کم سے کم آپ سے ایک دو سال ہی بڑا ہوں گا۔ آپ نے تو مجھے اپنے سے دس سال ہی بڑا بنا دیا ہے۔ فیضان لہجے میں خفگی سموئے بولا حقیقت میں تو ردا کا بھائی کہنا اُسے پسند نہیں آیا تھا۔

نہیں، نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ ردا نے بوکھلاتے کہا اور ایک نگاہ اٹھا کر فیضان کی جانب دیکھا کالی شلوار قمیض میں ہاتھ میں گھڑی پہنے بالوں کو جیل سے جمائے سفید رنگت والا وجاہت سے بھرپور شخص واقع اتنی عمر کا نہیں تھا۔

ردا اب فیضان کے مہارت سے چلتے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی جو ٹماٹر کاٹنے میں مصروف تھے۔

کاش بازل کو بھی میرا اتنا خیال ہوتا۔ کاش وہ بھی میرے ساتھ ہوتے۔ میری ساتھ نارمل بیہو کرتے ردا نے سوچا دل میں ایک ہوک سی اٹھی۔ آنکھوں میں آنسو جما ہوئے جسکو وہ بہت مہارت کے ساتھ چھپا گئی اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

کچن میں چھائی خاموشی کو فیضان کی آواز نے توڑا

ردا آپ کی کوالیفکیشن کیا ہے؟ فیضان نے دوستانہ انداز میں سوال کیا

میں نے فیشن ڈیزائینگ کی ہوئی ہے۔ اور اب میں اپنی بوتیک لک آفٹر کرتی ہوں۔ ردا نے آہستگی سے جواب دیا۔

امیزنگ! یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ فیضان نے ستائشی انداز میں کہا۔ لڑکیوں کو اتنا مضبوط لازمی ہونا چاہیے کہ وہ کسی کے اوپر ڈیپنڈ نا کریں۔

میں یونیورسٹی میں لیکچرار ہوں۔ آپ نے تو پوچھنا نہیں میں نے کہا خود ہی بتادوں فیضان نے جواب دیا۔

یہ لیں سالاد تو ریڈی ہے۔ فیضان نے کہتے ساتھ سالاد کی ڈش ردا کی طرف بڑھائی۔

اب وہ ردا کے ساتھ ڈائینگ ٹیبل پر لوازمات رکھوا رہا تھا۔

بازل جو پانی پینے کے لئے کچن کی طرف بڑھ رہا تھا۔ فیضان اور ردا کو ایک ساتھ کام کرتے دیکھ ٹھٹھکا اور ان کے پاس ہی آ گیا۔

فیضان تم یہاں کیا کر رہے ہو؟

بازل کی آواز پر ردا اور فیضان بازل کی طرف متوجہ ہوئے۔

کچھ نہیں بس تھوڑی سی ہیلپ کروا رہا ہوں۔ فیضان نے مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

ردا تمہیں اگر ہیلپ چاہیے تھی تو مشال سے کہہ دیتی۔ یہ مہمان ہیں تم ان سے کام کروا رہی ہو۔ بازل اب ردا سے مخاطب ہوا

اس سے پہلے ردا کوئی جواب دیتی فیضان بول اٹھا

ارے بازل کہہ تو تم ایسے رہے ہو جیسے اُس چڑیل سے ناواقف ہو وہ کرواہی نہ دے گھر کے کام۔ فیضان یہ کہتے ہنسا اور ویسے بھی میں تھک گیا تھا اس لئے گھر دیکھنے نکل گیا پر یہاں پر انکو دیکھا تو آ گیا۔

ویسے آفرین ہے تم پر بھی اتنی خوبصورت بیوی ہوتے تم اُس سے کام کرواتے ہو۔ ارے ہاتھ دیکھو انکا اتنا جلا ہوا ہے اور پھر بھی یہ کام کر رہیں ہیں۔

کب جلا تھا آپکا ہاتھ اور آپ ڈاکٹر کے پاس گئیں تھی۔ فیضان اب ردا سے مخاطب ہوا۔

کچھ دن پہلے چائے بناتے ہوئے جل گیا تھا۔ ردا نے زخمی نظروں سے بازل کی طرف دیکھتے کہا۔

بازل اپنی جگہ شرمسار ہوا تھا۔

اچھا اپنے ان خوبصورت ہاتھوں کا خیال رکھا کریں۔ چلیں میں مشال اور باقی سب کو کھانے کے لئے بلا لاؤں۔ فیضان نے کہا اور ڈرائینگ روم کی جانب بڑھ گیا۔

بازل کو نا جانے کیوں فیضان کے ردا کے ہاتھوں کو خوبصورت کہنے پر غصہ آیا تھا۔ پر وہ خاموشی سے ڈائینگ ٹیبل پر آ بیٹھا۔

فیضان کھانے کے دوران زیادہ تر چیزیں ردا سے مانگتا اور ردا اُسے چیزیں پیش کر دیتی۔ بازل کو ردا پر بے حد غصہ آ رہا تھا۔ وہ کیوں فیضان کے کام کر رہی ہے۔ بازل خود نہیں سمجھ پا رہا تھا اُسے اتنا غصہ کیوں آ رہا ہے۔ وہ تو ردا کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا پھر کیوں وہ ردا کی توجہ کسی اور کے لئے برداشت نہیں کر پا رہا۔

مشال بازل کو کھانا دے رہی تھی پر اسکی نگاہیں تو ردا اور فیضان پر ہی جم گیئں تھی۔

بازل نے سر جھٹکا اور کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

* _____ *

زویا گھر آنے کے بعد خاموش تھی۔زویا کی خاموشی سب نے نوٹ کی تھی۔زویا اور خاموش رہے یہ ہو نہیں سکتا تھا۔

زارا بیگم زویا کے کمرے میں آئی تو زویا بیڈ پر بیٹھی کسی غیر مرئی نقطے کو گھورنے میں مصروف تھی۔زارا بیگم اپنی بیٹی کو دیکھ مسکرائیں اسکے پاس آکر بیٹھ گئیں

زویا!زویا نے زارا بیگم کی طرف دیکھا اور پھر اپنا سر انکی گود میں رکھ کر لیٹ گئی۔

کیا ہوا میرے بچے کو زارا بیگم نے زویا کے سر میں انگلیاں چلاتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں ماما زویا نے کمزور آواز میں جواب دیا۔

پھر بھی ایسی کونسی بات ہے جو میری بیٹی آج اتنی خاموش ہے۔

ماما اگر انسان کسی کے ساتھ انجانے میں غلط کر دے تو اسے کیا کرنا چاہیئے۔ زویا نے اداسی بھرے لہجے میں پوچھا۔

زارا بیگم پہلے حیران ہوئیں۔ وہ زویا سے پوچھنا چاہتی تھی کیا ہوا ہے پر زویا کو دیکھ خاموش ہو گئیں۔

بیٹا اس سے معافی مانگ لینی چاہیئے۔ زارا بیگم نے زویا کی پیشانی پر اپنے لب رکھتے کہا۔ وہ جانتی تھی انکی بیٹی پریشان ہے۔

ایک ماں ہی تو ہوتی ہے جو بن کہے اپنے بچے کی کیفیت سمجھ لیتی ہے۔

زویا کچھ دیر ان سے باتیں کرتی رہی پھر زارا بیگم اپنے روم میں آ گئیں۔

* _____ *

السلام علیکم! آنٹی کیسی ہیں آپ حارث نے مسز شرمین سے پوچھا۔

وعلیکم السلام! آج حارث کو آنٹی کی یاد کیسے آ گئی مسز شرمین خفگی سے گویا ہوئیں

نہیں آنٹی ایسی کوئی بات نہیں ہے بس پشاور گیا ہوا تھا اس لئے چکر نہیں لگا سکا۔

آنٹی ویسے روحان نہیں نظر آرہا۔ کہاں ہے وہ؟ حارث نے اِدھر اُدھر نظریں دوڑاتے کہا۔

مجھے کچھ کام تھا روحان سے حارث نے کہا

بیٹا آج یونی میں کچھ ہوا ہے کیا؟ جب سے یونی سے آیا ہے جم میں ہے۔ لگ بھی بہت غصے میں رہا تھا۔ آج تو میرے ساتھ بیٹھا بھی نہیں ہے۔

نہیں آنٹی ایسی کوئی بات نہیں ہے یونی میں تو کچھ نھیں ہوا۔ آپکو پتا تو ہے آنٹی وہ غصہ بہت کرتا ہے۔

حارث نے مسکرانے کی ناکام کوشش کرتے جواب دیا۔

ہاں تم مل لو اس سے اور اس سے کہو کھانا کھالے جب سے آیا ہے بھوکا ہے۔ صبح بھی ناشتہ صحیح سے نہیں کر کے جاتا۔ میری تو سن نہیں رہا شاید تمہاری سن لے۔ مسز شرمین نے کہا

جی آنٹی آپ فکر نہ کریں میں دیکھتا ہوں حارث نے کہا اور جم کی طرف بڑھ گیا۔ مسز شرمین بھی سر ہلاتے اپنے روم کی جانب بڑھ گئیں۔

حارث جم میں داخل ہوا تو روحان کو پش اپس لگاتے پایا۔ حسبِ معمول وہ صرف پینٹ میں ملبوس تھا۔ شرٹ نہ ہونے کی وجہ سے اسکا کثرتی بدن واضح تھا۔ حارث نے اسکے ہاتھوں کو دیکھا جہاں زخم واضح تھے یقیناً اسنے پھر گلوز کے بغیر پنچنگ کی تھی۔

یہاں کیا کر رہا ہے تو؟ اس سے پہلے حارث بولتا روحان بول پڑا۔ لہجہ اجنبیت سے بھرپور تھا۔ پش اپس ہنوز جاری تھے۔

حارث نے لمبا سانس کھینچ کر خود کو پر سکون کیا۔

روحان آنٹی پریشان ہیں۔ حارث نے آہستہ آواز میں کہا وہ جانتا تھا روحان کے اندر کا بیسٹ اس وقت جاگ رہا ہے۔

اوپر سے روحان کی خاموشی اور اسکا ٹھہرا ہوا لہجا حارث کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر رہا تھا۔

حارث یہاں سے جا روحان نے خود کو نارمل کرتے جواب دیا۔

روحان پلیز یار وہ ناسمجھ ہے غلطی ہو گئی اُس سے تو ایسے تو نہ کر۔ حارث نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

روحان نے اب اپنی آنکھیں اٹھا کر حارث کی طرف دیکھا۔

آنکھیں حد درجہ تک سرخ ہو چکی تھیں ایسے جیسے ابھی ان سے خون ٹپکنے لگ جائے گا۔ پش اپس اب رک چکے تھے۔

کیا کہا تو نے روحان نے سرد لہجے میں کہا۔ روحان کا یہ لہجا حارث کو پریشانی میں مبتلا کر چکا تھا۔ روحان چاہے جتنے بھی غصے میں ہوتا اپنے دوستوں سے وہ صحیح طرح بات کرتا تھا۔ پر آج روحان کا لہجہ، انداز سب کچھ بدلہ ہوا تھا۔

روحان غلطی تیری تھی تجھے بھی زویا کو سب کے سامنے ہگ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ حارث نے کہا۔

روحان ملک ہر کام سرِ عام کرتا ہے چاہے وہ دوستی ہو دشمنی ہو یا پھر عشق ہو۔

پر تجھے پتا ہے اس لڑکی نے کیا کیا ہے۔ میرے روحان ملک کے منہ پر تھپڑ مارا۔ روحان ملک جسکو آج تک اسکے باپ نے ہاتھ نہیں لگایا۔ وہ دو کوڑی کی لڑکی اسے سب کے سامنے تھپڑ مار گئی۔ روحان اب کی بار غصے کی شدت سے دھاڑا تھا۔ اسکی دھاڑ اتنی شدید تھی کے باہر کھڑے ملازم تک کانپ اٹھے تھے۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا پر دروازہ کھولا ہونے کی وجہ سے آواز باہر گئی تھی۔

تجھے پتا ہے میں اُسے پسند کرنے لگا تھا۔ اس نے دوستی سے منع کیا تو میں نے اسے شادی کی آفر کی۔ اسنے پھر بھی منع کر دیا میں اپنی انا کو مار کر خاموش ہو گیا۔ اپنے خالص جذبات اُس پر ظاہر کیے۔ پر اب اسنے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔ روحان ملک اسکو چھوڑنے والا نہیں ہے۔

روحان نے کہتے ساتھ پاس پڑے شیشے کے ٹیبل پر پنچ مارا ہاتھ سے خون کے فوارے چھوٹے۔

روحان پلیز تو خود کو تکلیف نہ دے۔ حارث نے اِسے آگے بڑھ کر سمجھانا چاہا۔

رک جا ادھر ہی رک جا۔ روحان نے اب ٹوٹے ہوئے ٹیبل پر ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

حارث نے روحان کو آج سے پہلے اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ خاموشی سے باہر چلا گیا۔

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں زویا۔ میں تمہیں برباد کر دوں گا۔ روحان پنچنگ بیگ پر ایک زوردار پنچ رسید کرتے چیخا۔

* _____ *

حارث پریشان سا گھر کے اندر داخل ہوا۔ سامنے داجی، مورے اور سائرہ کو دیکھ حیران ہوا۔

السلام علیکم! آپ سب یہاں حارث نے حیرانی سے پوچھا

کیوں لالا ہم یہاں نہیں آسکتے سائرہ نے منہ بناتے کہا۔

نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا میں کہہ رہا تھا آپ نے آنے سے پہلے اطلاع نہیں دی۔ حارث داجی سے مخاطب ہوا۔

آپ نے کھانا وغیرہ کھایا کہ لگواؤ حارث نے کہا

نہیں ہم کھا چکے ہیں تم آؤ بیٹھو۔ ہم ایک ضروری کام سے آئے ہیں۔ داجی نے جواب دیا۔ حارث داجی کے بغلگیر ہو گیا۔ حارث کے بیٹھنے پر مورے نے بات شروع کی۔

بچے بات اصل میں یہ ہے کہ ہم ہانیہ کے والدین سے ملنے آئیں ہیں۔ تمہارے سردار بننے کے بعد تمہارے چچا اب رمشا کے رشتے کے لئے زور دے رہے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کے تمہارا نکاح رمشا سے ہو جائے۔ مورے جان نے ساری بات حارث کو بتائی۔

پر میں رمشا سے شادی نہیں کرنا چاہتا اور آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں وہ شہروز خان کے ساتھ سائرہ کا نکاح چاہتے ہیں۔ جسکی سرگرمیوں سے علاقے اور خاندان کا کوئی شخص ناواقف نہیں ہے۔ حارث نے جواب دیا۔

ہم اسی لئے تو آئیں ہیں کہ تمہارے لئے ہانیہ کا رشتہ مانگ لئیں۔ جب نہال خان کو تمہارے رشتے کا علم ہو گا تو وہ خود ہی سائرہ کا رشتہ بھی نہیں مانگے گا۔ داجی نے جواب دیا۔

داجی آپکی بات ٹھیک ہے لیکن ہانیہ ابھی چھوٹی ہے۔ وہ مجھ سے پانچ سال چھوٹی ہے اور ابھی وہ پڑھ بھی رہی ہے۔ حارث نے اپنی پریشانی کی وجہ بتائی۔

تمہاری مورے جان مجھ سے آٹھ سال چھوٹی ہیں۔ داجی نے مسکراتی نظروں سے مورے جان کی طرف دیکھتے کہا۔ مورے جان نے خود کو لاتعلق ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ حارث اور سائرہ ہنس دیے۔ اکثر داجی مورے جان کو یوں ہی تنگ کیا کرتے تھے۔

اور ہانیہ تمہارے ساتھ لاہور ہی رہ لے گی تو وہ جب تک چاہے پڑھ سکتی ہے۔ داجی نے بات مکمل کی۔

ٹھیک ہے داجی پھر کل چلتے ہیں حارث نے جواب دیا۔

داجی نے سر ہلایا۔ اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

* _____ *

ردا بوتیک میں کھڑی ڈریس کے بارے میں ورکرز سے بات کر رہی تھی۔ کسی کے بلانے پر اُسکی طرف متوجہ ہوئی۔

السلام علیکم !ردا کیسی ہیں آپ؟ فیضان کو بوتیک میں دیکھ ردا حیران ہوئی۔

وعلیکم السلام !میں ٹھیک آپ یہاں ردا نے تھوڑی حیرت سے پوچھا۔

جی مجھے ڈریس خریدنا تھا تو سوچا آپ سے اچھا مشورہ اور کوئی نہیں دے سکتا تو ادھر ہی آ گیا۔ فیضان نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

پر میرے خیال سے آپ کی شادی نہیں ہوئی اور یہاں پر لیڈیز ڈریسز ہیں۔ ردا نے تھوڑا ہچکچاتے ہوئے کہا۔

ردا کے محتاط انداز پر مقابل کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

جی جی آپ نے بجا فرمایا میں شادی شدہ نہیں ہوں مجھے کسی کے لئے گفٹ لینا ہے۔ فیضان نے مسکراتے جواب دیا۔

جی اچھا آپ بتائیں آپکو ہیوی، سمپل کس ٹائیپ کا ڈریس چاہئے ردا نے فیضان سے پوچھا۔

جو آپکو بہتر لگے وہ دیکھا دیں۔ فیضان نے جواب دیا۔

آپ آئیں میں آپکو نئی کلیکشن دیکھاتی ہوں ردا نے جواب دیا اور آگے بڑھ گئی فیضان بھی ردا کے پیچھے بڑھ گیا۔

سائز؟ ردا نے سوالیہ نظروں سے فیضان کو دیکھتے کہا۔

امم تقریباً آپکا سائز ہی ہے۔ فیضان نے سیریس انداز میں کہا اور ایک گولڈن رنگ کا ہینگ کیا ہوا سوٹ نکالا سادہ سا ڈریس تھا گلے پر گولڈن اور بلڈ ریڈ کے سٹونز کا کام ہوا تھا۔ ساتھ بلیڈ ریڈ ہی ڈوپٹا تھا۔

یہ پیار الگ رہا ہے۔ فیضان نے ستائشی نظروں سے سوٹ کو دیکھتے کہا۔ ردا دل میں فیضان کی پسند کو داد دیے بنا نہ رہ سکی سوٹ واقع ہی بہت نائیس تھا۔

ردا مجھے آپ سے ایک فیور چاہیے۔ فیضان نے ردا کی طرف دیکھتے کہا۔

ردا نے سوالیہ نظروں سے فیضان کی طرف دیکھا

آپ یہ ڈریس پہن سکتی ہیں؟ پلیز انکار مت کیجئے گا میں نے جن کے لئے لینا ہے وہ بھی بالکل آپکی طرح سمارٹ سی ہیں۔ مجھے کچھ آئیڈیا نہیں ہے لڑکیوں کی شاپنگ کا میں دیکھنا چاہتا ہوں کیسا لگے گا یہ ڈریس اُن پر فیضان نے فوراً وضاحت دی۔

پر میں، میں کیسے پہن سکتی ہوں۔ ردا نے حیران ہوتے کہا۔

پلیز انکار مت کریں فیضان التجائیہ لہجے میں گویا ہوا۔

ردا ایکی بار انکار نہ کر سکی اور اسکے ہاتھ سے ڈریس لے کر چینجنگ روم کی جانب بڑھ گئی۔ زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے فیضان کے لبوں کا احاطہ کیا۔ وہ کھل کر مسکرایا۔

کچھ منٹ بعد ردا فیضان کا پسند کیا ہوا سوٹ زیب تن کئے اسکے سامنے تھی۔ فیضان مبہوت سا اس نیلی آنکھوں والی کانچ سی گڑیا کو دیکھے گیا۔ ردا کو کسی بھی سہنگار کی ضرورت نہ تھی وہ سادگی میں بھی غضب ڈھا رہی تھی۔ سر پر اچھے سے ڈوپٹا جمایا گیا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا سوٹ کی قیمت ردا کے پہننے کے بعد بڑھ گئی ہو۔

پرفیکٹ! فیضان نے خوش ہوتے کہا۔ یہ فائینل ہے آپ بس یہ پیک کروادیں۔ فیضان نے کہا اور مڑ گیا۔

ردا نے سوٹ پیک کروا کر فیضان کی طرف بڑھایا۔ پیمنٹ کرتے وقت فیضان ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا پڑا۔

اب وہ ردا کی طرف مڑا۔

اپنی جیب سے ایک عدد کارڈ اور لال ڈبی نکالی اور سوٹ کے سمیت ردا کی طرف بڑھا دیا۔

ردا ہونکوں کی طرح اسکی کاروائی دیکھ رہی تھی۔ اسکی سمجھ سے ساری چیزیں باہر تھیں۔

یہ کیا؟ ردا بس اتنا ہی بولی۔

ہیپی برتھ ڈے ردا۔ فیضان نے کہا اور ردا کو کچھ بولنے کا موقع دیے بغیر باہر نکل گیا۔

ایکسکیوز می رکیں ردا فوراً باہر بھاگی پر فیضان گاڑی کو بھاگا لے جا چکا تھا۔

انھیں کیسے پتا چلا میری برتھ ڈے ہے آج ردا خود سے بڑبڑائی۔

بوتیک میں جا کر کارڈ کھولا۔

"میں جانتا ہوں آپ سوچ رہی ہوں گی آپکی برتھ ڈے کا مجھے کیسے پتا چلا۔ تو وہ آپکی فیسبک پروفائل سے پتا چلا ہے۔ آپ ایک دوست کی حیثیت سے میرا دیا ہوا ادنیٰ سا تحفہ قبول کریں۔ یقین مانیں یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہو گی۔ آگے ایک چھوٹا سا سمائل فیس ایموجی تھا"

ردا نے کارڈ بند کر کے ڈبی کھولی۔ ایک خوبصورت بریسلٹ ڈبی میں پڑا جگمگا رہا تھا۔ اُسکی چمکاہٹ اسکے کافی مہنگے ہونے کا پتا دے رہی تھی۔

فیضان آپ نے بے شک یہ بہت خلوص سے دیا ہے لیکن میں قبول نہیں کر سکتی۔ ردا نے کارکی اور فیضان کی دی ہوئی چیزیں اٹھائیں اور گھر لے لئے نکل گئی۔

ردا پریشان تھی کہ وہ اب فیضان کو یہ چیزیں کیسے واپس کرے۔ اسکے پاس فیضان کا نمبر گھر کا پتا کچھ بھی تو نہ تھا۔ اور مشال سے وہ کیا کہہ کر اُسکے بھائی کا نمبر مانگتی۔ وہ اصل میں فیضان کی حرکت سے پریشان ہو چکی تھی۔

گھر جا کر اسنے اپنا موبائل چیک کیا جہاں ہانیہ، زویا، ہانیہ، خالہ اور ماما کے میسج آئے ہوئے تھے۔ آج اسکی برتھ ڈے تھی اور یہ بات زندگی الجھنوں میں الجھ کر وہ بھول چکی تھی۔

اسنے اپنے مومی پاؤں کو سینڈل سے آزاد کیا اور بیڈ پر لیٹ گئی۔

کیا ہوتا اگر اسکا ستمگر بھی اُسے وش کر دیتا۔ بازل تحفے کی تمنا تو مجھے شروع سے نہیں رہی۔ بس اِس بات کا انتظار ہمیشہ کرتی آئی ہوں کے آپ مجھے وش کر دیں۔

آنسو ٹوٹ کر ردا کی آنکھ سے تکیے میں جذب ہوئے۔

آپکو مجھ پر رحم نہیں آتا بازل تو تھوڑا سا مجھ پر ترس ہی کر لئیں۔ میں مر رہی ہوں اندر ہی اندر ختم ہو رہی ہوں۔

میرے عشق کو میری سزا نا بنائیں۔ ردا تصور میں بازل سے مخاطب تھی۔ اسکی ہچکیاں بند چکیں تھیں۔ آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔

ایک بار صرف ایک بار مجھ سے پیار سے بات کر لئیں ردا مرنے سے پہلے آپکے لہجے کی مٹھاس کو محسوس کرنا چاہتی ہے جو صرف مشال کے لئے ہے۔ نا جانے کب میری یہ خواہش پوری ہو گی۔

ردا نے بے بسی سے سوچا اور آنکھیں بند کر لی۔ پر کون جانتا تھا یہ عشق اُسے اپنے سے ہی نفرت کرنے پر مجبور کر دے گا۔ ردا کو اپنی ہی نظروں میں گرا دے گا۔

ایک اور دن بازل کی بے رخی سہتے تڑپتے ہوئے گزر گیا۔

ہم نے ہر شام یہی سوچا

عمر گزری کہ دن گزرا.....

_____

زویا اور ہانیہ کلاس روم میں بیٹھی تھی۔اُس دن کے واقعے کے بعد زویا کو چپ لگ گئی تھی۔ہانیہ زویا کو خاموش دیکھ مخاطب ہوئی۔

زویا کب تک چپ کا روزہ رکھنا ہے؟

زویا نے سوگوار سی آنکھیں اُٹھا کر ہانیہ کی جانب دیکھا

ہانیہ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔مجھے روحان کو ایٹ لیسٹ سب کے سامنے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔وہ مجھ سے بڑے ہیں بازل بھائی جتنے اور میں نے اُن کو تھپڑ مار دیا۔

ہاں زویا تمہیں واقعے ہی روحان بھائی کو تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا ہانیہ نے زویا کی بات کی تاکید کی۔

ہانیہ مجھے اُن سے ڈر لگ رہا ہے وہ بہت غصے میں تھے۔زویا نے کہتے ساتھ اپنا سر ہاتھوں میں گرا لیا۔

زویا تم ٹینشن نہ لو تم روحان بھائی سے معافی مانگ لینا۔ہانیہ نے زویا کی ٹینشن کم کرنی چاہی۔

ہاں میں خود معافی مانگنا چاہتی ہوں پر روحان دو دن سے یونی ہی نہیں آ رہے۔زویا نے پریشان صورت بناتے کہا۔

اچھا چلو چھوڑو آؤ کیفے ٹیریا چلتے ہیں۔ہانیہ نے کہا اور وہ دونوں بیگ پکڑے باہر کی جانب بڑھ گئیں۔

ہانیہ جوس پینے میں مصروف تھی اور زویا اپنی پسندیدہ چیز بلیک کافی سے انصاف کر رہی تھی جب عمار زویا کو اِس جانب آتا دیکھائی دیا۔

کیا میں آپ دونوں کو جوائن کر سکتا ہوں عمار نے کہا زویا خاموش رہی

ہانیہ نے سر ہلایا عمار ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ چکا تھا اور اُن دونوں سے باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا۔

زویا آج زیادہ بول نہیں رہی تھی بس ہوں ہاں میں جواب دے رہی تھی۔ عمار کی نظریں بار بار بھٹک کر زویا کی طرف جا رہی تھی۔

حجاب میں چھپا اداس سا چہرہ عمار کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ کچھ وقت بعد زویا اور ہانیہ خدا حافظ کہتی چلی گئیں۔

بس کچھ دن اور زویا پھر روحان ملک اِس بار ایسی ہار کا سامنا کرے گا کہ اسکی روح تک کانپ جائے گی۔

اب مجھ سے بھی اچھے بننے کا اور ناٹک نہیں ہو رہا۔ کیا کروں تم خوبصورت ہی اتنی ہو۔ میں خود کو اِس سے زیادہ کنٹرول نہیں کر سکتا۔ عمار نے دل میں سوچا۔

_____

ہانیہ اور زویا گھر پہنچی تو ڈرائینگ روم سے نکلتے حارث، سائرہ کے ساتھ انکے والدین کو نکلتے دیکھا زویا اور ہانیہ حیرانی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔

ہانیہ کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئیں۔ شازیہ بیگم کی نظر جب ہانیہ اور زویا پر پڑی تو انھوں نے دونوں کا تعارف کروایا۔

زویا اور ہانیہ نے سلام کیا۔ داجی اور مورے نے سلام کا جواب دیا۔ مورے جان نے ہانیہ کو اپنے پاس بلایا اور اسکا ماتھا چوما۔

ماشاءاللہ! میری بچی تو بہت پیاری ہے۔

ہانیہ نے حارث کی طرف دیکھا جو مسکراتی آنکھوں میں شرارت لیئے اُسکی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ اسکی گرے آنکھیں کسی جذبے کے تحت چمک رہی تھی۔ ہانیہ نے سٹپٹا کر دوسری طرف دیکھا۔

اچھا اب ہم چلتے ہیں اگلی دفع آئیں گے تو اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر جائیں گے۔ مورے جان نے کہا۔

امید ہے ہمیں مثبت جواب ملے گا مورے نے کہا اور شازیہ بیگم اور زارا بیگم سے ملتی باہر چلی گئیں۔

ہانیہ نے شاکی نظروں سے حارث کی جانب دیکھا حارث نے بڑی مشکل سے ہانیہ کی شکل دیکھتے اپنے امڈنے والے قہقہہ کو روکا اور داجی کے ساتھ باہر کی جانب بڑھ گیا۔

ہانیہ نے اب اڑی رنگت کے ساتھ شازیہ بیگم کی طرف دیکھا انھوں نے سر اثبات میں ہلایا۔

خدا حافظ بھابھی پھر ملیں گے۔سائرہ ہانیہ کے گلے لگتی شرارت سے بولی اور باہر کی جانب بڑھ گئی۔

ہانیہ ابھی تک شاک سٹیٹ میں کھڑی تھی۔ہانیہ کی حالت دیکھ زویا کی شرارتی رگ پھڑ پھڑائی

سردارنی صاحبہ اب اندر چلیں کے آج ہی سردار صاحب کے ساتھ جانے کے ارادے ہیں۔زویا نے شرارت سے کہا۔

چپ کرو زویا خبر دار جو مجھے ایسے کسی لقب سے بلایا خون پی جاؤں گی میں تمہارا۔ہانیہ نے چڑتے ہوئے کہا

جانِ من خون تو اب تم اپنے سردار کا پینا۔ مجھ معصوم کو کیوں قتل کرنے کا ارادہ ہے۔زویا نے کہا۔

بنورے بنو میری چلی سسرال کو

اکھیوں میں پانی دے گئی

دعا میں میٹھی گڑ دھانی لے گئی

ہائے ے ے ۔۔۔

زویا گنگناتے ہوئے اندر کی جانب بڑھی ۔ ہانیہ نے غصے سے سرخ پڑتے پاس پڑے گلدان سے پھول نکال کر زویا کی طرف پھینکے۔

ادھر آؤ زویا کی بچی تمہیں میں بتاتی ہوں ہانیہ نے تپ کر کہا۔

ارے جانی بچیاں تو اب تمہاری ہوں گی۔ اور میں خالہ بنوں گی۔ زویا نے بتیسی کی نمائش کرتے کہا اور اپنے کمرے دوڑ لگا کر دروازہ بند کر لیا۔

وہ جانتی تھی ہانیہ نے ابکی بار پھول نہیں گلدستہ اسکے سر میں مارنا ہے۔ پیچھے ہانیہ دانت کچکچاتی کلس کر رہ گئی۔

_____

رات کو ہانیہ پڑھائی میں مصروف تھی۔ جب دروازہ کھولے ماجد صاحب اور شازیہ بیگم کمرے میں داخل ہوئے۔ ہانیہ نے انھیں دیکھ کتابیں بند کئیں اور مسکرا دی۔

کیا کر رہی ہے میری بیٹی ماجد صاحب نے ہانیہ کے سر پر پیار دیتے کہا۔

کچھ نہیں بابا جان بس پڑھ رہی تھی۔ آپ لوگ آئیں بیٹھیں۔ ہانیہ نے جواب دیا

بیٹا ہم آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنے آئے ہیں۔ شازیہ بیگم نے کہا

جی ماما بتائیں ہانیہ نے ادب سے جواب دیا۔

بیٹا سائرہ کے بھائی حارث خان کا رشتہ آیا ہے تمہارے لئے۔ مجھے اور تمہارے بابا کو رشتے میں کوئی برائی نظر نہیں آئی۔ ہانیہ کا رنگ ایک دم پیلا پڑا۔

بلکہ ہمیں اپنی بیٹی کی قسمت پر رشک ہے اتنے اونچے گھرانے سے میری گڑیا کا رشتہ آیا ہے۔ ہم ایک بار آپکی رائے پوچھنا چاہتے ہیں۔

ایک کے بعد ایک آنسو ہانیہ کی آنکھوں سے بہنے لگا۔ شازیہ بیگم اور ماجد صاحب یکدم بوکھلائے۔

ارے کیا ہوا ہے میری ڈول کو ماجد صاحب نے ہانیہ کو اپنے سینے سے لگاتے پوچھا۔

میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی مجھے ابھی پڑھنا ہے۔ہانیہ یہ بتانے سے قاصر تھی کہ اُسے سردار حارث خان سے خوف آتا ہے۔اسکا جنونی انداز ہانیہ کے لئے تکلیف کا باعث بنتا ہے سو اُس نے پڑھائی کا بہانا بنایا۔

ہانیہ بیٹا اِس میں رونے کی کیا بات ہے۔ہم کونسا کل ہی آپکی شادی کرنے لگے ہیں۔ہم وہی کریں گے جو ہماری بیٹی کہے گی۔ماجد صاحب نے آرام سے کہا۔

ہانیہ نے بے یقینی سے ماجد صاحب کے سینے سے سر اٹھا کر انھیں دیکھا۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں۔اُس نے تصدیق چاہی۔

ہاں بئ جو ہماری بیٹی کہے گی وہی کریں گے ہم۔

میں نے شادی نہیں کرنی ابھی میں نے ابھی اپنی ڈگری کمپلیٹ کرنی ہے۔ہانیہ نے چمکتی آنکھوں سے کہا۔

ٹھیک ہے چلو اب ہم چلتے ہیں آپ پڑھو شازیہ بیگم نے کہا اور ماجد صاحب اور شازیہ بیگم کمرے سے باہر نکل گ ئے۔

ماجد آپکو نہیں لگتا حارث کا رشتہ بہت اچھا ہے ہماری ہانیہ کے ل ئے وہ ابھی بچی ہے نادانی میں کہہ رہی ہے اور رہی بات تعلیم کی تو وہ شادی کے بعد بھی ہانیہ کو پڑھانے کے ل ئے تیار ہیں۔

بیگم میں نے محسوس کیا ہے ہانیہ کے چہرے پر حارث کا نام سن کر ڈر واضح تھا۔زندگی اسنے گزارنی ہے ہم اسکے فیصلے کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔

اور شادی ایک بہت بڑی زمہ داری ہے۔حارث کوئی عام انسان نہیں ہے۔ایک سردار ہے اگر ہانیہ کی شادی حارث سے ہوتی ہے تو وہ کسی عام شخص کی نہیں ایک سردار کی بیوی بنے گی۔

اس پر عام لڑکی سے ذیادہ زمہ داریاں ہوں گی۔ہماری بچی اِس سب کے لئے ابھی چھوٹی ہے۔ ماجد صاحب نے شازیہ بیگم کو وہ باتیں سمجھائی جو انکے دماغ میں چل رہی تھی۔

کہہ تو آپ ٹھیک رہے ہیں۔میں کل ہی انکو فون کر کے انکار کروں گی یہ ناہو ہماری خاموشی کو وہ ہاں سمجھ لئیں۔ شازیہ بیگم نے کہا۔

جی بیگم یہی مناسب ہے ہماری بچی کے لئے۔ ماجد صاحب نے کہا اور سونے کے لئے آنکھیں موند لیں۔

* *

پر شازیہ بہن انکار کی کوئی وجہ؟

مورے جان نے شازیہ بیگم سے فون پر بات کرتے کہا۔سائرہ نے پاس بیٹھے اپنے بھائی کو دیکھا جو پر سکون رہنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

جی بس ابھی ہانیہ شادی کے لئے تیار نہیں ہے۔

شازیہ بیگم کو انکار کرتے بہت برا لگ رہا تھا لڑکے میں کوئی بھی تو برائی نہ تھی۔بلکہ وہ تو کسی بھی لڑکی کا خواب ہو سکتا تھا۔

چلیں ٹھیک ہے پھر بات ہوتی ہے۔مورے جان نے کہا اور فون بند کر دیا۔

حارث نے سوالیہ نظروں سے مورے جان کی طرف دیکھا داجی بھی مورے جان کے بات کرنے کے منتظر تھے۔

ہانیہ نے رشتے سے انکار کر دیا ہے وہ ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ مورے جان نے بتایا۔

مورے آپ کچھ دن بعد ایک بار پھر ان سے بات کرنا۔ اِس بار ہانیہ انکار نہیں کرے گی۔ حارث نے کہا اور کسی کی سنے بغیر یونی کے لئے نکل گیا۔

دیکھ رہے ہیں اپنے سپوت کو یقیناً ہانیہ کو کچھ کہے گا مجھے لگتا ہے اُس بچی نے بھی اِس کی وجہ سے انکار کیا ہے۔ مورے جان نے داجی سے کہا تھا۔

* *

آج ردا کی طبعیت صبح سے ہی خراب تھی اِس لئے وہ بوتیک بھی نہیں گئی تھی۔ ردا لاؤنج میں صوفے کی پشت کے ساتھ سر ٹکا کر بیٹھی تھی۔ مشال صبح ہی اپنے میکے چلی گئی تھی۔

ردا! بازل نے ردا کو پکارا

ردا نے اپنی سرخ آنکھوں کو بامشکل کھولتے بازل کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

میں کچھ کام سے باہر جارہا ہوں کچھ دیر تک آجاؤں گا۔ ڈور لاک رکھنا مشال بھی گھر پر نہیں ہے۔

ردا نے اپنی بند ہوئی آنکھوں کو بامشکل کھولتے سر اثبات میں ہلایا اور واپس صوفے پر ٹکا دیا۔

بازل کو ردا کی طبعیت خراب لگی لیکن وہ سر جھٹک کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

ردا نے دوائی کھائی اور صوفے پر ہی لیٹ گئی ابھی اُسکی آنکھ لگے کچھ ٹائم ہی ہوئے تھے کہ گھنٹی کی آواز نے سے وہ اٹھ بیٹھی۔

اپنے گھومتے سر کو بامشکل سمبھالتی اٹھی اور دروازہ کھولا تو دروازے میں فیضان کو کھڑے دیکھا۔

السلام علیکم! کیسی ہیں آپ فیضان نے کہا۔

میں ٹھیک آپ اِس وقت یہاں ردا نے خود کو ہوش میں رکھنے کی کوشش کرتے کہا

جی آپ مشال کو بلا دیں اسنے صبح میسج کیا تھا مجھے کہ واپسی پر اسکو لیتا ہوا گھر جاؤں۔ فیضان نے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

بازل آج گھر پر تھے وہ صبح بازل کے ساتھ چلی گئی ہے۔ردا نے اٹک اٹک کر بات مکمل کی اور سر تھام لیا۔

ردا آپ ٹھیک تو ہیں فیضان کو ردا کی حالت دیکھ تشویش ہوئی۔ فیضان آگے کچھ بولتا کہ ردا کا وجود ڈھیلا پڑ گیا۔اِس سے پہلے ردا زمین بوس ہوتی فیضان نے اُسے اپنی باہوں میں تھام لیا۔

ردا یو آر آل رائیٹ فیضان نے اسکے گال تھپتھپاتے کہا مگر بے سود ردا اب بھی حوش و حواس سے بیگانہ تھی۔

فیضان نے اُسے اپنی باہوں کے حصار میں لیا اور لاؤنج میں لا کر صوفے پر لٹا دیا۔کچن سے پانی سے بھرا گلاس لا کر ردا کے چہرے پر پانی کے چھینٹے پھینکے۔

فیضان تھوڑا سا اُس پر جھکے ردا کو حوش میں لانے کے لئے اُسکے گال تھپتھپانے لگا۔ کچھ سیکنڈز بعد ردا نے آنکھیں کھولیں۔ وہ اپنے اوپر جھکے فیضان کو اجنبی نظروں سے دیکھنے لگی۔ وہ اب بھی مکمل طور پر اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟؟؟

بازل جو گھر کا دروازہ کھولا دیکھ فوراً اندر آیا تھا فیضان کو ردا کے اوپر جھکے غصے کی شدت سے دھاڑا۔

بازل کی دھاڑ سن کر فیضان سیدھا ہوا۔ فیضان کچھ کہتا کہ بازل خطرناک تیور لئے ردا کی طرف بڑھا اور اُسے بالوں سے جکڑ کر کھڑا کیا ردا جو پہلے ہی بخار میں تپ رہی تھی۔ بازل کی مضبوط پکڑ پر سسک اٹھی۔ زبان بولنے سے قاصر تھی۔ ٹانگیں ساتھ دینے سے انکاری تھی۔ آنکھیں بند ہو رہیں تھی۔

کیا گل کھلا رہی ہو میرے گھر میں۔

بازل چیخا ردا نے کچھ بولنا چاہا مگر بے سود۔ بازل کی پکڑ سے سر میں شدید ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔ بے بسی سے ردا کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ ردا کی کانچ جیسی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے دیکھ فیضان نے بھسم کر دینے والے انداز سے بازل کو گھورا۔

ردا کا کچھ نہ بولنا بازل کو تپش دلا گیا۔ بازل نے فیضان کی پرواہ کیۓ بغیر اپنا ہاتھ ردا کو تھپڑ مارنے کے لیۓ فضا میں بلند کیا۔

فیضان جو کب سے ضبط کے ساتھ کھڑا بازل کی گھٹیا باتیں سن رہا تھا۔ ردا کے ساتھ بازل کا سخت رویہ دیکھ رہا تھا۔ بازل کے ہاتھ اٹھانے پر اسکی برداشت ختم ہوئی۔

اِس سے پہلے بازل کا بھاری ہاتھ ردا کے گال کو سرخ کرتا۔ فیضان نے بازل کا ہاتھ ہوا میں ہی روک کر دور جھٹکا۔ بازل نے کھا جانے والی نظروں سے فیضان کی طرف دیکھا۔

بس بہت ہوا بازل اب دھاڑنے کی باری فیضان کی تھی۔ میں تمہیں ایک ایجوکیٹیڈ، ویل مینرڈ انسان سمجھتا تھا پر آج پتا چلا ہے تم دوسرے مردوں کی طرح ٹیپیکل سوچ کے مالک ہی ہو۔ فیضان نے تنفر سے کہا۔

بیوی پر حق جمانا تو تم جیسوں کو خوب آتا ہے پر انکا خیال رکھنا تم لوگ نہیں جانتے۔

یہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے تم بیچ میں نا پڑو فیضان۔ بازل نے سرد لہجے میں فیضان سے کہا۔

کونسی بیوی بازل؟ مجھے نہیں لگتا تم اسے اپنی بیوی سمجھتے ہو۔ ہاں پر کام کرنے والی نوکرانی یہ اپنی غلام ضرور سمجھتے ہو۔

تم کیا سمجھتے ہو ردا کے ساتھ تمہارا رویہ سب سے چھپا ہوا ہے۔ کیا کسی کو ردا کی آنکھوں میں تکلیف نظر نہیں آتی۔ تمہارے رویے میں ردا کے لئے بیزاریت اور نفرت تو میں اُسی دن محسوس کر چکا تھا جب میں امی کے ساتھ تمہارے گھر آیا تھا۔

تم نہیں سمجھتے اِسے اپنی بیوی تو کم سے کم کزن تو سمجھو۔وہ بھی انسان ہے۔تم مجھے یہ بتاؤ کونسی بیوی میں اتنا حوصلہ ہوتا ہے کہ اپنے شوہر کا خود نکاح کروائے۔

مجھے بتاؤ بازل کیا کوئی بیوی اپنے شوہر کی خوشی کو اتنا عزیز رکھتی ہے۔

بازل کی زبان کو قفل لگے تھے۔فیضان سہی ہی تو کہہ رہا تھا

بے شک مشال میری بہن ہے لیکن وہ تم سے اتنی محبت کبھی بھی نہیں کر سکتی جتنی محبت میں نے ردا کی آنکھوں میں تمھارے لئے دیکھی ہے۔خوش قسمت ہو تم جو اللہ نے ردا جیسی لڑکی کو تمہاری شریکِ حیات بنایا ہے۔

میں نے ایک غیر ہوتے ہوئے اسکی آنکھوں میں تمہارے لئے خالص جذبات دیکھ لئے اور تم شوہر ہوتے ہوئے بھی اپنے لئے محبت کے جلتے دیپ نا دیکھ سکے۔پر خیر میں بھی کس سے کہہ رہا ہوں جو آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھا ہے۔

مجھے مشال نے میسج کیا تھا اسکو گھر جاتے ہوئے لے جاؤں۔ یہاں آیا تو یہ ناجانے کب کی بخار میں تپ رہی تھی جو بے حوش ہو گئی۔

اسکو حوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب تم نے اپنی چھوٹی سوچ کے مطابق غلط معانی اخذ کیا۔

غلطی تمہاری نہیں ہے اصل میں تم جیسے مرد ہوتے ہی ایسے ہیں۔ خود بیوی کے ہوتے ہوئے بھی کسی اور سے محبت کر لیتے ہیں اور بیوی غلط نا بھی ہو تو اُسکی کردار کشی کرنے کے بہانے ڈھونڈتے ہیں۔

فیضان بولنے پر آیا تو بازل کو شرمندگی کی گہرائیوں میں دھکیل گیا۔ بازل اور فیضان ابھی کوئی اور بات کرتے کہ دھپ کی آواز سے پیچھے کی طرف مڑے۔

ردا جو کب سے خود کو حوش میں رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ ہمت جواب دینے پر لہرا کر زمین بوس ہوئی۔ فیضان اور بازل دونوں ردا کی طرف بڑھے۔

بازل نے فیضان کے پکڑنے سے پہلے ردا کو اپنی باہوں میں اٹھایا اور اُسکے کمرے میں لے گیا۔ فیضان بھی بازل کے پیچھے ہی آ گیا۔

شکریہ فیضان تم جاؤ میں دیکھ لوں گا۔ بازل نے کہا اور ڈاکٹر کو کال ملانے لگا۔ فیضان کو اب اپنا رکنا بے معنی لگا۔ ردا کا شوہر، اُسکا محرم پاس تھا سو وہ خدا حافظ کرتا چلا گیا۔ یہ بات علیدہ تھی وہ ردا کے لئے اپنے دل میں کچھ ایسا محسوس کرتا تھا جو آج سے پہلے کسی اور کے لئے نہیں کیا تھا۔

ڈاکٹر ردا کو چیک کر کے جا چکا تھا۔ ویکنس اور سٹریس کی وجہ سے اسکی طبعیت خراب ہوئی تھی۔

ردا اب دوائیوں کے زیرِ اثر سو رہی تھی۔ بازل بھی ردا کے پاس بیڈ پر بیٹھ گیا۔ بازل کی نگاہ بھٹک کر ردا کے چہرے کی طرف گئی۔ نیلی آنکھوں پر اِس وقت گھنی پلکیں سایہ فگن تھیں۔ چہرے پر معصومیت ہی معصومیت تھی۔ بازل ردا کے آبشار جیسے سنہرے بالوں میں اپنی انگلیاں آہستگی سے چلانے لگا۔ ایک عجیب کشش کے تحت وہ ردا کی طرف کھنچا چلا جا رہا تھا۔

بازل کی نظر ردا کے ہاتھ پر پڑی جہاں جلنے کا زخم مکمل ٹھیک نہ ہوا تھا۔ بازل نے ردا کا ہاتھ تھاما اور اپنے لبوں سے لگا گیا۔ یہ عمل اتنا غیر توقع تھا کہ بازل خود بھی حیران ہو گیا۔ ردا اِس وقت اگر ہوش میں ہوتی تو بازل کی اتنی سی مہربانی پر ہی سجدہ ریز ہو کر خدا کا شکر کرتی۔

پر وہ بازل کی دیوانی اِس وقت ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی تھی۔ بازل کافی دیر تک ردا کے کمرے میں رہا پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا ردا اُسکو اپنے کمرے میں دیکھ کوئی خوش فہمی پالے۔ ردا دوائیوں کے زیرِ اثر تھی اسنے اب شام کو ہی اٹھنا تھا۔

_____

زویا اور ہانیہ یونی کے گیٹ سے باہر نکلیں تو سامنے کھڑے حارث کو دیکھ کر رک گئیں۔

حارث سفید شلوار قمیض، پشاوری چپل پہنے آنکھوں پر چشما پہنے گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ اُسکی گرے آنکھیں چشمے کی وجہ سے چھپی ہوئیں تھی۔

ہانیہ نے حارث کو دیکھ زویا کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔

ریلیکس ہانیہ کچھ نہیں ہوتا تم رشتے سے انکار کر چکی ہو بس ڈرنا نا۔ زویا نے اسے سمجھانا چاہا۔ ہانیہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

چلو آؤ اب چلیں زویا ہانیہ کا ہاتھ پکڑے حارث کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتی آگے بڑھنے لگی۔

مجھے ہانیہ سے کچھ بات کرنی ہے زویا آپ جائیں میں اسکو گھر ڈراپ کر دوں گا۔حارث ان دونوں کے سامنے آتے ہانیہ کو نظر انداز کئے زویا سے مخاطب ہوا۔

ہانیہ نے آنکھوں میں وحشت سموئے حارث خان کی طرف دیکھا پر وہ ہانیہ کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

میں نے نہیں جانا چلو زویا گھر چلیں۔ہانیہ نے کہا اور آگے بڑھنے لگی۔اِس سے پہلے ہانیہ ایک اور قدم بڑھاتی ہانیہ کی کمزور کلائی حارث کی مضبوط گرفت میں تھی۔

آپ جائیں زویا اسکو میں بعد میں ڈراپ کر دوں گا اور گھر بتا دیجئے گا یہ اپنی دوست کی طرف ہے۔

حارث نے کہا اور بنا کوئی بات سنے ہانیہ کو گاڑی میں بیٹھا کر گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

ہانیہ کی کلائی اب بھی حارث کی گرفت میں تھی۔

حارث کہاں لے کر جا رہے ہو گاڑی روکو۔ مجھے نہیں جانا تمہارے ساتھ ہانیہ روتے ہوئے چیخی تھی۔

بکواس بند کرواپنی۔ حارث اسکی آواز سے زیادہ تیز آواز میں دھاڑا۔ ہانیہ ڈر کر اپنی جگہ سے اچھلی۔

ایک قدرے خاموش علاقے میں حارث نے گاڑی روکی۔ اب وہ ہانیہ کی طرف منہ کر کے بیٹھا۔

رشتے سے انکار کی وجہ؟ حارث سرد لہجے میں گویا ہوا۔

اسکا انداز دیکھ ہانیہ کو لگا اسکی روح ابھی پرواز کر جائے گی۔ سنسان علاقہ ، ارد گرد چھائی خاموشی اوپر سے اکیلے حارث کے ساتھ گاڑی میں موجودگی۔ ہانیہ کی جان لبوں پر آ چکی تھی۔ وہ اسِ پاگل شخص سے کوئی بھی توقع کر سکتی تھی۔

م م مجھے گھر جانا ہے۔ہانیہ نے بامشکل کانپتے لہجے میں کہا۔

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔حارث نے پہلے سے بھی زیادہ برفیلے لہجے میں کہا۔

میں آپکو پہلے بھی بہت بار بتا چکی ہوں میں آپ سے شادی نہیں کروں گی۔ہانیہ نے اپنی نم ہوتی آنکھیں حارث کی گرے آنکھوں میں گاڑے کہا۔

اور ہانی جان میں بھی کتنی بار کہہ چکا ہوں تم سردار حارث خان کی ہی بیوی بنو گی۔حارث نے ہانیہ کی کلائی کھینچ اپنی طرف کیا۔

آپکی بیوی بننے سے پہلے میں موت کو گلے لگانا پسند کروں گی۔ہانیہ نے تنفر سے جواب دیا۔

آج نا جانے ہانیہ میں اتنا حوصلہ کہاں سے آ گیا تھا جو وہ حارث خان کے سامنے بول رہی تھی۔

پھر مرنے کے لئے تیار رہو کیونکہ تم میرے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔

تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا مگر کسی اور کے ساتھ شادی کرنے دوں یہ تو نا ممکن ہے ہانی جاا ان ۔حارث نے ہانیہ کی کمر پر گرفت مضبوط کرتے کہا۔

ہانیہ آنکھیں پھاڑے اِس سر پھرے شخص کو دیکھ رہی تھی۔یہ کیسی محبت تھی۔جو اپنی محبوبہ کی جان لینے کے در پر تھا۔

ہانیہ نے اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری اور اپنی ہیزل آنکھوں سے حارث کی گرے آنکھوں میں جھانکا۔حارث کی آنکھوں میں اُسے مذاق کی کوئی رمق نظر نا آئی۔ہانیہ اسکی گرفت سے آزاد ہوتی دور ہو کر بیٹھ گئی۔

حارث نے گاڑی میں رکھی اپنی گن نکالی اور ہانیہ کے سامنے ڈیش بورڈ پر رکھی۔ہانیہ نے چونک کر حارث کی طرف دیکھا۔

فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے ہانی جان مجھ سے شادی کے لئے ہاں یا پھر۔۔۔۔۔ حارث نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

ہانیہ نے گھبرا کر حارث کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا۔

اس وقت حارث پر اسرار مسکراہٹ ہنستے ہوئے ہانیہ کو شدید زہر لگا۔ ہانیہ کا بس نہیں چل رہا تھا وہ کہیں دور چلی جائے۔

کاش یہ اسکا خواب ہو۔وہ کبھی بھی حارث سے ٹکرائی ہی نہ ہو۔بے بسی سے ہانیہ کی آنکھوں سے آنسوں نکلنے لگے۔

اسنے آنکھیں اٹھا کر حارث کو دیکھا شاید یہ مذاق کر رہا ہو۔

پر حارث خان آج اپنی محبت حاصل کرنے کے لئے ظالم بنا بیٹھا تھا۔

ہانیہ دو منٹ ہیں تمہارے پاس حارث نے گن ری لوڈ کرتے ہوئے کہا۔

حا۔۔حار۔۔ حارث یہ کیا کر رہے ہیں۔ہانیہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑیں۔

ہانیہ ایک منٹ ہونے والا ہے۔حارث نہایت سفاکیت سے بولا۔

آ آپ سے اچھا تو وہ عفان ہے۔ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اسنے کبھی مجھے کوئی تکلیف نہیں دی او اور آپ ہمیشہ میری تکلیف کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیشہ مجھے مینٹلی ٹارچر کرتے ہیں۔ محبت ایسی تو نہیں ہوتی۔

ہانیہ نے ہچکیاں بھرتے کہا آنسو گالوں پر بڑی تیزی سے بہہ رہے تھے۔

کاش میں اسکے پرپوزل کے لئے ہاں کر دیتی۔ ہانیہ نے اپنا سر پکڑتے کہا۔

عفان کا نام سن کر حارث کے تن بدن میں آگ لگ چکی تھی۔

ہانیہ اسکی محبت پر، اسکی ذات پر کسی اور کو ترجیح دے رہی تھی۔

حارث نے سرخ ہوتی آنکھوں سے ہانیہ کی طرف دیکھا اور گاڑی سٹارٹ کر دی۔

ہانیہ جو حارث کے کچھ کہنے کی توقع کر رہی تھی حارث کے ایک دم گاڑی سٹارٹ کرنے پر بامشکل اپنے سر کو آگے لگنے سے بچایا۔

حارث گاڑی کی سپیڈ ہلکی کرو ہانیہ چیخی۔

حارث نے جواب دیے بغیر کسی کو کال ملائی اور سپیکر پر ڈال کر موبائل ڈیش بورڈ پر پھینکا۔

حارث پلیز گاڑی آہستہ چلاؤ ہانیہ نے حارث کا بازو پکڑے التجا کی۔ حارث نے ہانیہ کی طرف دیکھا اور اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔

کچھ دیر بعد کال اٹھائی گئی تھی۔

ہاں حارث بول؟

علی بیس منٹ صرف بیس منٹ ہیں تیرے پاس مولوی اور گواہوں کو لے کر فارم ہاؤس پہنچ۔ حارث کا لہجہ غصے سے بھرپور تھا۔

حارث کی بات سن کر ہانیہ کو شدید جھٹکا لگا۔

یار تو مذاق کر رہا ہے نا؟؟ سپیکر سے علی کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

علی میں کچھ بھی سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ روحان لوگوں کو اور مولوی کو لے کر فارم ہاؤس پہنچ۔

حارث اس بار برہمی سے بولا اور کال کاٹ دی۔

دس منٹ کی ریش ڈرائیونگ کرنے کے بعد حارث نے گاڑی ایک فارم ہاؤس کے سامنے روکی۔

ہانیہ راستے میں حارث سے التجا کرتی رہی کہ وہ اُسے گھر چھوڑ آئے پر حارث کان لپیٹے بیٹھا رہا تو ہانیہ نے سر اپنے ہاتھوں میں گرا لیا۔

گاڑی رکنے پر ہانیہ نے نظر اٹھا کر باہر دیکھا۔ ہر طرف سناٹا ہی سناٹا تھا۔ عجیب جنگل بیابان سا علاقہ تھا۔ دور دور تک کوئی ذی روح کا نام و نشان نہ تھا۔ خاموشی اتنی کہ اگر چڑیا بھی پر مارتی تو آواز سنائی دیتی۔

حارث گاڑی کا دروازہ کھولے باہر نکلا۔ اِس سے پہلے حارث ہانیہ کی سائیڈ پر آتا ہانیہ نے دروازہ کھولا اور ایک ہی جست میں باہر کی طرف بھاگی۔

ہانیہ کی حرکت دیکھ مقابل کے لب پر اسرار مسکراہٹ میں ڈھلے۔وہ پر سکون سا گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔

کچھ منٹ بعد ہانیہ دو لوگوں کے ساتھ آتی دیکھائی دی۔حارث مسکرایا۔

السلام علیکم !سائیں ان دونوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

وعلیکم السلام !اِس سے پہلے حارث کچھ بولتا ان میں سے ایک بڑی تیزی سے بولا پتا نہیں سائیں یہ لڑکی کون ہے ہم نے اسے بھاگتے ہوئے دیکھا۔ آپکے دشمنوں کی کوئی چال نا ہو اِس لئے اسے جانے نہیں دیا اور یہیں لے آئے۔

سردار حارث خان کے ہزاروں دشمن تھے جو اسکی طاق لگائے بیٹھے تھے۔ اُسے کبھی بھی نقصان پہنچا سکتے تھے۔

سکیورٹی کے لئے اس نے کچھ گارڈز ادھر بھی رکھے ہوئے تھے۔ جنہیں ہانیہ گھنے درختوں کی وجہ سے نہیں دیکھ پائی تھی۔

یہ میرے ساتھ آئی ہے۔ تم لوگوں کی ہونے والی بیگم صاحبہ ہیں۔یعنی سردار حارث خان کی ہونے والی بیوی۔ حارث نے کہااور ہانیہ کا ہاتھ جکڑا۔

میری جان نے بھاگنے کا شوق پورا کر لیا ہو تو چلیں اندر۔ مولوی آنے والا ہو گا۔ اور ہاں ایک بات یاد رکھنا ہانیہ تم مجھ سے بھاگ کر کہیں نہیں جا سکتی۔ تم جہاں جاؤ گی حارث خان وہاں پہلے ہی موجود ہو گا۔ حارث ہانیہ کو کھینچتے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

* _____ *

ردا کی آنکھ کھلی تو اُس نے کمرے میں نظریں دوڑائیں۔

کمرے میں ہلکی سی روشنی جل رہی تھی۔ ردا نے اٹھنا چاہا پر سر بری طرح سے چکرایا۔ وہ دوبارہ بستر پر گرنے کے انداز میں لیٹ گئی۔

وہ یہاں کیسے آئی وہ تو باہر ہی اپنے حواس کھو چکی تھی۔ وہ سوچنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پر جب کچھ دیر بعد سارا واقعہ اور بازل کے لگائے گئے الزام یاد آئے تو وہ سسک اٹھی۔

سر میں درد تھا مگر اسکو بھوک لگ رہی تھی۔ وہ ہمت کر کے اٹھی اور کمرے سے باہر کا رخ کیا۔

بازل لیپ ٹاپ لئے لاؤنج میں ہی بیٹھا تھا۔ ردا کی طبعیت کو مدِ نظر رکھتے وہ ادھر ہی بیٹھا تھا۔ پر شاید وہ یہ بھول گیا تھا۔ اس نے ردا کو تو ایسا کوئی مان بخشا ہی نہ تھا کہ ردا بے جھجھک ہو کر اپنی ضروریات بازل کو بتاتی۔

وہ لیپ ٹاپ پر آفس کا کام کر رہا تھا۔ جب کلک کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی اسنے کسی خدشے کے تحت ردا کے کمرے کی طرف دیکھا۔

اِس لڑکی کو سوپر ومین بننے کا بڑا شوق چڑھا ہوا ہے۔ اتنی طبعیت خراب ہے پر مجال ہے جو محترمہ کے پاؤں بیڈ پر ٹِک جائیں۔

مجھے نہیں بلا سکتی تھی شوہر ہوں اسکا۔ ابھی بازل کڑھتے ہوئے سوچ ہی رہا تھا کہ ردا نے اپنے سر کو تھاما اور لڑکھڑائی بازل نے دیر کیے بغیر ردا کو اپنی باہوں میں بھرا۔

کیا مسلہ ہے جب پتا ہے طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔ پھر کیوں اٹھی ہو۔ بازل تھوڑی برہمی سے بولا۔

ردا جو اپنی زندگی میں ہونے والے اِس حسین اکتفاد پر نہیں سمبھلی تھی۔ بازل کے اتنے استحاق بھرے لہجے کو سن کر شاک کے مارے بازل کو دیکھنے لگی۔

اب کیا مجھے نظر لگانے کا ارادہ ہے؟ بازل نے آئیبرو اچکائے پوچھا۔

نہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ردا بوکھلائی اور بازل کی باہوں سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی پر بازل نے اسے اور مضبوطی سے تھام لیا۔

خبردار جو اب ہلی۔ بتاؤ کیوں آئی تھی باہر۔ بازل نے آنکھیں نکال ردا کو گھورتے ہوئے کہا۔

وہ مجھے بھوک لگی تھی۔ ردا نے نظریں جھکا کر کہا۔ ردا سے بازل کی دوری نہیں سہی جاتی تھی تو بازل کی قربت اُسکے جان لبوں پر اٹکا چکی تھی۔ بازل کی سرٹ سے اٹھتی مسحور کن پرفیوم کی خوشبو ردا کے حواس سلب کر رہی تھی۔

ہمم! بازل نے کہا اور ردا کو باہوں میں اٹھائے کچن میں لا کر کرسی پر بیٹھا دیا۔

ردا ہونکوں کی طرح بازل کا چہرہ تکنے لگی۔ وہ اپنے ستمگر کی خود پر اتنی نوازشیں دیکھ حیران تھی۔

میں نے کھانا آرڈر کر دیا تھا پر ابھی تک ڈیلور نہیں ہوا۔

ڈیلوری بوائے ٹریفک جام میں پھنسا ہوا ہے۔ تو جب تک کھانا نہیں آتا میں تمہیں سوپ بنا دیتا ہوں۔ بازل دوستانہ انداز میں نرمی کے ساتھ بولا۔ ردا کی آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر آئیں۔

کیا ہوا ہے ردا کیوں رو رہی ہو۔ بازل نے ردا کا ہاتھ نرمی سے پکڑے کہا۔

آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ ردا نے روتے ہوئے پوچھا۔

میں کیا کر رہا ہوں۔ بازل نے انجان بنتے کہا۔

مجھے کچھ دیر اپنی قربت بخش کر بعد میں مجھ سے منہ موڑنا چاہتے ہیں نا؟ تاکہ میں آپکے لئے اور تڑپوں۔ خدا کے لئے بازل یہ طریقہ نا اپنائیں مجھ سے نفرت ظاہر کرنے کے لئے۔ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔ ردا نے نیلی آنکھوں میں آنسوں لئے کہا۔

ردا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ تم میری کزن بھی تو ہو بازل نے کہا۔

اچھا اب رونا بند کرو آگے ہی تمہاری طبعیت نہیں سہی۔ بازل نے کہا اور ردا کے آنسو صاف کرنے لگا۔

بازل کو کنگ سے واقف نہ تھا سو بڑی مشکل سے ردا کے لئے یوٹیوب پر ریسپی دیکھ کہ سوپ بنانے لگا۔

ردا نے بازل کو منع بھی کیا پر جانے کو کنگ کا کونسا بھوت بازل پر سوار تھا جو وہ سن ہی نہیں رہا تھا۔ کچن کا ہال میدانِ جنگ سے کم نہ تھا ردا کنفیوز سی بازل کو دیکھ رہی تھی۔ کچھ گھنٹوں میں ایسا کیا ہو گیا جو بازل کا رویہ اس سے اتنا اچھا ہے۔

بازل!ردا نے بازل کو پکارا

بازل نے ردا کی طرف دیکھا اور ہنکارہ بھرا

آپ بازل ہی ہیں نا؟ آپکی طبعیت تو ٹھیک ہے ؟ردا نے رونی شکل بنا کر پوچھا

نہیں میں ایک جن ہوں۔بازل نے آواز کو خوفناک بنا کر جواب دیا۔

م۔۔مجھ۔۔مجھے لگ رہا تھا آپ بازل نہیں ہیں۔آپ بازل کیسے ہو سکتے ہیں۔بازل میرے ساتھ اتنے پیار سے بات ہی نہیں کر سکتے ردا نے رونی شکل بنا کر کہا۔

ردا کی حالت دیکھ اب بازل اپنا قہقہہ نا روک پایا اور ہنس دیا۔

اوو کم آن ردا میں بازل ہی ہوں۔ بازل کہتے ہوئے سوپ کی جانب متوجہ ہوا۔ بے دھیانی میں بازل نے کسی کپڑے کے بغیر پین پکڑنے کے لئے اُس پر ہاتھ رکھ دیا۔ جلن محسوس کر کے بازل نے ایک دم اپنا ہاتھ پیچھے کیا۔

بازل کی تکلیف پر ردا تڑپ اٹھی تھی۔ وہ سیکنڈ سے پہلے بازل کے پاس پہنچی اور اسکا مضبوط ہاتھ اپنے مومی ہاتھوں میں تھاما۔

کتنا منع کیا تھا میں نے کہ نا کریں۔ اب جلا لیا ہے نہ ہاتھ۔ بازل کے ہاتھ کو پانی کے نیچے کرتی وہ بے ساختہ بولی پر چپ ہو گئی وہ بازل پر ایسا کوئی حق جو نہیں رکھتی تھی۔

بازل کے ذہن میں ایک مہینے پہلے کا منظر لہرایا۔ ردا چیخ رہی تھی اپنا ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی پر بازل نے اسکا ہاتھ نا چھوڑا تھا۔ ردا کے ہاتھ کو جلا کر ہی دم لیا تھا۔

اور یہ لڑکی بازل کی اتنی سی تکلیف پر تڑپ گئی تھی۔ بازل کے دل کو کچھ ہوا۔ اُسنے ردا کے ہاتھ پر نظر ڈالی جہاں جلے ہونے کا نشان اسکے سفید ہاتھ پر واضح تھا۔

بازل زیادہ درد ہو رہی ہے آپکو؟ ردا نے پیلے پڑتے چہرے کے ساتھ بازل سے پوچھا۔ وہ اس وقت اپنی تکلیف بھول چکی تھی۔ یاد تھا تو بس اتنا کہ اسکا بازل اسکا عشق تکلیف میں ہے۔

بازل اب بھی خاموش رہا۔ بازل کو خاموش پا کر ردا نے نظر اٹھا کر بازل کی طرف دیکھا۔ دونوں کی نظر ایک دوسرے سے ٹکرائی۔ بازل ردا کے چہرے کو ٹکٹکی باندھے دیکھنے میں مصروف تھا۔

ردا نے بازل کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

آئی ایم سوری! مجھے آپکی اجازت کے بغیر ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ ردا نے سر جھکا کر کہا۔ بازل کے دیکھنے پر ردا سمجھی بازل کا ہاتھ پکڑنے پر بازل اسے دیکھ رہا ہے۔

بازل کی آنکھوں میں مرچیاں سی بھرنے لگیں۔ بازل نے ردا کا چہرہ اپنے ہاتھ میں تھام کر اوپر کیا اور پیشانی پر عقیدت کے ساتھ اپنا پہلا لمس چھوڑا۔

ردا بازل کی مہربانی پر اپنی جگہ مجمند ہو چکی تھی۔

سوپ بن گیا ہے ردا تم بیٹھو میں لاتا ہوں۔ بازل نے کہا اور سلیپ کی جانب بڑھ گیا۔ ردا ابھی بھی کچھ دیر پہلے ہونے والے نوازش کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔ وہ خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ بازل نے سوپ کا باؤل ردا کے سامنے رکھا۔ ردا خاموشی سے آدھے سے زیادہ سوپ پی چکی تھی۔

سوپ کیا اتنے مزے کا بنا ہے جو یہ اتنے شوق سے پی رہی ہے۔پر میں نے تو پہلی بار ہی بنایا ہے۔ردا کو اتنی رغبت سے سوپ پیتے دیکھ بازل نے سوچا۔

ردا لاؤ مجھے بھی چیک کراؤ بازل نے کہا اور ردا کے سامنے پڑا باؤل اپنی طرف کر لیا۔

بازل نے ابھی ایک چمچ ہی لیا تھا کہ اٹھ کر سنک سے کلی کرنی پڑی۔

ردا تم پاگل ہو دماغ کام کرتا ہے یا نہیں آگے تمہاری طبعیت خراب ہے اوپر سے اتنا نمک والا سوپ پی رہی ہو۔ بازل نے غصے سے ردا کو گھورا۔

ہم عشق کرنے والوں کے پاس دماغ ہوتا کہاں ہے۔اگر ہمارے پاس دماغ ہوتا تو کسی کے عشق میں تھوڑی مبتلا ہوتے۔ویسے بھی میرا دل و دماغ تو آپکے پاس ہے۔

دوسری بات یہ کہ آپکا بنایا ہوا سوپ پی کر اب میں لازمی ٹھیک ہو جاؤں گی۔ ردا نے کہا اور باؤل میں بچا آدھے سے کم سوپ ایک ہی سانس میں پی گئی۔ سوپ کے بعد بنا پانی پیئے وہ بازل کو ایک بار پھر اپنی حرکتوں سے دھچکا دیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

بازل حیرت میں ڈوبا سوچ رہا تھا۔ وہ سوپ جسکا ایک چمچ بازل کے حلق سے نیچے نہیں اتر سکا تھا یہ لڑکی وہ سارا سوپ پی گئی۔

* _____ *

یا اللہ یہ ہانیہ کہاں رہ گئی ہے۔ مجھے حارث بھائی کے ساتھ اسکو نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔ دو گھنٹے ہونے کو ہیں فون بھی آف ہے اسکا۔ زویا کمرے میں اِدھر سے اُدھر چکر لگاتے بڑبڑا رہی تھی۔ گھر میں تو وہ بات سمبھال چکی تھی لیکن اب اُسے ہانیہ کی فکر ہو رہی تھی۔

یا اللہ میں کیا کروں میں کسی کو بتا بھی نہیں سکتی کہ حارث بھائی اُسے لے کر گئے ہیں۔ میرے پاس انکا نمبر بھی نہیں ہے زویا نے بے بسی سے سوچا

نمبر! زویا کے دماغ میں کچھ کلک ہوا۔ عمار کے پاس ہو گا اُن کا نمبر زویا نے کہا اور جلدی سے فون اٹھائے عمار کو میسج کرنے لگی۔

عمار کے بہت زیادہ اصرار پر زویا نے عمار کو اپنا نمبر دیا تھا۔ وہ اکثر اُسے میسج کرتا رہتا پر زویا ہوں ہاں میں جواب دے کر فوراً آف لائن ہو جاتی پر آج وہ عمار کو خود میسج کرنے پر مجبور ہو چکی تھی۔

کچھ سیکنڈز بعد عمار کی کال آنے لگی جو ردا نے بڑی جلدی یس کی۔

عمار مجھے علی بھائی، حارث بھائی اور ذیشان بھائی کا نمبر چاہیئے۔ زویا اپنی عادت کے مطابق نان سٹاپ بولی۔

ارے ارے مس سانس تو لے لیں۔ عمار نے مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا کوئی اور وقت ہوتا تو وہ عمار کے لہجے پر ضرور ٹھٹھکتی۔

نمبر تو میں دے دوں گا پر مجھے کیا ملے گا۔ عمار نے کہا

آپکو کیا چاہیے زویا بس جلدی سے بات ختم کرنا چاہتی تھی۔

آپکے ساتھ ایک کپ کافی۔ عمار نے جواب دیا

تو ٹھیک ہے یونی میں پی لئیں گے۔ زویا نے جواب دیا۔

ارے نہیں اس بار باہر چلیں گے عمار نے اپنے مطلب کی بات کی

اوکے اوکے چلیں گے اب نمبر سینڈ کر دیں زویا نے کہا اور فون بند کر دیا۔

زویا نے میسج کی ٹون پر سکرین کی طرف دیکھا جہاں ان تینوں کے نمبر کے ساتھ روحان کا نمبر بھی تھا۔زویا نے سب کے نمبر سیو کیے ۔ روحان کے نمبر پر مسٹر ایروگینٹ لکھ کر سیو کر دیا اور حارث کو کال ملانے لگی۔پر کال نہیں اٹھائی گئی تو علی کو کال ملائی۔

السلام علیکم !علی بھائی میں زویا بات کر رہی ہوں علی بھائی آپکو حارث بھائی کا پتا ہے وہ کہاں ہیں۔وہ ہانیہ کو اپنے ساتھ لے کر گئے تھے کہہ رہے تھے تھوڑی دیر تک گھر ڈراپ کر جاؤں گا پر ابھی تک ڈراپ نہیں کر کے گئے ۔ زویا نے پریشانی سے بتایا۔

یہ یہ کیا کہہ رہی ہو زویا!حارث ہانیہ کو۔۔۔۔۔۔۔

زویا کا نام سن کر ڈرائیونگ کرتے ہوئے روحان کے کان کھڑے ہو چکے تھے۔

اومائی گاڈ علی کے منہ سے سرگوشی نما نکلا اچھا زویا آپ پریشان مت ہو میں پتا کرتا ہوں۔ علی نے کہا اور فون رکھ دیا۔ ذیشان اور روحان نے سوالیہ نظروں سے علی کی طرف دیکھا۔

حارث ہانیہ کو لے کر گیا ہے۔ وہ بھی زبردستی کیونکہ وہ زویا کو یہ کہہ کر گیا تھا کہ تھوڑی دیر تک ہانیہ کو گھر ڈراپ کر دے گا۔ علی نے سب کے سر پر دھماکہ کیا۔

* _____ *

حارث میرا ہاتھ چھوڑ دیں ہانیہ مسلسل اسکی منتیں کر رہی تھی۔

پر حارث پر ہانیہ کا چیخنا چلانا منتیں کرنا کچھ بھی اثر انداز نہیں ہو رہا تھا۔ وہ اسے کھینچتا ہوا اندر لے گیا ایک کمرے کے سامنے رک کر حارث نے دروازہ کھلا اور ہانیہ کو دھکا دیا۔ ہانیہ پلٹ کر دروازے کی طرف بڑھی پر حارث دروازہ بند کر چکا تھا۔

حارث پلیز دروازہ کھولو مجھے جانے دو ہانیہ مسلسل دروازے کو پیٹ رہی تھی۔

حارث دوسرے روم میں گیا اور واشروم میں جا کر منہ دھونے لگا۔ حارث کو اپنا عکس آئینے میں نظر آیا۔

حارث خان تمہاری یہ تربیت تو نہیں ہے۔ کہ تم ایک کمزور لڑکی کے ساتھ زبردستی نکاح کرو۔ حارث کے ضمیر نے اُسے غیرت دلانے کی کوشش کی۔

نہیں نہیں میں کچھ غلط نہیں کر رہا میں نے اسکے گھر رشتا بھیجا تھا وہ نہیں مانی اور ویسے بھی محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے۔ حارث نے خود کو دلاسہ دینا چاہا۔

اسکا ضمیر ابھی کچھ اور کہتا وہ فوراً واشروم سے باہر نکل کر ہانیہ کے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ آج کسی بھی حال میں ہانیہ کو اپنا بنانا چاہتا تھا۔ ہمیشہ کے لئے وہ اسے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا تھا۔

ہانیہ اسے بیڈ کے ساتھ پشت لگائے گھٹنوں میں سر دیے زمین پر بیٹھی سسکتی ہوئی نظر آئی۔ حارث قدم بہ قدم اسکی طرف بڑھا۔

قدموں کی چاپ سن کر ہانیہ کا دل بند ہونے کو تھا۔ وہ آنے والی شخصیت کو اچھی طرح جانتی تھی۔ حارث اسکے سامنے آکر بیٹھا۔ اسکے پاس بیٹھنے سے ہانیہ مزید خود میں گھسی۔

ہانی! حارث نے نرمی سے پکارا

حارث پلیز مجھے جانے دو۔ میں آئندہ کبھی بھی عفان کا نام اپنی زبان پر نہیں لاؤں گی۔ پر میرے ساتھ ایسے نہ کرو۔

میں میں رشتے کے لئے بھی راضی ہوں میں رشتے سے انکار نہیں کروں گی تم جس دن۔۔۔۔۔

آپ بولو ہانیہ۔حارث نے ٹوکا۔

آ۔۔۔آپ جس دن کہیں گے میں اُسی دن آپ سے سب کے سامنے نکاح کر لوں گی۔

ہانیہ میں نے تمہیں پہلے ہی وارن کیا تھا۔پر تمہیں میری بات سیدھی طرح سمجھ نہیں آتی۔

اب یہ رونا دھونا بند کرو نکاح تو ہمارا آج ہی ہو گا۔حارث نے اٹل لہجے میں کہا۔

میرا کیا قصور ہے؟؟؟کیوں،کیوں کر رہے ہیں میرے ساتھ ایسا ہانیہ چیخی تھی۔

قصور کی بات مت کرو ہانیہ ماجد میں نے تم سے کہا تھا مجھے حارث خان مت بننے دینا پر تمہیں تو عفان کے پرپوزل پر منع کرنے کا دکھ کھایا جا رہا تھا۔ حارث ہانیہ کو تھوڑی سے جکڑتے ہوئے دھاڑا۔

اصل غصہ تو اُسے تھا ہی اِسی بات کا۔ وہ تو بس ہانیہ کو رشتے کے لئے منانے لایا تھا پر عفان کے پرپوزل کا سن وہ ہانیہ کے لئے بھی حارث خان بننے پر مجبور ہو گیا۔

اِس عفان کو تو میں اب دیکھ لوں گا یہ بات تم نے مجھ سے چھپا کر بہت بڑی غلطی کی ہے ہانیہ۔ حارث نے کہا اور ہانیہ کو چھوڑے لمبے لمبے ڈگ بڑھتا باہر نکل گیا۔

یا اللہ میری مدد فرما۔ اگر حارث ہی میرا نصیب ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں حارث کو اپنا شوہر مانتے اف تک نہیں کروں گی۔ میں تیری رضا میں خوش رہوں گی۔ پر یا اللہ اِس طرح نہیں۔ اِس طرح تو میں رسوا ہو جاؤں گی۔ میں ماما بابا کو کیا جواب دوں گی۔ اے اللہ مجھے بچا لے اِس رسوائی سے۔ ہانیہ گھٹنوں میں سر دیے کہہ رہی تھی۔

_____

حارث تو ہانیہ سے نکاح کر رہا ہے؟؟

روحان لوگ ابھی مولوی کو لے کر پہنچے تھے۔حارث کے باہر آنے پر علی نے سوال کیا۔

ہمم!حارث نے مختصر جواب دیا۔

حارث تو حوش میں تو ہے انکل آنٹی کو کیا جواب دے گا۔روحان نے اسے سمجھانا چاہا۔

روحان میں تیرے اور زویا کے معاملے میں نہیں بولا تھا تو بہتر ہے تو بھی میرے اور ہانیہ کے معاملے میں نہ بول۔

حارث نے جواب دیا اور مولوی کو لڑکی کا نام اور نکاح کے لئے باقی کی تفصیلات بتانے لگا۔

چلو ہانیہ مولوی صاحب آگئے ہیں ۔ حارث کی بے حسی عروج پر تھی۔ خود غرضی کی حدوں کو چھوتا وہ ہانیہ کی حالت کو اگنور کئے بولا۔

میں نہیں جاؤں گی میں اس طرح نکاح نہیں کر سکتی پلیز حارث مجھے گھر چھوڑ آئیں۔

ہانیہ بے بسی سے حارث کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔ حارث کے دل کو کچھ ہوا۔ حارث آگے بڑھا ہانیہ کے ہاتھوں کو پکڑ کر لبوں سے لگا گیا۔

میں خود چھوڑ آؤں گا ہانی پر پہلے ہمارا نکاح ہو گا۔حارث نے نرمی سے کہا۔

نہیں ہو گا میں نہیں کروں گی ہانیہ حارث کی گرفت سے اپنے ہاتھ آزاد کرتی چیخی۔

نہیں کرو گی؟؟حارث کا لہجہ ایک دم بدلہ

نہیں!ہانیہ نے کرخت لہجے میں جواب دیا

حارث نے گن نکال کر اسکا رخ ہانیہ کی طرف کیا۔نہیں کرو گی نکاح؟

ہانیہ نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

آپ مجھے کبھی نہیں مار سکتے ہانیہ روتے ہوئے ہنسی۔

وہ اتنا تو جان گئی تھی حارث اسکے ساتھ کبھی کچھ غلط نہیں کرے گا۔اگر اسکا مقصد صرف ہانیہ کا حصول ہی ہوتا تو اب تک وہ اپنا مقصد پورا کر چکا ہوتا۔

ہاں سہی کہا تم نے میں تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچا سکتا حارث نے ماننے والے انداز میں کہا۔

ہانیہ کی آنکھیں چمکی۔پر حارث کی اگلی حرکت پر اسکا وجود زلزلوں کی زد میں آیا آنکھیں باہر نکلنے کو تھی۔

پر میں خود کو مار سکتا ہوں نا۔۔۔حارث نے مسکراتے ہوئے کہا اور گن اپنے سر پر رکھ گیا۔

ی۔۔۔یہ کیا کر رہے ہیں آپ ہانیہ بوکھلا گئی۔

نکاح کرو گی؟؟؟؟

حارث نے ہانیہ کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

حارث گولی چل جائے گی۔

ہانیہ نے اُس سے گن لینا چاہی۔

ہانیہ ماجد مجھے میرے سوال کا جواب چاہیے حارث نے کہا اور ٹریگر پر دباؤ بڑھایا۔

حارث نہیں ہانیہ ڈر کے مارے کانپنے لگی۔

ہاااں یاناااا؟ حارث ابکی بار چیخا تھا ٹرگر پر دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔

ہاں ہاں کروں گی میں آپ سے نکاح ہانیہ جلدی سے بولی تو حارث نے گن ہٹا دی۔

نکاح ہو چکا تھا۔ وہ ہانیہ ماجد سے ہانیہ حارث خان بن چکی تھی۔ کچھ گھنٹوں کا کھیل تھا اور ہانیہ ماجد کی ساری زندگی بدل چکی تھی۔

ہانیہ خاموش تھی اب تو رو رو کر آنسو بھی سوکھ چکے تھے۔ وہ کمرے میں بیٹھی ایک ہی نقطے کو گھورے جا رہی تھی۔ حارث باہر اپنے دوستوں کو رخصت کرنے گیا تھا۔

اگر سب کو پتا چل گیا تو کیا ہو گا؟؟ ہانیہ نے سوچا میں کیا کروں میں کیسے بچوں گی سب کے سوالوں سے؟ سائیڈ ٹیبل پر جگ کے ساتھ گلاس دیکھ وہ مسکرائی۔

گلاس ٹوٹنے کی آواز سن کر حارث گھبراتا ہوا ہانیہ کے کمرے میں داخل ہوا۔ اندر کا منظر دیکھ حارث کا دماغ سن ہوا وہ بھاگتا ہوا ہانیہ کے پاس پہنچا اِس سے پہلے ہانیہ کانچ کا ٹکڑا بڑی بے رحمی کے ساتھ اپنی کلائی پر پھیرتی حارث نے فوراً اپنا ہاتھ ہانیہ کی کلائی کے اوپر کیا۔

ہانیہ نے درد نا ہوتے اور اپنے پاس کسی کی موجودگی محسوس کرتے پٹ سے بند کی ہوئی آنکھیں کھولیں۔ ہانیہ کی نظر حارث کے ہاتھ پر گئی جہاں سے خون نکل کر چمکتے فرش کو رنگین کر رہا تھا۔ ہانیہ نے حارث کا ہاتھ پکڑا یہ عمل بے اختیاری میں ہوا تھا ہانیہ حارث کے ہاتھ سے نکلتا خون دیکھ گھبرا گئی۔

کیا کرنے والی تھی تم؟ حارث اپنا ہاتھ چھڑاتے بولا

مجھے مارنا چاہتی ہو؟؟

مر کر میری سانسیں مجھ سے چھیننا چاہتی ہو؟؟

حارث نے جنونی انداز میں کہا ہانیہ تم نے آج جو حرکت کی ہے اسکی سزا تو تمہیں ضرور ملے گی۔حارث نے پر سوچ انداز میں کہا

کیسی سزا۔۔۔۔۔ابھی ہانیہ کی بات مکمل بھی نا ہوئی تھی کہ حارث اسکی سانسیں قید کر گیا۔

اتنے شدت بھرے انداز پر ہانیہ تڑپ کر رہ گئی۔ہانیہ کی کسی مزاحمت کا حارث پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔ہانیہ جتنی مزاحمت کرتی حارث اپنے عمل میں اتنی شدت لے آتا۔ہانیہ کے آنسو محسوس کرتے حارث آنکھوں میں خمار کی سرخی لئے ہانیہ کو نرمی سے چھوڑے پیچھے ہوا۔

آپ بہت برے ہیں آپ دنیا کے سب سے برے انسان ہیں۔

ہانیہ بے شمار آنسو بہاتی حارث کے سینے پر اپنے نازک ہاتھوں سے مکے برساتی بولی۔

ہانیہ کے اِس انداز پر حارث کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

ہاں سہی کہا جانِ حارث میں برا ہوں اور اِس سے بھی زیادہ برا بن سکتا ہوں اگر تم نے آئندہ خود کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ حارث نے ہانیہ کی پشت اپنے سینے سے لگاتے کہا۔

چلو اب اپنا حلیہ درست کرو میں تمہیں گھر چھوڑ کر آؤں یہ نا ہو میرا ارادہ بدل جائے اور میں اپنی جان کو اپنے پاس قید کر لوں وہ ہانیہ کے کان کی لو پر ہلکے سے کاٹتا بولا اور ہانیہ کو چھوڑ کر باہر بڑھ گیا۔

بے شرم انسان ہانیہ نے روتے کلستے ہوئے حارث کو نام سے نوازہ۔ اور اپنی چادر سہی کئے باہر بڑھ گئی۔

حارث ہانیہ کے گھر کے باہر گاڑی کھڑی کیے ہانیہ سے گویا ہوا۔ میں تمہیں کال کروں گا اگر تم نے نا اٹھائی تو میں تمہارے گھر آ جاؤں گا۔ اب جاؤ اور گھر میں کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہانیہ نے ایک کٹیلی نگاہ حارث کی طرف ڈالی۔

میں بتاؤں گی میں سب کو بتاؤں گی اور اپکے پیرنٹس کو بھی بتاؤں گی پھر میں آپ سے ڈائیورس لے لوں گی ہانیہ جلدی سے بولتی گاڑی کا دروازہ کھولے گھر کی جانب بھاگی تھی۔

جانِ حارث اب تم بچو مجھ سے یہ تمہاری بھول ہے کہ حارث خان تمہیں طالاق دے گا۔ حارث خان سے کی قید سے آزادی ایک ہی صورت میں ممکن ہے جب حارث خان اپنی آنکھیں ہمیشہ کے لئے موند لے۔

* *

ہانیہ کو آتا دیکھ زویا نے سکھ کا سانس لیا۔ہانیہ کہاں رہ گئی تھی میں کب سے انتظار کر رہی ہوں۔زویا نے ہانیہ کا بازو پکڑے کہا

ہانیہ تم روئی ہو؟؟ہانیہ کی سوجھی ہوئیں سرخ آنکھیں بہت زیادہ رونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔

ہانیہ کیا ہوا ہے؟زویا نے نرمی سے پوچھا ہانیہ کی آنکھیں پھر بھیگنے لگیں۔

ہانیہ تم آگئی ہو چلو فرش ہو جاؤ میں کھانا لگاؤں تمہارے لئے۔ شازیہ بیگم نے ہانیہ کو دیکھ کہا

نہیں ماما مجھے بھوک نہیں ہے بس اب ریسٹ کروں گی۔وہ جواب دیتی بغیر کوئی بات سنے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

زویا نے ہانیہ کے کمرے کا دروازہ کھولا تو سارا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا پایا زویا نے آگے بڑھ کر لائیٹ جلائی۔ ہانیہ کو بیڈ سے ٹیک لگائے گھٹنوں میں سر دیے سسکتا پایا۔

ہانیہ حارث نے کچھ کیا ہے؟؟ زویا نے کسی خدشے کے تحت ہانیہ سے پوچھا۔

زویا وہ بہت برا ہے۔ وہ بہت بے حس ہے۔ میں نے اُس کی منتیں کیں اسکے آگے ہاتھ تک جوڑ دیے پر اسنے میری کوئی بات نہیں سنی۔ ہانیہ روتے ہوئے بولی۔

ہانیہ حارث نے تمہارے ساتھ کچھ غلط کیا ہے؟ زویا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

زویا وہ میرا نکاح ہو گیا ہے ہانیہ نے ڈرتے ہوئے بتایا۔ پھر ہانیہ زویا کو ساری بات بتاتی چلی گئی۔

ہانیہ تم فکر نہ کرو سب سہی ہو جائے گا تم گھر میں کسی کو اس بارے میں نہ بتانا۔ زویا نے کہا اور اسے سونے کے لئے لٹا کر کمرے سے باہر آ گئی۔ پر آج نیند کسے آنی تھی۔ ہانیہ بیڈ پر لیٹی چھت کو گھورنے میں مصروف تھی۔

_____

روحان ملک آج پورے ایک ہفتے بعد یونی میں موجود تھا۔

اِس ایک ہفتے میں لوگ اپنے کاموں میں مصروف ہوئے کچھ دن پہلے والے واقعے کو بھول چکے تھے۔ لوگ بے شک اس واقعے کو بھول گئے تھے پر روحان ملک کے ذہن میں زویا کے الفاظ اسکا تھپڑ اور اسکی باتیں ہمیشہ کے لئے نقش ہو چکی تھی۔

روحان کو اپنے ڈیپارٹمنٹ میں جاتے دیکھ زویا ساکت ہوئی تھی۔ پورے ایک ہفتے بعد روحان آ گیا تھا یونی۔ اب بس زویا روحان سے معافی مانگنا چاہتی تھی۔ زویا بھاگتی ہوئی روحان کے آگے جا کر کھڑی ہوئی۔

روحان جو موبائل یوز کرتا چل رہا تھا کسی وجود کے سامنے آجانے پر نظر اٹھا کر اسے دیکھا اپنے سامنے زویا کو دیکھ اسکا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔

(آئیندہ مجھے ہاتھ لگانے سے پہلے یہ تھپڑ یاد رکھنا)

روحان کو زویا کی کہی ہوئی بات یاد آئی۔

السلام علیکم!زویا نے تھوک نگلتے ہوئے سلام کیا۔ روحان کی لحہ با لحہ سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھ زویا خوف میں مبتلہ ہو رہی تھی۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے روحان زویا نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

روحان اسے نظر انداز کر تا ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے زویا آج بھی اپنے بے ساختہ اٹھائے غلط قدم پر شرمندہ ہوئی۔

_____

آج ردا کی طبعیت قدرے بہتر تھی۔ تو وہ بوتیک چلی گئی۔

واپسی پر ردا گھر آئی تو مشال کا فون صوفے کے سامنے پڑے ٹیبل پر دیکھ کر رکی۔ اسکنے اِدھر اُدھر دیکھا مشال کہیں نظر نا آئی اسنے ڈرتے ہوئے مشال کا فون پکڑا وہ لاک نہ تھا ردا نے فوراً اپنا کام کیا اور مشال کا فون واپس رکھ اپنے کمرے میں چلی گئی۔

فیضان بیٹھا صبح دینے کے لئے لیکچر تیار کر رہا تھا۔ جب فون کی گھنٹی نے اسکی توجہ اپنی طرف کروائی۔

ہیلو! مصروف سی آواز ردا کے کانوں سے ٹکرائی۔

ردا نے سوکھے پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔

جی کون بات کر رہا ہے؟ فیضان کی بھاری آواز پھر ردا کے کانوں سے ٹکرائی۔

وہ میں۔۔۔۔

میں کون فیضان مسکرایا وہ آواز پہچان چکا تھا وہ سمجھ گیا تھا کہ کس کا فون ہے پر جان کر وہ انجان بن رہا تھا۔

میں۔۔۔۔۔۔

آپ کچھ بولیں گی بھی یا میں میں ہی کرتی رہیں گی۔

فیضان کی بات سن کر ردا کو غصہ آیا۔

آپ بولنے دیں گے تو بولوں گی نا ردا نے بھی برہم ہوتے کہا

فیضان یہی تو چاہتا تھا کہ ردا کانفیڈنس سے بات کرے۔وہ ہچکچا رہی تھی جو فیضان کو بالکل اچھا نہیں لگا تھا۔

میں ردا بول رہی ہوں۔ مجھے کل آپ سے ملنا ہے میں آپکو اڈریس سنڈ کر دوں گی اور ٹائم بھی آجایئے گا۔ ردا نے گویا بات ختم کی۔

آپ آجائیں گے نا؟ ردا نے تصدیق چاہی

جی آجاؤں گا پر خیریت آپ مجھے کیوں بلا رہی ہیں

جی میں نے آپکو چیزیں واپس کرنی تھی جو آپ نے مجھے دی تھی۔ آپ آجایئے گا میں آپکا انتظار کروں گی ردا نے کہا اور فون بند کر دیا۔

ردا اگلے دن کیفے میں موجود تھی۔ فیضان نے ردا کو زیادہ انتظار نا کروایا۔ اس وقت وہ دونوں آمنے سامنے تھی۔

میں یہ چیزیں نہیں رکھ سکتی۔ ردا نے کہا اور فیضان کی دی گئی چیزیں دونوں کے درمیان ہائل ٹیبل پر رکھ دیں۔

مس ردا آپ کیوں نہیں رکھ سکتی یہ چیزیں۔

مس نہیں مسز ردا بازل۔ ردا نے غصے سے کہا۔ فیضان کی بات پر ردا کو غصہ آیا تھا۔

اور یہ چیزیں آپ سے لینا مناسب نہیں ہے اِس لئے میں یہ نہیں رکھ سکتی ردا نے کہا اور اٹھنے لگی۔

لسن ردا بات سنیں۔ فیضان نے ردا کو پکارا آپ یہ بریسلٹ نہیں رکھ سکتیں پرسوٹ تو رکھ سکتی ہیں نا۔ پلیز انکار نا کریئے گا فیضان نے کہا۔ ردا نے کچھ سوچ کر سر اثبات میں ہلا دیا اور خدا حافظ کہتی چلی گئی۔ فیضان کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔

ردا ابھی گاڑی میں بیٹھی تھی کہ اسکا فون رنگ ہوا۔ فون پر چمکتا نام دیکھ ردا حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ آج بازل اسے کال کر رہا تھا۔ پہلی بار بازل نے اسے فون کیا تھا۔ یہ بات حیران ردا کے لئے شاکنگ تھی۔

السلام علیکم! ردا نے فون اٹھاتے کہا۔

کہاں ہو اس وقت؟ بازل نے جواب دیے بغیر سوال داغا

میں باہر ہوں۔ ردا نے جواب دیا۔ اُسے بازل کا یوں سوال کرنا تھوڑا عجیب لگا تھا۔ اول تو اسے آج پہلی بار بازل کا فون کرنا بھی عجیب ہی لگا تھا۔

اکیلی ہو یا کسی کے ساتھ ہو؟ بازل نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں استفار کیا۔

میں پک کرنے آؤں اسنے بات سمبھالنا چاہی۔

نہیں میں فرنڈ کے ساتھ تھی بس گھر جا رہی ہوں۔ردا نے جواب دیا۔

ہمم سہی۔ چلو ٹھیک ہے بازل نے کہا اور کھٹاک سے فون بند کر دیا۔ردا نے فون کی طرف دیکھا انکو کیا ہوا ہے۔ ردا نے سوچا پھر گاڑی سٹارٹ کرنے لگی۔

بازل جو کسی کلائینٹ سے ملنے کیفے آیا تھا۔ فیضان کے ساتھ بیٹھی ردا پر نظر پڑی۔پہلے آنکھوں میں حیرت پھر حیرت کی جگہ غصے نے لے لی۔

وہ کلائینٹ سے ایکسکیوز کرتا سائیڈ پر گیا۔ تاکہ وہ ردا کو دیکھ سکے پر ردا اُسے نا دیکھ پائے۔ فیضان نے شاپنگ بیگ ردا کی جانب بڑھایا جسے وہ تھامے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ یہ دیکھنا تھا کہ بازل کے تن بدن میں آگ ہی لگ گئی۔بازل نے فوراً ردا کو کال کی وہ جاننا۔چاہتا تھا ردا اُسے کیا بتائے گی۔

اوو تو ایک ہی ملاقات میں فیضان تمھارا دوست بھی بن گیا جو تم اکیلے میں ملاقاتیں کرتی پھر رہی ہو

مشال صحیح کہتی ہے تم ہو ہی ایسی کریکٹر لیس بوتیک میں بھی نا جانے کتنوں سے دوستی ہو گی۔بازل نے تنفر سے سوچا اور کلائینٹ کی جانب بڑھ گیا۔

* _____ *

زویا آج ہانیہ نہیں آئی کیا؟؟ حارث نے زویا کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

حارث بھائی مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔زویا نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

زویا تم اب اپنے جیجا جی کے ساتھ ویسے بیہیو کرو گی۔ حارث نے معصوم شکل بناتے ہوئے کہا۔

زبردستی کے جیجا جی فقرہ درست کر لیں۔ زویا کہاں چپ رہنے والی تھی۔

اچھا چلو سوری نا۔ اب تو بن گیا ہوں۔ حارث نے زویا کو منانا چاہا

مجھے اُس دن ہی ہانیہ کو آپ کے ساتھ نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔ میں نے آپ پر یقین کیا میں جانتی تھی کچھ بھی ہو جائے آپ ہانیہ کے ساتھ کچھ برا نہیں کریں گے اور آپ نے کیا کیا زبردستی ہانیہ کے ساتھ نکاح کر لیا۔ بولتے ہوئے زویا کی آنکھوں میں نمی چمکی تھی۔ وہ اپنی کزن + دوست کو اتنی تکلیف میں دیکھ خود بھی تکلیف میں تھی۔

آئی ایم سوری زویا میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا بس ہانیہ کی باتوں نے مجھے غصہ دلا دیا تھا۔ حارث اپنی غلطی قبول کیے بولا۔

آپ کے سوری کہنے سے کیا ہو گا؟ کیا سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا؟؟ نکاح آپ جیسے سرداروں کے لئے نارمل بات ہو گی پر ہم عام لوگوں کے لئے یہ بہت بڑی بات ہے۔

آپ تو ہانیہ سے محبت کے دعوے کرتے تھے۔ کہاں گئے پھر وہ دعوے نکاح کرتے ہوئے آپ نے یہ نہیں سوچا اگر خاندان والوں کو یہ بات پتا چل گئی تو وہ ہانیہ کو کس نظر سے دیکھیں گے کیسی کیسی باتیں کریں گے۔

میں وعدہ کرتا ہوں زویا میں سب سمبھال لوں گا۔ مجھے معاف کر دو۔ حارث نے التجا کی۔

معافی مانگنی ہے تو ہانیہ سے مانگیں دو دن ہو گئے ہیں بخار میں تپ رہی ہے نا کسی سے کوئی بات کرتی ہے۔ بس خاموشی سے ایک ہی جگہ کو گھورتی رہتی ہے۔ گھر میں سب اتنے پریشان ہیں اسکے لئے۔ زویا نے بتایا۔

وہ صحیح ہو جائے گی آپ فکر نہ کرو چلو آؤ کینٹین چلتے ہیں۔

حارث نے نرمی سے زویا سے کہا وہ جان گیا تھا زویا کافی ڈسٹرب ہے پرہانیہ کی طبعیت کا سن کر حارث خود بہت پریشان ہو چکا تھا۔

حارث اور زویا کینٹین میں پہنچے تو روحان علی اور ذیشان کو ایک ساتھ بیٹھے دیکھا۔

روحان علی کی کسی بات پر ہنس رہا تھا ہنسنے کی وجہ سے اسکے ڈمپلز واضح ہو رہے تھے۔جب روحان کے ڈمپلز دیکھ زویا کی بیٹ مس ہوئی۔یہ کیسا احساس تھا زویا سمجھنے سے قاصر تھی۔وہ حارث کے ساتھ جا کر اسی ٹیبل پر بیٹھ گئی جہاں وہ سب تھے۔

حارث تو نے علی کا نیا کارنامہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی وہ بولتا کہ اسکی نظر کرسی پر بیٹھتی ہوئی زویا پر پڑی۔ روحان قوراً خاموش ہوا اور سرد نظروں سے حارث کی طرف دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔

حارث کے خاموش رہنے پر روحان اٹھ کر کیفے ٹیریا سے باہر نکل گیا۔

زویا ویسے آپ کو سب کے سامنے روحان کو تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔ ذیشان زویا سے مخاطب ہوا۔

مجھ سے اچانک لگ گیا تھا۔ پر میں اِن سے معافی مانگنا چاہتی ہوں پر وہ میری بات ہی نہیں سن رہے۔ جہاں جاتی ہوں بات کرنے وہ وہاں سے چلے جاتے ہیں۔ زویا نے افسردگی سے جواب دیا۔

اچھا آپ اداس نا ہوں ابھی اسکا غصہ نہیں ٹھنڈا ہوا ہو گا جب غصہ ختم ہو جائے گا تو یہ خود ہی نارمل ہو جائے گا۔ علی نے کہا

آپ بتائیں آپ کیا کھائیں گی؟ ذیشان نے پوچھا۔ زویا کی آنکھیں چمکیں

کچھ نہیں بس بلیک کافی۔ زویا نے آنکھوں میں چمک لیے جواب دیا۔

حارث، علی اور ذیشان نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور مسکرا دیے۔ زویا کا انداز بالکل روحان۔ جیسا تھا وہ بھی بلیک کافی کا دیوانہ تھا۔ اُس سے بھے جب کچھ پوچھتے کھانے کا تو وہ بلیک کافی ہی کہتا تھا۔

* _____ *

زویا شام کے وقت بیٹھی پڑھائی میں مصروف تھی روحان کا ہنستا چہرہ زویا کے سامنے آیا ہنستے ہوئے گال پر پڑتے ڈمپلز۔

افففففف! کیا ہو گیا ہے زویا تمہیں زویا نے خود کو ڈپٹا

۔ایک مہینے بعد فائنل ہیں اور تم مسٹر ایروگنٹ کے بارے میں سوچی جا رہی ہو۔

پر مجھے ہو کیا رہا ہے میں کیوں سوچی جا رہی ہوں انکے بارے میں زویا جب سے یونی سے آئی تھی روحان کے بارے میں مسلسل سوچے جا رہی تھی۔

روحان کا زویا کے ساتھ لاتعلقی والا رویہ زویا کو برا لگ رہا تھا۔وہ کیوں اُس سے لاتعلقی برت رہا تھا۔جبکہ وہ تو اپنے کیے کی معافی مانگنا چاہتی تھی۔

پر وہ نہیں جانتی تھی روحان کے خیالات آگے چل کے اسے کتنی تکلیفوں سے روشناس کروانے والے تھے۔یہ خیالات اسکے اندر کی شرارتی لڑکی کا قتل کرنے والے تھے۔اگر اسکو معلوم ہوتا تو وہ کبھی خواب میں بھی روحان کے بارے میں نہ سوچتی۔

_____

ردا، بازل اور مشال کے ساتھ بیٹھی ڈنر کرنے میں مصروف تھی۔ جب بازل ردا سے مخاطب ہوا۔

ردا میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔

ردا نے سوالیہ نظروں سے بازل کی جانب دیکھا۔

تم کل سے بوتیک نہیں جاؤ گی۔ بازل نے ردا کے سر پر دھماکا کیا

ردا حیران نظروں سے بازل کے چہرے کو تکنے لگی۔

کیا مطلب؟؟ردا نے ناسمجھی سے پوچھا

یہی کہ تم بوتیک نہیں جاؤ گی۔ویسے بھی سارا کام ورکرز کرتے ہیں۔انسٹرکشنز تم گھر بیٹھے آن لائن بھی دے سکتی ہو۔بازل نے سرد لہجے میں کہا

ایسا نہیں ہو سکتا بازل آپ جانتے ہیں اپنی بوتیک مینج کرنا میرا خواب ہے۔آج ردا پہلی بار بازل کی بات ماننے سے انکار کر رہی تھی۔

مشال اِن دونوں کی گفتگو سے بیزار ہوتی آنکھیں گھماتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

بازل نے حیرت سے ردا کی طرف دیکھا۔ردا اور بازل کی بات سے انکار کرے یہ ناممکن تھا۔

اووووتو اِس فیضان کی شہہ پر تم اتنی آگے نکل چکی ہو کے میری بات سے انکار کر رہی ہو۔اب کہاں گئی تمہاری نام نہاد محبت بازل نے تلخی سے سوچا

ردا میں کہہ چکا ہوں تم نہیں جاؤ گی تو بس نہیں جاؤ گی۔بازل نے کہا اور اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔

صبح بازل آفس جانے کے لئے تیار بیٹھا ناشتا کرنے میں مصروف تھا۔

ردا کو نک سک سا تیار دیکھ بازل کی پیشانی پر کئی بل نمودار ہوئے۔

ردا اپنا ہینڈ بیگ ڈائینگ ٹیبل پر رکھتی کرسی گھسیٹتی بیٹھ چکی تھی۔بازل کی نظریں ردا کی جانب تھی۔

کالے رنگ کا کرتا پہنے وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔ نیلی آنکھوں کو کاجل کی لکیریں اور واضح کر رہی تھی۔ گلابی لب اس وقت ہلکی سرخ لپ اسٹک سے رنگے ہوئے تھے۔ سر پر ڈوپٹا جمائے وہ بلاشبہ کسی کو بھی بہکا سکتی تھی۔

یہ آج اتنا کیوں تیار ہوئی ہے بازل نے سوچا۔

ردا کہاں جا رہی ہو؟؟ بازل ردا سے سرد لہجے میں مخاطب ہوا

بوتیک! ردا ایک لفظی جواب دیے جوس کا گلاس لبوں سے لگا چکی تھی۔

شاید تم میری بات بھول گئی ہو۔ میں نے تمہیں بوتیک جانے سے منع کیا تھا۔

سوری مسٹر بازل میں آپکی یہ بات نہیں مان سکتی۔ میں اپنے کیریئر پر کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتی۔

ردا سپاٹ لہجے میں بولی ردا کے جواب اور لہجے پر بازل کے ساتھ مشال بھی حیران ہوئی۔ یہ لڑکی جو کبھی بولی نہیں تھی آج کس طرح بازل کو جواب دے رہی تھی۔

بازل کی برداشت ختم ہوئی تھی۔ اسکے دماغ سے ابھی یہ بات ہی نہیں نکل رہی تھی کہ ردا فیضان کے ساتھ تھی اوپر سے ردا کا رویا بازل کو غصہ دلا گیا تھا۔ بازل اٹھا اور ردا کو بازو سے جکڑ تا کمرے میں لے جا کر دروازہ لاک کر چکا تھا۔

بازل کے بازو جھٹکنے پر ردا نے بڑی مشکل سے خود کو گرنے سے بچایا۔

خبر دار جو تم نے ایک قدم بھی گھر سے باہر نکالا۔ مشال کی طرح گھر بیٹھو کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں بھی جانے کی۔ بازل انگلی اٹھائے وارن کرنے والے لہجے میں بولا۔

اچھا اگر ایسی بات ہے تو پھر مجھے بھی مشال کی طرح کسی اور کے شوہر کے ساتھ محبت کا کھیل کھیلنا چاہیے اور اسی کے کا تھ نکاح کر۔۔۔۔۔۔۔

ردا کی بات ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ ایک زناٹے دار تھپڑ ردا کی زبان بند کروا گیا۔ ردا اوندھے منہ بیڈ پر گری۔

کیا بکواس کی ہے ابھی تم نے یہ مت بھولو ردا بیوی ہو تم میری۔ شرم نہیں آئی اپنے شوہر کے سامنے ایسی بات کرتے ہوئے۔ بازل ایک گھٹنا بیڈ پر رکھے ردا پر جھکتے اسکے بال اپنی مضبوط گرفت میں لئے دھاڑا۔

شوہر کو شرم آئی تھی۔ اپنی بیوی کو دھتکارتے، اسکے سامنے کسی اور سے محبت کا اعتراف کرتے اس پر سوتن لاتے۔ ردا نے دوبدو جواب دیا۔

سب جانتا ہوں میں تم یہ سب فیضان کی شہہ پر کر رہی ہو۔ ورنہ ردا بازل میرے سامنے زبان چلائے یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا۔ بازل آج انجانے میں اپنا نام ردا کے نام کے ساتھ جوڑ گیا تھا۔ بازل کے اس طرح کہنے پر رداشا کی نظروں سے بازل کی جانب دیکھنے لگی۔ بازل ردا کو چھوڑ تا دور ہوا۔

اگر تم بوتیک گئی ردا تو مجھ سے کسی اچھائی کی توقع نا رکھنا میں بہت برا پیش آؤں گا۔ بازل کمرے سے جاتے ہوئے بولا ۔

ردا تو گال کا درد بھولائے بازل کی بات پر حیران تھی۔

_____

رات کے دوسرے پہر جب تمام لوگ اپنے کمروں میں خوابِ خرگوش کے مزے لوٹنے میں مصروف تھے۔

ایک وجود کھڑکی کے پٹ کھولتا کھڑکی پھلانگتا ہانیہ کے کمرے میں داخل ہوا۔

ہانیہ جو دوائی کھائے کچھ دیر پہلے ہی نیند کی وادیوں میں اتری تھی۔ کھڑکی کھلنے کی آواز پر نیند میں خلل پڑنے کی وجہ سے برے سے منہ بنا کر کڑوٹ بدل گئی۔

حارث آہستگی سے قدم اٹھاتا دروازے کا لاک چیک کرنے دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ لاک تھا وہ پر سکون ہوتا ہانیہ کی جانب مڑا۔

ہانیہ کی باہوں میں قید تکیہ دیکھ حارث کے ماتھے پر بل پڑے۔ ہانیہ تکیے کو خود میں بھینچے سوئی ہوئی کوئی چھوٹی بچی لگ رہی تھی۔

حارث آگے بڑھا اور ہانیہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھ بخار چیک کرنے لگا۔ بخار کافی حد تک کم تھا پر مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوا تھا۔

حارث نے ہانیہ کے ساتھ پڑے تکیے کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ یہ حارث کی جگہ تھی تو یہ تکیہ حارث کی جگہ پر کیا کر رہا تھا۔ حارث کی جیلسی عروج پر تھی۔ وہ ایک بے جان چیز سے جیلس ہو رہا تھا۔

حارث نے کھینچنے کے انداز میں تکیہ ہانیہ سے دور کیا۔ حارث کے اِس عمل پر ہانیہ کی آنکھ کھلی۔

تم، تم میرے خوابوں میں بھی آگئے ہو ؟؟ ہانیہ آدھ کھلی ہیزل آنکھوں سے حارث کو دیکھتے ہوئے بولی۔

دوائیوں کی وجہ سے وہ ابھی مکمل حوش میں نہ تھی۔

حارث ہانیہ کی بات پر مسکرایا۔ اور بیڈ سے ٹیک لگائے اسکے پاس ہی ٹک گیا۔

نہیں نہیں تم نہیں آپ ورنہ تم مجھے پھر ڈانٹو گے۔ہانیہ آنکھیں بند کرتی ہوئی بولی۔حارث کی نگاہ بھٹک کر ہانیہ کے لبوں پر جا ٹکی۔دل کی بات پر عمل کرتے حارث انگوٹھے سے ہانیہ کے ہونٹ سہلانے لگا۔حارث کی حرکت پر ہانیہ نے نیند سے بوجھل ہوتی آنکھیں کھلیں۔

تم بہت برے ہو حارث خان تم نے میرے ساتھ بالکل اچھا نہیں کیا۔میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ میں تم سے دور چلی جاؤں گی بہت دور۔ہانیہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکا۔بخار پھر بڑھنا شروع ہو چکا تھا۔

اور اور تم نے مجھے لپس۔۔۔۔۔۔ہانیہ بولتے بولتے رک گئی

ہاں جانِ حارث جانتا ہوں غلطی ہو گئی ہے۔پر اب تمہیں خود سے دور نہیں کروں گا۔تم نے نفرت کرنی ہے تو پاس رہ کر کرو دور جانے کی بات مت کرنا۔حارث اپنی گرے آئیز ہانیہ کی ہیزل آنکھوں میں گاڑے بولا

۔ہانیہ بوکھلا کر اٹھی۔وہ جو کب سے اپنے پاس حارث کی موجودگی کو خواب سمجھ رہی تھی۔شاک سی بیڈ سے اترے اپنے کمرے میں موجود حارث کو دیکھنے لگی۔

آپ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟حیرت کی زیادتی سے ہانیہ نے الفاظ رک رک کر ادا کیے۔

اپنی بیوی سے ملنے آیا ہوں۔تین دن سے یونی جو نہیں آ رہی تھی۔حارث نے کندھے اچکاتے جواب دیا۔

آپ خواب میں نہیں آپ سچ میں یہاں ہیں۔ہانیہ اپنے زرد چہرے کے ساتھ بولی اور دروازے کی طرف بھاگی۔اس سے پہلے ہانیہ دروازہ کھولتی حارث نے ایک ہی جست میں ہانیہ کو پکڑا۔

کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی کوئی دیکھ لے گا مجھے یہاں پھر کیا جواب دو گی۔حارث جھنجھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

تو آپ یہاں کیوں آئے ہیں۔جائیں یہاں سے۔ہانیہ کے چہرے پر خوف کے ایثار واضح تھے۔

میں تو نہیں جارہا اپنی بیوی کے کمرے میں ہوں کسی غیر کے تھوڑی۔ حارث نے کہا اور بڑے مزے سے ہانیہ کے بیڈ پر لیٹ گیا۔

ہانیہ ہونکوں کی طرح حارث کو دیکھنے لگی۔ جو بڑے مزے سے اسکے بیڈ پر براجمان سونے کی تیاری کر رہا تھا۔

تم وہاں کھڑی کیا کر رہی ہو آجاؤ سوئیں ویسے بھی اتنی محنت کر کے میں دیواریں پھلانگتا ہوا آیا ہوں۔ اب تو نیند سے میرا برا حال ہے۔

ویسے میری کیا عزت رہ جائے گی جب میرے علاقے میں کسی کو پتا چلے گا سردار حارث خان دیواریں اور کھڑکیاں پھلانگتا اپنی بیوی سے ملنے گیا تھا۔ افففف میری عزت کا تو فالودہ ہی بن جائے گا۔ حارث نے دوہائی دی۔

تو آپکو کس نے کہا تھا آئیں۔ نکاح تو کر ہی چکے ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔بس اب میری عزت کا جنازہ نکلنا باقی ہے۔ اور مجھے لگتا ہے آپکی ایسی حرکتوں کی وجہ سے عنقریب نکل جائے گا۔ ہانیہ افسردگی سے بولی۔

ہانیہ کی باتیں سن کر حارث شرمندہ ہوا۔اچھا نہ ہانیہ سوری چلو آؤ آ کے لیٹو آگے تمہیں بخار ہے۔حارث نے نرمی سے کہا۔

آپ جائیں یہاں سے۔ہانیہ نے گویا بات ختم کرنا چاہی۔

میں نہیں جارہا اور چلو آؤ لیٹو۔حارث نے ہانیہ کے پاس جاتے ہوئے کہا اور اسکا ہاتھ پکڑے بیڈ پر لے آیا۔

مجھے نہیں سونا آپکے ساتھ یہ کیا بدتمیزی ہے ہانیہ غصے سے بولی۔

جانِ حارث اسکو بدتمیزی نہیں پیار کہتے ہیں۔حارث نے کہا اور زبردستی ہانیہ کا سر اپنے سینے پر رکھے لیٹ گیا۔

اپنے سر کو حارث کے سینے پر محسوس کرتے ہانیہ تڑپ اٹھی۔ہانیہ کی مسلسل مزاحمت حارث کو غصہ دلا رہی تھی۔وہ اسکا شوہر تھا اسکا محرم تھا وہ کیوں اُس سے دور جانے کی کوشش کر رہی تھی۔

ہانیہ اگر اب ایک اور بار تم نے مجھ سے دور جانے کی کوشش کی تو آئی سوئیر میں ساری رات ناخود سوؤں گا اور نا ہی اپنی جان کو سونے دوں گا۔

ہانیہ پر حارث کی ذو معنی بات کا اثر ہو گیا وہ خاموش سی حارث کے سینے پر سر رکھے لیٹی رہی۔کچھ دیر بعد حارث کو اپنی شرٹ پر نمی کا احساس ہوا تو وہ سرد آہ بھر تا رہ گیا۔

ہانی!حارث نے نرمی سے پکارا میں کچھ نہیں کر رہا تم سو جاؤ پھر میں چلا جاؤں گا۔سوچ لو جتنی جلدی تم سو گئی اتنی جلدی میں یہاں سے جاؤں گا۔ہانیہ سر اٹھائے حارث کی طرف دیکھنے لگی۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں آپ چلے جائیں گے؟؟ ہانیہ نے ڈرتے ہوئے سوال کیا۔ حارث کا خود کے اتنا قریب ہونا اوپر سے حارث کے مخصوص کلون کی خوشبو ہانیہ کی جان لبوں پر لے آئی تھی۔

ہاں سچ کہہ رہا ہوں حارث نے ہانیہ کے بال سنوارتے اسکا سر اپنے سینے پر دھر دیا۔

ہانیہ ڈرتے ڈرتے آنکھیں موند گئی۔ دوائیوں کی وجہ سے ہانیہ جلد ہی نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔

ہانیہ کی بھاری سانسیں محسوس کر کے حارث اٹھا اور اسکا سر تکیے پر رکھا۔

میں جانتا ہوں ہانیہ غصے میں میں ایک بہت ہی غلط فیصلہ کر چکا ہوں۔ تم میری وجہ سے اس وقت بہت تکلیف میں ہو۔ پر میں وعدہ کرتا ہوں میں سب صحیح کر دوں گا۔

تمہاری عزت پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔اور اب تو تم سردار حارث خان کی عزت ہو۔حارث سرگوشانہ انداز میں بولتا ہانیہ کی پیشانی پر عقیدت سے اپنا لمس چھوڑ کر جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا۔

_____

ہانیہ کی طبعیت آج قدرے بہتر تھی کچھ دن تک انکے فائنل تھے اِس لئے وہ یونی سے اور آف نہیں کرنا چاہتی تھی۔ سو وہ زویا کے ساتھ یونی آ گئی۔

زویا اپنا لیکچر مس کیے روحان سے معافی مانگنے کے لئے روحان کی کلاس کے باہر کھڑی تھی۔ لیکچر ختم ہونے کے کچھ دیر بعد روحان اپنے دوستوں کے ساتھ بات کرتا ہوا کلاس سے باہر نکلا۔

زویا جو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی روحان کے دیکھنے پر سیدھی ہو کر کھڑی ہو گئی۔ زویا کو دیکھ علی ، ذیشان اور حارث آگے بڑھ گئے۔

روحان بھی ان کے پیچھے ہی بڑھنے لگا۔بے اختیاری میں روحان۔کو روکنے کے لئے زویا نے روحان کی شرٹ کو بازو سے تھاما۔روحان نے مڑ کر اپنی شرٹ کو دیکھا جو زویا کی کمزور گرفت میں تھی۔پھر نظر اٹھا کر زویا کو گھورا روحان کے دیکھنے پر زویا نے فوراً شرٹ چھوڑی۔

آئی ایم سوری روحان زویا نادم ہوئے بولی۔ زویا کا روحان کو ٹچ نہ کرنا روحان کو بہت اچھا لگا تھا۔

روحان کچھ دنوں سے نوٹ کر رہا تھا زویا کی شرارتیں کم ہوتی جا رہی تھی۔وہ اب زیادہ خاموش ہی رہتی تھی اب بھی اسکی آنکھیں خاموش تھی۔

روحان مجھے معاف کر دیں میں جانتی ہوں اُس دن مجھے آپ کو سب کے سامنے۔۔۔۔۔۔

ہو گیا تو جاؤ یہاں سے اب کبھی میرے سامنے نا آنا میں نہیں چاہتا میں تمہارے ساتھ کچھ کر گزروں؟ ابھی زویا کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی روحان کاٹ دار لہجے میں بولا۔

زویا نے نظر اٹھا کر روحان کی جانب دیکھا۔ بھوری آنکھیں تیزی سے نم ہوئیں تھی۔ زویا کی نم آنکھیں دیکھ روحان لب بھینچ گیا۔

میں آپکے راستے میں آپکے سامنے اب کبھی نہیں آؤں گی۔ ہو سکے تو مجھے معاف کر دیجئے گا۔

پر غلطی ساری میری بھی نہیں تھی۔ آپ نے بھی سب کے سامنے مجھے ہگ کیا تھا۔ ساری یونی میں تماشا بنا تھا۔ میں بس آپکو دوست سمجھتی تھی۔ مجھے افسوس ہے میں نے اپنے ایک اچھے دوست کو کھو دیا۔ آخری بات پر زویا کی آنکھ سے آنسو ٹپکا۔ روحان سے نظریں ملائے بغیر وہ وہاں سے چلی گئی۔ روحان بھی سر جھٹکتا باہر چلا گیا۔

زویا یونی کے قدرے خاموش گوشے میں بینچ پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔

(اب کبھی میرے سامنے نا آنا)

روحان کے الفاظ یاد آنے پر آنکھوں میں مرچی سی لگنے لگی۔زویا نے ہاتھوں کی پشت سے اپنی آنکھیں صاف کیئں۔

مس زویا میں کب سے آپکو کال کر رہا ہوں ریسیو کیوں نہیں کر رہیں۔عمار نے زویا کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔

زویا نے نظریں اٹھا کر عمار کی جانب دیکھا۔بھوری آنکھیں سرخ تھی۔رونے کی وجہ سے چھوٹی سی ناک بھی سرخ پڑی ہوئی تھی۔حجاب کے ہالے میں اسکا سوگوار سا روپ عمار کی طلب کو اور بڑھا گیا تھا۔

زویا اپنا وعدہ یاد ہے نا؟؟ آپنے میرے ساتھ کافی پینے جانا ہے۔عمار نے کہا۔

ہمم یاد ہے۔زویا نے مختصر سا جواب دیا۔

چلیں پھر آج ہی چلتے ہیں میں فری ہوں۔عمار نے کہا

زویا خاموشی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔عمار کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔وہ زویا کے پیچھے چل دیا۔

ہانیہ کینٹین میں بیٹھی تھی جب موبائل کی آواز پر وہ موبائل کی طرف متوجہ ہوئی۔

ہانیہ میں عمار کے ساتھ جا رہی ہوں کافی پینے میں نے وعدہ کیا تھا اُس سے تم یونی میں ہی رہنا گھر ساتھ جائیں گے۔
زویا کا میسج پڑھ کر ہانیہ کا دل کیا وہ اس لڑکی کو دو تھپڑ لگائے۔عمار جسکی ریپو یونی میں کچھ ذیادہ اچھی نہ تھی بس اسکے ڈر کی وجہ سے لوگ خاموش رہتے تھے۔یہ لڑکی اسکے ساتھ جا رہی رہی تھی۔

پاگل ہے یہ مجھے ساتھ لے جاتی اکیلے جانے کی کیا ضرورت تھی۔ہانیہ زویا کو کوستی بولی۔

عمار نے گاڑی کے پاس پہنچتے اپنے گارڈز کو ساتھ نا آنے کا اشارہ کیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہو گیا۔زویا بھی خاموشی سے گاڑی کا دروازہ کھولے عمار کے ساتھ بیٹھ گئی۔

گاڑی میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔عمار نے اِس خاموشی کو ختم کرنے کے لئے سانگ پلے کیا۔

احساسِ محبت جو تو نے دیا

میں اُس پل اُس پل اُسی پل جیا

اِس کشمکش میں ہیں مبتلا تیرے بھی ہیں ہا نہیں ہیں پیا

اووو پیارے اووو پیارے جہاں تیری نظروں کا پہرہ ہوا

اووو پیارے اووو پیارے یہ دل وہیں پہ ہے ٹھہرا ہوا

میں اسیر محبت ہو گیا میں فقیرِ محبت ہو گیا

زویا کے ذہن میں روحان کا ہنستا ہوا چہرا آیا جب وہ کینٹین میں بیٹھا ہنس رہا تھا۔ڈمپلز واضح تھے۔زویا کو لگا یہ گانا نہیں یہ تو اسکی اپنی ہی کہانی ہے۔وہ محبت سے انکاری لڑکی روحان ملک سے محبت کر بیٹھی تھی۔وہ اسکی محبت میں ڈوب گئی تھی۔

گھومتی ہے نظر ڈھونڈتی ہے کیا

محبت تیری اور تھوڑی سی وفا

کیا کروں ہاں کروں نا کروں تو بتا

میں دلگی میں تشنگی میں خود سے ہی ہوئی جدا

روحان ملک کی بے رخی اسکی برداشت سے باہر تھی۔روحان اس سے بات نہیں کر رہا تھا یہ بات زویا کو سکون نہیں لینے دے رہی تھی۔وہ اس بات کو مان چکی تھی زویا صدیقی روحان ملک کو چاہنے لگی ہے۔روحان ملک کے بغیر زویا صدیقی خود کو ادھورا محسوس کرتی ہے۔

دلبرا و دلبریہ کیسا سفر ہے

چاہت میری ہر کیوں بے اثر ہے

عشق تو رتبا اونچا کرے ہے

ہم کو لگی رے کسی کی نظر ہے

اب کبھی میرے سامنے نا آنا روحان کے کہے ہوئے الفاظ پھر زویا کے آنسوؤں کا سبب بنے عمار سے آنسو چھپانے کے لئے زویا نے کھڑکی کی طرف منہ کر لیا۔

او و پیارے او و پیارے کس راہ چلوں میں چلوں کس گلی

اوو پیارے اوو پیارے ایسی محبت سے نفرت بھلی

میں اسیر محبت ہو گیا میں فقیرِ محبت ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔

زویا کچھ دیر ایسے ہی بیٹھی رہی۔جب باہر نظر پڑی تو زویا ٹھٹکی یہ اُس کیفے کا تو راستہ نا تھا جہاں عمار نے اس کو لے کر جانا تھا۔وہ اس راستے کو اچھی طرح جانتی تھی۔یہ تو کوئی اور ہی راستہ تھا۔زویا حیعانی سے عمار کی طرف مڑی۔

یہ کیفے کا راستا نہیں ہے۔زویا نے جیسے عمار کو بتانا چاہا۔

ہاں میں جانتا ہوں۔عمار نے پر سکون لہجے میں چہرے پر زہریلی مسکراہٹ سجاتے جواب دیا۔زویا کو شاک لگا۔

ریلیکس زویا ڈونٹ بی پینک زویا نے خود کو پر سکون کرنا چاہا۔میرا موبائل زویا نے چھپکے سے اپنا موبائل انلاک کیا اپنی لائیو لوکیشن ہانیہ کو سینڈ کرنے کے بعد ہانیہ کو کال ملا دی۔کچھ سیکنڈز بعد کال اٹھالی گئی تھی۔

ہاں زویا بولو؟ ہانیہ نے کہا

تو ہم کہاں جا رہے ہیں زویا نے عمار سے پوچھا۔

زویا تم بھی بہت معصوم ہو۔ عمار کمینگی ہنسی ہنستے ہوئے بولا۔ ہم کچھ لمحات خوبصورت کرنے جا رہے ہیں عمار نے کہا اور زویا کو بازو سے پکڑنا چاہا زویا بدک کر دور ہوئی۔

دور رہو مجھ سے زویا چیخی تھی۔ عمار کی باتیں سن کر زویا کے ساتھ ساتھ ہانیہ کا رنگ بھی اڑا تھا۔

ہانیہ بوکھلائی ہوئی آنکھوں میں آنسو لئے کینٹین سے باہر بھاگی تھی۔ بے دھیانی میں بھاگنے کی وجہ سے سامنے آتے وجود سے ایک زبردست تصادم ہوا تھا۔ حارث نے اُسے تھام کر گرنے سے بچایا تھا۔

حارث کوئی شوخ جملہ بولتا ہانیہ کے چہرے پر نظر پڑھتے بوکھلا گیا۔پورا چہرا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

ہانیہ کیا ہوا ہے رو کیوں رہی ہو حارث نے ہانیہ سے وجہ دریافت کرنی چاہی۔

حارث زویا وہ، وہ زویا۔

زویا کے نام پر علی اور ذیشان کے ساتھ آتے روحان کے قدم تھمے تھے۔کسی انہونی کے خدشے سے روحان کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔

وہ عمار اسکو لے کر گیا ہے یہ فون ہانیہ نے کچھ کہنے سے پہلے کال سپیکر پر لگائی کچھ بھی کہنے کا وقت نہ تھا۔

چھوڑو میرا ہاتھ ذلیل انسان تم مجھے اس لئے لائے تھے۔

ہاں میں تمہیں اسی لئے لایا تھا کافی کا تو بس بہانا تھا۔ تم ہو ہی اتنی حسین ایسا ہو سکتا تھا کیا کہ عمار حمدانی تمہارے حسن کو نا دیکھتا اسکو خراج نا پیش کرتا۔ فون سے زویا کی اور عمار کی تمام باتیں سنائی دے رہی تھی۔

چلو اب اندر عمار نے کہا اور زویا کو کھینچتا فلیٹ کی جانب بڑھ گیا۔

دیکھو زویا میرا ساتھ دو یقین مانو دونوں ان لمحات کو بہت انجوائے کریں گے۔ عمار کی گھٹیا بات سن کر زویا کا ہاتھ اٹھا اور عمار کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔

کمین *** تیری اتنی ہمت مجھے تھپڑ مارا روحان ملک نہیں ہوں جو تیرا تھپڑ کھا کر سکون سے بیٹھا رہوں۔ عمار نے کہتے ساتھ زویا کو ایک تھپڑ جڑا اور اسکا حجاب کھینچ کر اتارا۔۔

روحان ملک جو کب سے عمار کی بکواس سن رہا تھا اب اسکی بس ہوئی تھی۔ہاں یہ بات تھی کہ وہ زویا سے بدلہ لینا چاہتا تھا۔

پر روحان ملک اتنا بے غیرت نہیں تھا کہ وہ کسی کی عزت خراب کرتا۔یا پھر کسی کی عزت کو داغدار ہوتے دیکھ خاموش بیٹھا رہتا۔

روحان ہانیہ کا موبائل لیتا باہر کی جانب بھاگا حارث علی اور ذیشان بھی باہر کی جانب گئے پر انکے پہنچنے سے پہلے روحان گاڑی بھگا لے گیا تھا۔باقی سب بھی حارث کے ساتھ روحان کے پیچھے گ ئے تھے۔

تیس منٹ کا راستہ ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ دس منٹ میں تہہ کر چکا تھا۔ کئی بار اسکا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا۔ روحان منٹ کی دیر کیے بغیر فلیٹ کے دروازے کو توڑنے والا تھا اِس سے پہلے وہ دروازے کو توڑتا دروازہ کھلا اور ایک نرم وجود روحان ملک کے سینے سے لگا۔ روحان ملک کو کرنٹ لگا۔

رو۔۔روحان پلیز مجھے بچالو۔زویا روحان کے چہرے کو دیکھے بغیر بولی۔وہ روحان کو اسکی خوشبو سے پہچان چکی تھی۔

روحان نے اپنے سینے سے لگی زویا کو دیکھا جو کانپتی ہوئی ہچکیوں سمیت رو رہی تھی۔روحان ملک نے آج تک زویا کو بغیر حجاب کے نہیں دیکھا تھا۔پر آج وہ اسکے سامنے حجاب کے بغیر تھی۔زویا کے بھورے بال کھل کر کمر سے نیچے تک جا رہے تھے۔زویا روحان کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے ابھی تک رو رہی تھی۔روحان نے آہستگی سے زویا کے سر کو تھپکا۔زویا کے رونے میں اور شدت آئی۔

اووو تو روحان ملک بھی پہنچ گیا ہے۔عمار جو زویا کو پکڑنے اسکے پیچھے آیا تھا زویا کو روحان کے سینے سے لگے دیکھ بولا۔

ویسے روحان بدلہ تو تو نے بھی لینا ہے اِس سے آجا دونوں مل کر مزا لیتے ہیں۔

عمار نے آنکھ دباتے ہوئے لوفرانا لہجے میں کہا۔

روحان ملک کے صبر کا پیمانہ ختم ہوا تھا۔وہ زویا کو چھوڑے عمار کی طرف بڑھا۔ایک کے بعد ایک مکا عمار کے چہرے کو بگاڑنے کا سبب بن رہا تھا۔حارث، علی اور ذیشان جو ابھی پہنچے تھے روحان کو پاگلوں کی طرح عمار کو مارتے دیکھ اسکی طرف بڑھے۔

روحان کیا کر رہا ہے چھوڑ اُسے۔حارث روحان کو پکڑے چیخا۔پر روحان پر تو آج جنون سوار تھا۔زویا روحان کا غصہ دیکھ اور ڈر چکی تھی۔وہ پہلی بار روحان کا جنونی روپ میں دیکھ رہی تھی۔

کیوں کیوں چھوڑ دوں میں اسے نا جانے اب تک کتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکا ہے یہ خبیث انسان روحان خود کو چھڑواتے دھاڑا تھا۔

ان تینوں کا روحان کو قابو کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ روحان پلیز زویا یہیں ہے۔ وہ آگے ڈری ہوئی ہے۔ حارث جانتا تھا روحان کو ٹھنڈا کرنے کا یہی بہتر طریقہ ہے۔

روحان نے خاموشی سے زویا کی طرف دیکھا وہ واقعی روحان کو بھی سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ روحان زویا کے پاس گیا تو زویا تھوڑا پیچھے کھسکی۔

ڈوپٹا کہاں ہے تمہارا؟؟ روحان نے ادھر اُدھر نظریں گھمائے پوچھا۔

زویا نے ہاتھ سے اندر کی طرف اشارہ کیا۔ روحان زویا کا ہاتھ پکڑے کھینچتا ہوا اسے اندر لے کر گیا۔

کمرے میں لیجا کر روحان نے زویا کے سر پر ڈوپٹا دیا۔ زویا بہتی آنکھوں سے سر جھکائے کھڑی رہی۔

منع کیا تھا نا میں نے تم اس سے دور رہو گی۔ روحان نہایت سرد لہجے میں بولا۔ زویا کے آنسو روانی سے بہنے لگے۔

منع کیا تھا یا نہیں۔زویا کو جواب نا دیتے دیکھ وہ دھاڑا

کیا تھا زویا ہچکیوں سمیت بولی۔

تو پھر کیوں آئی اسکے ساتھ اکیلی جانتی ہو اگر میں وقت پر نہیں آتا تو آج کیا ہو سکتا تھا؟؟روحان غصے سے بولا۔

وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا تھا اگر وہ وقت سے نا پہنچتا یا تھوڑا سا بھی لیٹ ہو جاتا تو عمار زویا کی پوری زندگی برباد کر دیتا۔روحان نے اپنے ماتھے کو سہلایا

زویا میرا دل کر رہا ہے میں اس وقت تمہارا گلہ دبا دوں ہزار بار تمہیں منع کیا تھا کہ اسکے پاس نا جاؤ پر نہیں مس زویا نے تو ہمیشہ اپنی کرنی ہوتی ہے۔

روحان نے بولتے ہوئے زویا کی طرف دیکھا اسکے وجود میں اب بھی لرزش تھی۔ آنسو ابھی تک جاری تھے۔ روحان نے کچھ سخت کہنے سے خود کو بعض رکھا۔وہ قدم کا فاصلہ مٹائے آگے بڑھا اور زویا کو اپنے سینے سے لگا گیا۔

روحان کے اس عمل پر زویا ایک بار پھر ضبط کھوتی روحان کے سینے میں منہ دیے رونے لگی۔

میں ڈر گئی تھی روحان۔ میں بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔

مجھے لگا میں اپنا سب کچھ کھو دوں گی۔زویا روحان کے سینے میں چہرہ چھپائے بولی تھی۔

ریلکس زویا چپ کرو کچھ نہیں ہوا۔ میں ہوں نا تمہارے پاس۔

روحان ملک زویا صدیقی کو تکلیف دے کر بدلہ لینا چاہتا تھا پر زویا کی تکلیف پر وہ خود تڑپ اٹھا تھا۔

اب اگر تم نے ایک اور آنسو بہایا تو میں اِس عمار کو جان سے مار دوں گا۔روحان نے زویا کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

زویا اپنے بال سمیٹتی حجاب ٹھیک کرنے میں مصروف تھی جب حارث دروازہ کھولے اندر آیا

چلو روحان ہانیہ پریشان ہو رہی ہو گی۔حارث کے اندر آنے پر روحان زویا کے آگے جا کر کھڑا ہو گیا تا کہ حارث زویا کو نا دیکھے زویا مکمل طور پر روحان کے پیچھے چھپ گئی۔

حارث روحان کے اِس قدر پوزیسو انداز پر مسکراہٹ دباتا باہر نکل گیا۔روحان زویا ہاتھ پکڑے باہر نکلا اور زویا کو گاڑی میں بیٹھا کر خود گاڑی میں بیٹھا۔

یونی پہنچ کر زویا نے روتی ہوئی ہانیہ کو تسلی دی اور سب خدا حافظ کہتے گھر چلی گئی۔

_____

فیضان مشال سے ملنے اور کل کی دعوت کا بتانے آج بازل کے گھر موجود تھا۔ ردا اپنے کمرے میں بیٹھی بوتیک کے کام میں مصروف تھی۔ بزل کی بات مان کر اسنے بوتیک جانا چھوڑا ہوا تھا۔ ردا نے نظر اٹھا کر گھڑی کی طرف دیکھا تو سات بج رہے تھے۔

افف میں نے تو دوپہر کا کچھ نہیں کھایا ردا بڑبڑائی اور ڈوپٹا سر پر جماتی دروازہ کھولے باہر بڑھ گئی۔

لاؤنج میں صوفے پر فیضان کو مشال کے ساتھ بیٹھے دیکھ ردا ٹھٹھکی ردا نے سلام کیا اور کچن کی جانب بڑھنے لگی۔

ردا آپ کہاں جا رہی ہیں آجائیں آپ بھی ہمارے پاس بیٹھیں۔

مشال نے حیرت سے اپنے بھائی کی طرف دیکھا اسکا بھائی کسی لڑکی سے بات کر رہا تھا۔مشال نے ایک نظر ردا کو پھر فیضان کو دیکھا مشال کی آنکھیں چمکی۔اسے اور کیا چاہیے تھا اب وہ ردا کو بازل سے دور کر سکتی تھی

نہیں آپ لوگ بیٹھیں۔

فیضان کی آواز ردا کے کانوں میں پڑی تو وہ پیچھے مڑ کر بولی۔

ارے ردا آؤ نا جب بھائی کہہ رہے ہیں تو آجاؤ ویسے بھی تم صبح سے کمرے میں ہی ہو۔مشال نے ردا سے کہا۔

ہاں آجائیں ردا فیضان کے دوسری بار کہنے پر ردا خاموشی سے صوفے پر ٹک گئی۔کچھ دیر بعد مشال نے گھڑی کی طرف دیکھا بازل کے آنے کا وقت ہو رہا تھا۔ایک پر اسرار مسکراہٹ مشال کے لبوں پر بکھری۔

بھائی آپ لوگ باتیں کریں مجھے اپنی دوست سے بات کرنی تھی میں بھول گئی میں بس دو منٹ میں آئی۔مشال نے کہا اور وہ بھاگتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

مشال کے جانے کے بعد ردا اٹھنے لگی۔

بیٹھ جائیں ردا آپکو کھا نہیں جاؤں گا۔فیضان نے ہنستے ہوئے کہا تو ردا خاموشی سے بیٹھ گئی۔

آپ بوتیک کیوں نہیں جارہیں؟فیضان کی بات پر بازل کے اندر آتے قدم ساکت ہوئے وہ خاموشی سے باہر ہی کھڑا رہا۔

بازل کو پسند نہیں ردا نے آہستگی سے جواب دیا۔

تو تم بازل کی بات کیوں سن رہی ہو؟؟کیوں اُس بے قدرے انسان کے پیچھے اپنی زندگی ضائع کر رہی ہو؟؟

فیضان آج آپ سے تم پر آگیا تھا۔

ردا ابھی کچھ کہتی بازل اندر آ کر بولا

ردا تم اپنے کمرے میں جاؤ۔ بازل کا نہایت سرد لہجہ دیکھ ردا فوراً کمرے میں چلی گئی۔

کیسے ہو فیضان خیریت تم آج یہاں بازل نے فیضان سے ہاتھ ملاتے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔

ہاں بس میں مشال کو کل کی دعوت کا بتانے آیا تھا۔ اب کافی دیر ہو گئی ہے میں چلتا ہوں فیضان نے کہا اور بازل سے ملتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

رات کا ایک بج رہا تھا۔ ردا بھوک سے نڈھال لیٹی ہوئی تھی۔ بھوک کی وجہ سے ردا کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ بازل کا رویہ دیکھ وہ ڈر کی وجہ سے ڈنر کے لئے باہر نہیں گئی تھی۔ پر اب اسکا سونا محال تھا۔

اسنے ہلکا سا دروازہ کھولا پورا گھر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ ردا اپنے کھلے بالوں کو کیچر میں مقید کرتی باہر کی طرف بڑھی۔

کچن کی لائیٹ جلائے وہ کھانا گرم کرنے لگی۔ بازل جو اندھیرے میں بیٹھا ردا کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہا تھا۔ ردا کو کچن میں جاتے دیکھ وہ اٹھا اور کچن کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔

رداڈوپٹے سے بے نیاز اپنے کام میں مصروف تھی۔ آدھے بال کیچر میں مقید تھے۔ جبکہ بالوں کی کچھ آوارہ لٹیں ردا کے حسین چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ ردا کھانا ٹرے میں رکھے اٹھانے والی تھی جب بازل نے ردا کے پیچھے کھڑے ہوئے اسکی کمر پر بازو لپیٹے۔

رداڈر کر پیچھے مڑی۔ بازل اسکے اتنے قریب تھا کہ مڑتے ہوئے ردا بازل کے سینے سے ٹکرائی۔ خود کو بازل کی پکڑ میں دیکھ ردا کے حواس سلب ہوئے۔

آپ۔۔۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں ردا نے بازل کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے خود سے دور کرتے ہوئے کہا۔

کھانا کھانے آیا ہوں۔ بازل نے ردا کی کلائیاں اپنی مضبوط پکڑ میں لیتے کہا۔

آپ پیچھے ہٹیں میں کر دیتی ہوں آپکے لئے کھانا گرم۔ ردا نے بازل سے دور جانا چاہا۔

نہیں یہ جو گرم کیا ہے وہی کافی ہے۔ بازل نے ردا کے کان کے قریب ہو رے کہا۔

پ۔۔ پر یہ تو میرا ہے۔ ردا بند آنکھوں سے بولی۔

میاں بیوی میں کوئی چیز میری تمہاری تھوڑی ہوتی ہے۔

بازل اپنے انگوٹھے سے ردا کے گال کو سہلاتے بولا۔ ردا نے اپنی جھیل جیسی نیلی آنکھیں اٹھائے بازل کی جانب دیکھا۔ بازل کی نظروں میں جانے کیا تھا ردا نظریں جھکانے پر مجبور ہو گئی۔

چلو آؤ کھانا کھائیں۔ بازل نے کہا اور ٹرے لئے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھ گیا۔

اب ادھر کیا کھڑی ہو یہاں آؤ۔ بازل ردا کو ادھر ہی کھڑے دیکھ بولا۔

بازل کے کہنے پر ردا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی بازل سے دور پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔

بازل اٹھا اور ردا کے ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ردا نا محسوس انداز میں بازل سے دور کھسکی ردا کی حرکت پر بازل نے اپنے ہونٹ دبا کر مسکراہٹ روکی۔

چلو ردا کھانا شروع کرو۔ بازل کی اس قدر قریب موجودگی میں ردا کے ہاتھ کپکا گئے۔ وہ کپکپاتے ہاتھوں سے چھوٹے چھوٹے لقمے بناتی کھانے لگی۔

مجھے بھی کھلاؤ۔ بازل کا حکم سن ردا سہمی ہوئی نظروں سے بازل کی طرف دیکھنے لگی۔ بازل کی قربت ردا کی جان لبوں پر لے آئی تھی۔

ردا نے کانپتے ہاتھ سے نوالا بنایا اور بازل کی طرف بڑھایا۔

بازل نے جان کر اپنے لب ردا کی انگلیوں سے مس کیے۔ ردا نے گھبرا کر اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا۔

کیا ہوا؟؟ بازل شرارتی نظروں سے ردا کی طرف دیکھے گویا ہوا۔ جو بھی تھا پر آج بازل کو ردا کا گھبرایا ہوا روپ بہت بھلا لگ رہا تھا۔ اُسے ردا کو تنگ کرنے میں مزا آ رہا تھا۔

کچ۔۔کچھ نہیں ردا اٹک اٹک کر بولی۔

اچھا کل تیار رہنا تم بھی ہمارے ساتھ جاؤ گی مشال کے گھر بازل نے کہا اور ردا کا گال تھپکتے اٹھ کھڑا ہوا۔

بازل کے جانے پر ردا نے اپنے دھک دھک دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا دل معمول سے زیادہ سپیڈ میں دھڑک رہا تھا۔ردا خود کو پر سکون کرتی کھانا کھانے لگی۔

_____

ہانیہ اور زویا کمرے میں بیٹھی تھی۔زویا ہانیہ کو ساری بات سے تفصیلاً آگاہ کر چکی تھی۔

زویا روحان بھائی بہت اچھے ہیں تمہیں پتا ہے حارث لوگوں سے پہلے وہی بھاگے تھے تمہیں بچانے کے لئے۔

ہاں اِس میں تو کوئی شک نہیں مسٹر ایروگینٹ ہے تو بہت اچھا۔ زویا نے دل میں سوچا ایک مسکراہٹ نے زویا کے لبوں کا احاطہ کیا۔

آں ہاں کیا بات ہے بڑا مسکرایا جا رہا ہے؟؟ ہانیہ نے زویا کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں۔ زویا صدیقی آج زندگی میں پہلی بار سٹپٹائی تھی۔

ہمیں تو بہت کچھ لگ رہا ہے۔ اب سیدھی طرح بتاؤ کیا بات ہے۔

یار وہ اصل میں۔۔۔۔۔ پر مجھے خود نہیں سمجھ آتا کہ مجھے کیا ہوا ہے۔ زویا اپنی عادت کے مطابق تیزی سے بولی۔

پھر بھی کچھ تو بتاؤ۔ہانیہ نے اصرار کیا

دیکھ یار میں کہیں بیٹھی ہوتی ہوں تو روحان میرے خیالوں میں آنا شروع ہو جاتے ہیں۔انکی ہنسی انکے گال پر پڑتا ڈمپل مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔

جب میں پڑھ رہی ہوتی ہوں روحان کا چہرہ مجھے نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔روحان مجھے اتنے دنوں سے اگنور کر رہے ہیں یہ بات مجھے بے سکون کیے رکھتی ہے۔میں چاہتی ہوں کہ روحان میرے پاس رہیں مجھ سے باتیں کریں۔پر میں خود نہیں جانتی اِس کیفیت کو کیا نام دوں۔زویا نے آخری الفاظ بے بسی سے کہے۔

زویا تم جانتی ہو ایسا کیوں ہو رہا ہے؟؟ہانیہ نے زویا کو اپنی نظروں میں رکھتے کہا

زویا نے نفی میں سر ہلایا۔

کیونکہ تم روحان بھائی کو چاہنے لگی ہو۔ تم اُن سے محبت کر بیٹھی ہو۔

ہاں مجھے بھی یہی لگتا ہے۔

پر روحان مجھ سے نہیں بولتے۔ میں نے اتنی بار کوشش کی تھی ان سے بات کرنے کی پر وہ میری بات سنتے ہی نہیں ہیں۔ زویا کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئیں۔

اب عمار والے واقعے کے بعد وہ مجھ سے اور زیادہ ناراض ہوں گے ہوں گے کیونکہ میں نے انکی بات نہیں مانی۔

انھوں نے مجھے عمار سے دور رہنے کا کہا تھا۔ میں نہیں رہی اُس سے دور اور اسکے ساتھ اکیلی چلی گئی۔ زویا افسردگی سے بولی

اگر وہ ناراض ہیں تو تم انھیں مناؤ۔ادھر آؤ میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔ہانیہ نے زویا سے کہا اور اسے آئیڈیا بتانے لگی۔

اگلے دن روحان علی اور ذیشان کے ساتھ بیٹھا تھا حارث ابھی تک نہیں آیا تھا۔زویا دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی روحان کی جانب بڑھ رہی تھی۔

زویا نے گھبراہٹ کی وجہ سے پیچھے مڑ کر ہانیہ کی طرف دیکھا۔

جانا۔۔۔۔۔ہانیہ نے اشارہ کیا۔زویا رونی شکل بنائے نروس روحان کی جانب بڑھی۔

زویا کو اپنے سامنے کھڑے دیکھ روحان نے سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

روحان ملک بالوں کو جیل سے جمائے کالے رنگ کی پینٹ شرٹ پہنے زویا کے دل کو دھڑکا گیا تھا۔

وہ،وہ میں نے آپ سے بات کرنی ہے میرے ساتھ چلیں۔زویا نے کہا اور روحان کا ہاتھ تھام گئی۔زویا کی حرکت پر روحان نے شاکی نظروں سے زویا کی جانب دیکھا۔

اٹھیں نا۔۔روحان کو نا اٹھتے دیکھ زویا بولی تھی۔

وہ روحان کے بھاری بھر کم وجود کو اٹھانے سے قاصر تھی۔آپ لوگ بھی چلیں۔زویا نے علی اور ذیشان سے کہا۔وہ بھی سر ہلاتے زویا اور روحان کے پیچھے چل دیے۔

زویا روحان کو لیے کیفیٹیریا پہنچی تو حارث اور ہانیہ پہلے سے ہی ساری ارینجمنٹس کر چکے تھے۔

روحان کیفے ٹیریا میں انٹر ہوا تو ٹھٹھکا سامنے ٹیبل پر کیک پڑا تھا تھا۔جس پر آئی ایم سوری کے الفاظ لکھے تھے۔

روحان نے حارث کی طرف دیکھا وہ مسکرا دیا۔ روحان نے پیچھے مڑ کر زویا کو دیکھنا چاہا پر زویا غائب تھی۔ کچھ سیکنڈ بعد گیٹار کے ساتھ زویا کی سریلی آواز کیفے ٹیریا میں گونجی۔

مجھے نیند آتی نہیں ہے اکیلے

خوابوں میں آیا کرو

نہیں چل سکوں گی تمہارے بنا میں

میرا تم سہارا بنو

زویا گانے کے بول گاتے ہلکی چال چلتی روحان کے سامنے کھڑی ہوئی اور اپنا نازک ہاتھ روحان کے آگے پھیلایا۔ روحان نے زویا کے ہاتھ کی جانب دیکھا اور مسکرایا۔ ایک پر اسرار مسکراہٹ سے روحان نے اپنا بھاری ہاتھ زویا کی ہتھیلی پر دھر دیا۔

ایک تمہیں چاہنے کے علاوہ

اور کچھ ہم سے ہو گا نہیں۔۔۔۔

گانے کے بول ختم کیے زویا روحان سے مخاطب ہوئی۔

آئی ایم سوری روحان آئی ایم سوری فار ایوری تھینگ!!!

زویا نے روحان کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامے کہا۔

میں نے سب سٹوڈنٹس کے سامنے آپکو تھپڑ مارا تھا آج سب کے سامنے آپ سے معافی مانگتی ہوں مجھے معاف کر دیں۔زویا کانوں کو ہاتھ لگاتی معصومیت سے بولی۔زویا کی حرکت دیکھ روحان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

معاف کیا۔۔روحان نے زویا کی ناک دباتے کہا۔روحان کے الفاظ زویا کے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار بن کر برسے تھے۔زویا آج بہت خوش تھی۔اسکے اندر کی شرارتی لڑکی آج پھر زندہ ہو گئی تھی۔

_____

بازل کے کہنے پر بھی ردا بازل کے ساتھ مشال کے گھر نا گئی تھی۔بازل اور مشال کو گئے ہوئے کافی وقت ہو چکا تھا

مشال کی غیر موجودگی میں ردا ریلیکس فیل کر رہی تھی۔ردا صوفے پر بیٹھی ہارر مووی دیکھنے کے ساتھ پاپ کارن کھانے میں مصروف تھی۔گھر کی گھنٹی بجنے پر ردا ڈر کر اچھلی۔

افففف!ردا نے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ دروازہ کھولا تو بازل اور مشال تھے۔ ردا نے سکھ کا سانس لیا۔

رات کے بارہ بج رہے تھے۔ہارر فلم دیکھنے کی وجہ سے ردا کی آنکھوں سے نیند کوسو دور تھی۔

میں کیا کروں مجھے دیکھنی ہی نہیں چاہیے تھی۔ردا اپنا منہ کمفرٹر کے اندر کرتی رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

کلک!دروازے کے کھلنے کی آواز سے ردا کمفرٹر میں چھپی پسینے میں بھیگی تھی۔بھاری قدم ردا کے پاس آکر رکے۔

ردا آنکھیں بند کیے آیت الکرسی پڑھنے لگی۔یا اللہ آج بچالے آئیندہ کبھی ہارر فلم نہیں دیکھوں گی۔ردا نے سوچا۔

اِس سے پہلے وہ وجود ردا کے اوپر سے کمفرٹر اتارتا

بھوت بھوت ردا چلاتی ہوئی بازل کو دھکا دیے اٹھی تھی۔

بازل اِس اچانک ہونے والے حملے پر تیار نا تھا۔ دھکا لگنے کی وجہ سے بیڈ پر گرا۔ ردا نے بازل کو دھکا دیے سب سے پہلا کام لائیٹ چلانے والا کیا۔ بازل کو بیڈ پر گرا دیکھ ردا کی آنکھیں کھل گئیں۔ بازل خشمگیں نگاہوں سے ردا کو گھورنے میں مصروف تھا۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟؟ ردا نے ہوائیاں اڑے چہرے سے پوچھا۔

چائے کا کہنے آیا تھا مشال سو گئی تھی ۔ پر تم مجھے بتانا پسند کرو گی کونسا بھوت دیکھ لیا تھا تم نے۔ بازل کی بات پر ردا شرمندہ ہوتی نظریں جھکا گئی۔

تم نے آج پھر ہارر فلم دیکھی ہے؟؟ بازل نے شکی نظروں سے ردا کی جانب دیکھتے کہا۔

نہیں نہیں میں نے تو نہیں دیکھی ردا نے صاف انکار کیا۔

بازل جانتا تھا ردا بچپن میں بھی جب ہارر فلم دیکھتی تھی تو رات کو چیخ چیخ کر سب کو اکٹھا کر لیتی تھی اور اکثر بازل ہی ردا کو تنگ کرنے کے لئے جان کر ہارر فلم دیکھاتا تھا۔

اچھا تو تم نے نہیں دیکھی۔بازل نے تصدیق چاہی۔ردا نے نفی میں سر ہلایا

ردا یہ تمہارے پیچھے کیا ہے؟؟بازل ردا کے پیچھے دیکھتے ہوئے بولا۔ بس بازل کا اتنا کہنا تھا کہ ردا بھاگتی ہوئی بیڈ پر چڑھی بازل کے سینے سے لگی تھی۔ردا کی حرکت پر بازل فریز ہوا تھا۔وہ جانتا تھا ردا ڈرے گئی پر اس کے پاس آئے گی یہ بات شاکنگ تھی۔

میں نے دیکھی تھی جب آپ لوگ باہر گئے تھے ۔پر مجھے اب ڈر لگ رہا ہے نیند بھی نہیں آ رہی۔ ردا رندھی ہوئی آواز میں بولی۔ بازل نے اُسے خود سے دور کرنا چاہا پر وہ نہیں کر سکا۔وہ اپنی ہی حالت پر جھنجھلا سا گیا تھا۔

اچھا تم سو جاؤ میں یہیں ہوں۔بازل نے کہا اور ردا کو اسکی جگہ پر لیٹنے کے لئے کہا۔

آپ یہیں ہیں نا؟؟ردا نے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔

ہاں میں یہی ہوں۔بازل نے نرمی سے جواب دیا۔وہ چاہ کر بھی ردا کے ساتھ سخت لہجا استعمال نہیں کر پا رہا تھا۔

رات کے پہر بازل کی آنکھ کھلی تو اُس نے ردا کو اپنے بے حد قریب پایا۔ردا کی گرم سانسیں بازل کو اپنی گردن پر محسوس ہو رہی تھی۔بازل نے ایک نظر ردا کے چہرے کی طرف ڈالی رات کا پہر اپنی ملکیت کا احساس بازل پر ہاوی ہو رہا تھا۔

بازل نے شہادت کی انگلی سے ردا کی پیشانی سے لے کر ہونٹوں تک لکیر کھینچی ردا کے گلزار ہونٹ پر بازل کی سرسراتی انگلیوں کی حرکت رک چکی تھی۔ بازل ایک دم گھبرا کر پیچھے ہوا۔ وہ کیا کرنے جا رہا تھا۔ جب وہ ردا کو بیوی ہی نہیں سمجھتا تھا تو یہ جذبات کیوں انگڑائی لے رہے تھے۔ بازل نے اپنی پیشانی کو مسلا اور ردا کے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

* _____ *

السلام علیکم! داجی مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ حارث نے سلام کرتے ہوئے فون کرنے کا مقصد بتایا۔

وعلیکم السلام! جی بیٹا بولیں۔ داجی حارث کے اتنے سنجیدہ رویے پر حیرانی سے بولے۔

داجی میں ہانیہ سے نکاح کر چکا ہوں۔ حارث نے گویا داجی پر بم پھوڑا

کیا مطلب نکاح کر چکا ہوں۔ واہ بیٹا جی واہ اکیلے ہی نکاح کر چکے ہو بتانا بھی گوارا نہیں کیا۔ داجی برہمی سے بولے۔

داجی ایسی بات نہیں ہے آپ میری بات تو سنیں۔ حارث نے کہتے ساتھ مکمل بات داجی کے گوش گزار کی۔

سردار حارث خان کیا ہم نے تمہاری یہ تربیت کی ہے؟؟ داجی گرجے تھے۔

داجی میں شرمندہ ہوں اپنی حرکت پہ پتا نہیں کیسے غصے میں سب ہو گیا۔ حارث نے صفائی دینی چاہی۔

کیا غصہ ہاں تم ایک سردار ہو جرگے کے فیصلے بھی غصے میں سرانجام دو گے۔ داجی دھاڑے تھے۔

میں معافی چاہتا ہوں داجی۔ حارث مدھم آواز میں بولا۔

بچی کے والدین کو پتا ہے ؟؟

نہیں داجی میرے دوستوں اور اسکی چچازاد کے علاوہ کسی کو نہیں پتا۔ حارث نے جواب دیا۔

تم جاؤ اور بہو کے گھر والوں کو اِس بات سے آگاہ کرو آگے جو فیصلہ ہانیہ بیٹی کرے گی اِس رشتے کے بارے میں وہ تمہیں ماننا پڑے گا۔ داجی ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہتے حارث کو پریشانی میں مبتلا کر چکے تھے۔

داجی وہ اب سردار حارث خان کی عزت ہے وہ میرا ساتھ چاہے یا نہ چاہے لیکن اب اسکو سردار حارث خان کی ہی بن کر رہنا ہے۔ حارث بھی سرد لہجے میں گویا ہوا۔

حارث خان یہ رشتے زبردستی کرنے سے نہیں بنتے۔ داجی جب حارث پر غصہ ہوتے تو وہ اُسے حارث خان ہی کہہ کر بلاتے تھے۔ اب بھی انہیں حارث کی حرکت پر شدید غصہ تھا۔

داجی میں اُسے سمجھالوں گا پر اس سے اب دستبردار نہیں ہو سکتا۔ حارث داجی کو اپنی بات کہے بہت کچھ واضح کر چکا تھا۔

تم جا کر ہانیہ بیٹی کے والدین کو سب سچ بتاؤ میں نہیں چاہتا کوئی اسکو غلط سمجھے۔ داجی نے کہا اور الوداعی کلمات کہتے فون رکھ دیا۔

_____

آج سنڈے تھا مشال اپنے میکے گئی ہوئی تھی جبکہ بازل شازیہ بیگم کے بہت اصرار پر رداکول ئے اپنے گھر پر موجود تھا۔ سارے ٹی ۔وی لاؤنج میں بیٹھے چائے پینے میں مصروف رھے جب دروازے کی گھنٹی بجی زویا دروازہ کھولنے کے ل ئے اٹھی۔

چڑیل بیٹھی رہو میں دیکھ کر آتا ہوں۔بازل نے کہا اور دروازہ کھولنے کے ل ئے اٹھ گیا۔

تائی جان دیکھ لیں بازل بھائی نے مجھے پھر چڑیل کہا ہے۔زویا منہ بنا کر بولی زویا کی حرکت پر لاونج میں بیٹھے تمام وجود مسکرا دیے۔

جی کس سے ملنا ہے آپکو؟ بازل نے دروازے کے سامنے کھڑے وجاہت سے بھرپور نوجوان سے استفار کیا۔

آپ بازل ہیں؟ حارث نے گلاسس آنکھوں سے اتارتے ہوئے کہا گلاسس اتارنے سے حارث کی گرے آنکھیں واضح ہوئیں تھی۔

جی میں بازل ہی ہوں پر آپ بازل نے سوالیہ نظروں سے حارث کی طرف دیکھتے کہا۔

میں حارث خان ہوں انکل ماجد مجھے جانتے ہیں میں انھی سے ملنے آیا ہوں حارث نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

آپ آئیں اندر ابو گھر ہی ہیں۔ حارث بازل کے پیچھے لاونج میں ہی آ گیا۔ لاونج میں بیٹھے دو لوگوں کے علاوہ تمام وجود حارث کو حیرت سے دیکھنے لگے۔ زویا اور ہانیہ حارث کو یہاں دیکھ پریشان ہوئی تھی۔

السلام علیکم! حارث نے سلام کیا اور ماجد صاحب کے اشارے پر صوفے پر ٹک گیا۔

حارث آپ یہاں خیریت؟ ماجد صاحب نے اسکے آنے کی وجہ دریافت کرنا چاہی۔

جی انکل دراصل میں آپکو ایک بات سے آگاہ کرنے آیا ہوں حارث نے نظر اٹھا کر ہانیہ کی طرف دیکھا ہانیہ ڈر سے زرد چہرہ لئے حارث کی جانب دیکھ رہی تھی۔حارث نے شرمندگی سے نظریں چرائیں۔

انکل اصل میں بات یہ ہے میں ہانیہ سے نکاح کر چکا ہوں۔

حارث کی بات پر سب نے حیرت سے ہانیہ کی طرف دیکھا۔

میں نے کچھ نہیں کیا۔ہانیہ روتے ہوئے سبکی آنکھوں میں اپنے لے بے یقینی دیکھتی بولی۔

جی انکل ہانیہ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔حارث یہ کہتے ساتھ ساری بات سچ سچ بتاتا گیا۔

کمینے انسان تیری ہمت کیسے ہوئی میری بہن کے ساتھ زبردستی نکاح کرنے کی۔میں تیری جان لے لوں گا۔بازل حارث کو گریبان سے پکڑتا دھاڑا تھا۔

دیکھیں بازل صاحب میں بہت آرام سے تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کر رہا ہوں بہتر ہے آپ بھی آرام سے بات کریں حارث نے کہا اور بازل کے ہاتھوں سے اپنا گریبان چھڑوایا۔

تم میری بہن کے ساتھ اتنا سب کر چکے ہو اور تم کہہ رہے ہو میں آرام سے بات کروں بازل ایک بار پھر بے قابو ہو کر حارث کی طرف لپکا تھا۔ اتنی ذلت پر ہانیہ کا بس نہیں چل رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے۔

بازل بیٹھ جاؤ۔ ماجد صاحب کے چیخنے پر بازل سر جھٹکتا بیٹھا تھا۔

ٹھیک ہے حارث تم نے جو کیا کیا پر ہانیہ کی مرضی کے بغیر ہم ہانیہ کا اپکے ساتھ رشتہ نہیں رکھ سکتے۔

ہانیہ بیٹا بتاؤ آپ کیا چاہتی ہو۔ماجد صاحب کہتے ساتھ ہانیہ کے پاس گ ئے تھے۔ہانیہ نے خوفزدہ نظروں سے حارث کی جانب دیکھا ۔ حارث ہانیہ کی طرف یوں دیکھ رہا تھا جیسے اسے کہنے کی کوشش کر رہا ہو تم انکار کرو زرا پھر بتاوں گا۔

ہانیہ بیٹا آپکو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے آپکے والد ابھی زندہ ہیں۔ماجد صاحب نے ہانیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے کہا۔

بابا میں اِس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ہانیہ نے آنسو بہاتے ہوئے جواب دیا۔

سن لیا تم نے اب طالاق دو میری بہن کو اور نکلو یہاں سے۔ہانیہ کی بات سن کر بازل غصے سے بولا تھا۔

طالاق تو میں تمہاری بہن کو کبھی نہیں دوں گا۔حارث بھی اب اپنی اصلی ٹون میں واپس آیا تھا۔وہ جو کب سے آرام سے بات سلجھانے کی کوشش کر رہا تھا اب اسکا صبر ختم ہوا تھا۔

اور تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی حارث سرد لہجے میں کہتے ہوئے ہانیہ کی طرف بڑھا تھا۔ ہانیہ ڈر کے مارے شازیہ بیگم کے ساتھ لگی تھی۔

رہنا تو تمہیں میرے ساتھ ہی پڑے گا۔ حارث نے کہتے ساتھ ہانیہ کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے اسے اپنی طرف کھینچا۔

میں لے کر جا رہا ہوں اپنی بیوی کو آیا تو میں معاملہ سلجھانے اور معافی مانگنے تھا پر آپ لوگ جو چاہتے ہیں میں ویسا ہر گز نہیں کر سکتا۔

چلو ہانیہ یہ کہتے ساتھ وہ ہانیہ کو لئے کھینچتا اپنے ساتھ لے جانے لگا۔

مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔ ہانیہ چیخی تھی۔

حارث چھوڑو میری بہن کا ہاتھ میں کیس کرواؤں گا تم پر گھٹیا انسان۔ بازل نے کہتے ساتھ ہانیہ کو اپنے پیچھے چھپایا تھا۔

یہ شوق بھی پورا کر لو اگر تمہیں لگتا ہے اِس سے تم میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو تو غلط فہمی ہے تمہاری۔ اس کیس وغیرہ میں سردار حارث خان کا تو کچھ نہیں جائے گا البتہ تمہارے خاندان کی عزت ضرور خراب ہو جائے گی۔ حارث سرد آنکھوں سے بازل کی طرف دیکھتے بولا۔

انکل فالحال تو میں اپنی امانت یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ وہ ہانیہ کے ڈرے ہوئے چہرے پر نظر ڈالتا بولا تھا۔ پر کچھ دن تک مجھے رخصتی چاہیے۔ حارث یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

پیچھے ماجد صاحب سر پکڑ کر بیٹھ گئے ہانیہ کو زویا اور ردا حوصلہ دیتی کمرے میں لے جا چکی تھی۔

ابو اب کیا کرنا ہے؟؟ رات کے کھانے کے وقت ڈائننگ پر بیٹھے بازل نے ماجد صاحب سے استفار کیا۔

ہانیہ کی رخصتی کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں ہم۔ماجد صاحب نے ہارے ہوئے لہجے میں کہا۔

پر ابو ہم کیسے ہانیہ کو اسکے ساتھ رخصت کر دیں۔ماجد صاحب کی بات پر بازل بھڑکا۔

بازل!بھائی صاحب سہی کہہ رہے ہیں۔وہ لوگ بہت بڑے ہیں ہم ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔اگر ہم کوئی کیس بھی کرتے ہیں تو وہ انکی ساخت کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

الٹا کوڑٹ میں ہانیہ کی ہی کردار کشی کی جائے گی تم جانتے تو ہو پاکستان کے سسٹم کو جس کے پاس پیسہ اور تعلقات ہوتے ہیں وہ غلط ہو کر بھی سہی ہوتا ہے اور جس کے پاس رشوت اور سفارش نہیں ہوتی وہ صحیح ہو کر بھی غلط قرار دیا جاتا ہے۔اور حارث تو ویسے بھی سیاسی خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔انکے لیے کچھ بھی کرنا مشکل نہیں ہے۔صدیقی صاحب نے بازل کو ہر پہلو سے آگاہ کرنا چاہا۔

چاچو آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن ہانیہ کو آپ نے دیکھا تھا ہانیہ اُس سے کتنا ڈر رہی تھی۔ وہ ساری زندگی کیسے رہے گی اس شخص کے ساتھ اگر وہ غصے میں نکاح کر سکتا ہے تو غصے میں ہانیہ کو چھوڑ بھی تو سکتا ہے۔ میں کیسے اپنی بہن کو ایسے شخص کے حوالے کر دوں

بیٹا پر حارث نے پہلے رشتا بھی بھیجا تھا پر ہانیہ نے پڑھائی کی وجہ سے انکار کر دیا۔ اب جو بھی ہے ہم اِس حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتے۔ شازیہ بیگم نے کہا۔

پر امی آپ ہانیہ کو زبردستی رخصتی کے لئے نہیں منائیں گی ۔ بازل نے کہا۔ سب کی باتیں سن کر ڈائیننگ ہاک کے باہر کھڑی ہانیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی حارث۔ ہانیہ روتی ہوئی اپنے کمرے میں بھاگی تھی۔

* _____ *

فیضان رات کو اپنے کمرے میں بیٹھا تھا۔مشال واپس جا چکی تھی۔پر فیضان کے دماغ میں اب بھی مشال کے الفاظ گردش کر رہے تھے۔

بھائی آپ ردا کو پسند کرتے ہیں نا؟؟مشال نے چائے پیتے فیضان سے پوچھا

ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔فیضان نے نظریں چراتے ہوئے صاف انکار کیا۔

بھائی بس کریں پتا ہے مجھے ردا کو دیکھ کر کیسے اپکا چہرہ کھل اٹھتا ہے۔مشال نے شوخی سے کہا تو فیضان مسکرا دیا۔

بھائی اگر آپ اُسے پسند کرتے ہیں تو اُس سے بات کریں بازل تو ویسے بھی اسے بیوی نہیں سمجھتے۔بیچاری کے ساتھ اتنا غلط کر جاتے ہیں۔اگر آپ اُسے چاہتے ہیں تو۔اسے اِس جہنم سے نکال لئیں۔فیضان کے چہرے پر سوچ کے ایثار دیکھتی ردا شیطانی مسکراہٹ مسکراتی اٹھ گئی۔

مشال سہی کہہ رہی تھی مجھے ردا سے بات کرنی چاہیے وہ جتنا بھی خوش رہنے کی کوشش کرے پر میں جانتا ہوں وہ بازل کے ساتھ خوش نہیں ہے۔ میں اسے خوش رکھو گا اب بازل کو ردا کی اور زندگی خراب کرنے نہیں دوں گا۔ فیضان نے ردا سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ پر وہ نہیں جانتا تھا اسکا یہ فیصلہ کسی معصوم کو کیا نقصان پہنچانے والا تھا۔

* _____ *

آج سے ٹھیک ایک مہینے بعد ہانیہ کی رخصتی تھی۔ حارث کے والدین نے ہانیہ کے والدین سے معافی مانگ چکے تھے۔ ہانیہ کے والدین کو اِس بات کی پسلی بھی کروا چکے تھے کہ حارث ہانیہ کو ہمیشہ خوش رکھے گا۔ سب مطمئین تھے پر ہانیہ اُس دن کی خاموش ہو چکی تھی۔ رخصتی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھی پر ہانیہ کو کسی چیز میں کوئی دلچسپی نا تھی۔

وہ حارث سے خاموش نفرت کرنے لگی تھی۔حارث خوش تھا اسکی محبت اُسے ملنے والی تھی پر وہ اِس بات سے انجان تھا وہ اپنی کی گئی غلطیوں کی وجہ سے ہانیہ کے دل میں اپنے لئے نفرت جگا چکا ہے۔

زویا اور روحان یونی میں ایک ساتھ بیٹھے تھے۔روحان زویا کو کیلکولس کے سوال سمجھانے میں مصروف تھا۔

روحان بس کریں نا میں تھک گئی ہوں۔زویا۔نے بیزار سا منہ بناتے کہا۔

زویا جلدی سے پرابلم سالو کرو ایک ہفتے بعد فائینل ہیں تمہارے روحان نے اسے ڈپٹا۔

روحان کے ساتویں سمسٹر کے فائینل ہو چکے تھے۔پر زویا کے ابھی فائینل رہتے تھے۔زویا کو ساری تیاری روحان کروا رہا تھا۔زویا کی تمام شرارتیں سر آنکھوں پر لیکن پڑھائی کے معاملے میں روحان نہایت سختی سے کام لیتا تھا۔

روحان مجھے بھوک لگ رہی ہے۔دو گھنٹے ہو گئے ہیں اِس منحوس کیلکولس کو لے کر بیٹھے ہوئے زویا دانت کچکچاتی ہوئی بولی۔ زویا کی بچکانہ حرکت پر روحان مسکرایا۔

یہ سوال حل کرو پھر آئیسکریم کھانے چلتے ہیں۔روحان نے زویا کی ناک دباتے ہوئے کہا۔

اووں ہووں! کیا ہے میری ناک کے پیچھے کیوں پڑے رہتے ہیں آپ؟ زویا نے آنکھیں دیکھاتے ہوئے کہا۔

زویا بے بی ایک بار شادی ہونے دو پھر بتاؤں گا صحیح پیچھے پڑنا کہتے کسے ہیں۔

ہر وقت تم میرے سے کتراتی نا رہی پھر کہنا۔روحان نے زویا کا نازک ہاتھ پکڑے کہا۔

روحان کی ذو معنی باتیں سن زویا کا چہرہ شرم سے لال ہوا تھا۔زویا کا شرم سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ ایک زہریلی مسکراہٹ نے روحان کے لبوں کو چھوا۔

ابھی روحان نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ زویا نے گھبرا کر فوراً روحان کے لبوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔ روحان پلیز چپ ہو جائیں۔ زویا کے گھبرا کر بولنے پر روحان نے والہانہ نظروں سے زویا کی جانب دیکھا۔

چلیں اٹھیں آئیسکریم کھانے چلتے ہیں زویا روحان کی نظروں سے کنفیوز ہوتی بیگ اٹھاتی بھاگی تھی۔ روحان بھی مسکراتا ہوا اسکے پیچھے کی جانب بڑھ گیا۔

* _____ *

فیضان بازل کے گھر کے باہر کھڑے ہوا اپنے الفاظ ترتیب دینے لگا۔ کچھ دیر بعد فیضان نے بیل بجائی مشال جو صوفے پر بیٹھی تھی بیل کی آواز سن کر دروازے کی جانب بڑھی۔

السلام علیکم !بھائی کیسے ہیں آپ؟؟مشال فیضان کے گلے ملتی ہوئی بولی۔

میں ٹھیک ہوں ردا گھر پر ہے؟؟فیضان نے سوال داغا۔

اووو ہوو وتو اِس لئے آئے ہیں آپ مشال نے شرارت سے کہا

ہاں بس ایسا ہی کچھ سمجھ لو فیضان نے کندھے اچکاتے جواب دیا۔

فیضان اس وقت مشال کے ساتھ بیٹھا باتیں کرنے میں مصروف تھا جب مشال نے ردا کو آواز دے کر چائے کا کہا۔

ردا مہمان کا لحاظ کرتی اٹھ چائے بنانے چلی گئی۔ اگر مہمان گھر میں موجود نا ہوتا تو یقیناً وہ مشال کا کوئی کام نا کرتی۔ ردا چائے بنا کر لائی تو مشال وہاں موجود نہیں تھی۔ فیضان نے ردا کو جاتے دیکھ پکارا۔

ردا مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔

ردا نے سوالیہ نظروں سے فیضان کی جانب دیکھا۔

ردا میں آپکو پسند کرتا ہوں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ فیضان نے ایک سانس میں ساری بات مکمل کی۔

آپ ہوش میں تو ہیں ایک شادی شدہ لڑکی سے شادی کا کہہ رہے ہیں۔ ردا نے سخت لہجے میں کہا

ردا تم کیوں نہیں سمجھ رہی بازل تم سے محبت نہیں کرتا وہ مشال کو چاہتا ہے۔ تم اپنی زندگی خراب کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر رہی۔ فیضان نے بات کرتے ہوئے ردا کے کندھوں کو پکڑا۔ تم بازل سے طلاق لے لو۔

فیضان کی ردا کے اتنے قریب موجودگی اور فیضان کے الفاظ پیچھے کھڑے بازل کے چہرے کو لمحہ بالمحہ پر اسرار بنا رہی تھی۔

اِس سے پہلے ردا ابھی کچھ بولتی بازل تن فن کرتا ردا کے قریب پہنچا تھا۔ردا کے بال جکڑے ایک تھپڑ ردا کو رسید کر چکا تھا۔

بازل تو مشال کے بلانے پر گھر آیا تھا۔مشال نے اسے کہا تھا آپ جلدی گھر آئیں آپ کو کچھ دیکھانا ہے۔پر یہاں فیضان کو اور ردا کو اتنے قریب دیکھ بازل کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔

بازل میری بات سنیں آپ نے ابھی جو بھی دیکھا ہے ویسا کچھ نہیں ہے۔بازل کے غصے سے سرخ پڑتے چہرے سے ردا اندازہ لگا چکی تھی بازل یقیناً غلط سمجھ رہا ہے۔

اور تم بازل فیضان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے تم اِس سے پہلے میں تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں بازل دھاڑا تھا۔

بازل میری بات سنو فیضان نے کچھ کہنا چاہا۔

فیضان اگر تم ایک منٹ سے پہلے یہاں سے ناگ ئے تو ردا کا آج آخری دن ہو گا۔ بازل نے ردا کا گلہ پکڑتے ہوئے کہا ۔

میں جارہا ہوں تم اس کو چھوڑ دو۔ فیضان نے کہا اور باہر نکل گیا۔

بازل آپ آگ ئے مشال جو کب کی چھپ کر تماشا دیکھ رہی تھی۔ فیضان کے جانے پر بازل کے پاس آئی۔

بازل آپ اسے ابھی کے ابھی طلاق دیں اِس نے تو میرے بھائی کو بھی نہیں چھوڑا پتا نہیں اور کتنوں کو اپنے پیار کے جال میں پھنسایا ہوا ہے۔مشال نے پتہ پھینکا۔

ہاں طلاق دے دوں میں اسے تاکہ اپنے نام نہاد عاشقوں کے ساتھ منہ کالا کرتی پھرے۔بازل ردا کے جبڑے کو دبوچے دھاڑا تھا۔

ردا نے زخمی نظروں سے اپنے شوہر کی جانب دیکھا جس نے اسے آج اسکی ہی نظروں میں گرا دیا تھا۔وہ لڑکی جو بچپن سے اپنے شوہر کو چاہتی آئی تھی آج اسکا شوہر ہی کہہ رہا تھا وہ کسی اور کے ساتھ آنسو روانی سے ردا کی گالوں پر بہنے لگے۔اتنی تکلیف تو بازل کے مارنے کی نہیں ہوئی تھی جتنی تکلیف اسکے الفاظ دے چکے تھے۔

تمہارے پاؤں میں تو اب میں ایسی بیڑیاں ڈالوں گا ردا میڈم تم خود سے بھی نظریں نہیں ملا سکو گی۔بازل یہ کہتا ہوا ردا کو کھینچتا اسکے کمرے میں لے جا چکا تھا۔

بازل یہ کیا کر رہے ہیں دروازہ کھولیں مشال بازی پلٹنے پر پاگل ہونے کو تھی۔

بازل نے ردا کو طلاق نہیں دی تھی۔غصے کی انتہا پر مشال نے باہر پڑے ڈیکوریشن پیس زمین پر پٹخنے شروع کر دیے۔

بازل دروازہ کھولیں مشال چیخی تھی۔بازل دروازہ نہیں کھول رہا تھا۔

وہ جانتی تھی بازل کیا کرنے والا ہے۔بے بسی کی انتہا پر مشال کے آنسو نکلنا شروع ہو چکے تھے وہ زمین پر بیٹھتی ہچکیوں سمیت رونے لگی۔بازل ردا کے قریب نا ہو اِس لیے اُس نے ردا کو بازل کی نظروں سے گرانے کے لئے کتنے جتن کیے تھے۔ پر آج وہ اسکا وار الٹا ہو گیا تھا۔

بازل نے کمرے میں جاتے ہی ردا کو بیڈ پر پٹخا تھا۔

بازل یہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں ردا خوفزدہ ہوتی بولی۔

وہی میری جان جو بہت پہلے کر لینا چاہیے تھا بازل ردا پر جھپٹتا اسکا جبڑا پکڑے پھنکارا تھا۔

نہیں بازل آپ ایسا نہیں کر سکتے ردا مزاحمت کرتی نفی میں سر ہلانے لگی۔

بکواس بند کرو بازل ردا کے گال پر دو تھپڑ رسید کرتے دھاڑا تھا۔ تھپڑ اتنے شدید تھے کہ ردا کی تمام مزاحمت دم توڑ چکی تھی۔

بازل نے ردا کو اپنی سخت ترین پکڑ میں لیتے ردا کی گردن پر دانت گاڑے تھے۔ تکلیف کی شدت سے ردا بازل کی پکڑ میں ماہی بے آب کی طرح تڑپی تھی۔ منہ میں خون کا ذائقہ محسوس کرتے بازل ردا کی گردن چھوڑے اٹھا تھا۔ بازل کے اٹھنے پر ردا کی جان میں جان آئی۔ پر بازل کو شرٹ اتارتا دیکھ ردا باقاعدہ ہچکیوں سے رونے لگی۔ اُس نے بیڈ سے اتر کر واشروم کی جانب بھاگنے کی کوشش کی۔ پر بازل پر آج جنون سوار تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا اس

جنون میں وہ ردا کو خود سے کتنا دور کر لے گا۔ بازل نے پھرتی سے ردا کے پاؤں کی پنڈلی پکڑتے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

بازل نہیں میں آئندہ فیضان کے سامنے بھی نہیں جاؤں گی میرے ساتھ ایسا نا کریں۔ میں آپ سے معافی مانگتی ہوں۔ ردا اپنے ناکردہ گناہ کی معافی مانگ رہی تھی۔ ردا بیڈ پر پیچھے کھسکتے ہوئے خوفزدہ لہجے بولی تھی۔

ہاں میری جان تم اب واقعے اُس کے سامنے نہیں جا سکو گی۔ بازل یہ کہتے ہوئے ردا کو اپنی طرف کھینچے اس پر کسی گھنی گھٹا کی طرح چھاتا گیا۔

ساری رات وہ ردا کو اپنے تکلیف دہ لمس سے دوچار کرتا رہا تھا۔ رات بھر ردا کو اپنی نفرت کی نظر کرنے کے بعد وہ اب پر سکون سا سو رہا تھا۔ ردا آنکھوں میں آنسو لیے چھت کو تکنے میں مصروف تھی۔ ردا کی مزاہمت اسکی تڑپ اسکی چیخ و پکار اسکا سسکنا بھی بازل کو اپنی منمانی کرنے سے نہ روک پائی تھی۔ آج ردا کی روح کو چھلنی

کرنے میں بازل نے کوئی کسر نا چھوڑی تھی۔بازل کی زہر خند سرگوشیاں یاد کرتے ردا ایک بار پھر سسکنے لگی تھی۔

بازل صبح اٹھا تو ردا کو سوتا پایا۔ردا کی حالت دیکھ بازل شرمندہ ہوا تھا۔بازل کی درندگی کے ثبوت ردا کے گالوں، گردن پر بہت واضح تھے۔ردا کی حالت بازل کی درندگی کا بتا رہی تھی۔ردا کی اجڑی ہوئی حالت دیکھ بازل کے دل کو کچھ ہوا تھا۔پر کون جانتا تھا اب بازل پچھتانے کے علاوہ کچھ نہیں کر پائے گا۔

وہ ردا کے وجود سے نظریں چراتا اسکے اٹھنے سے پہلے ہی باہر جا چکا تھا یہ دیکھے بغیر کے جسے وہ اپنے عمل سے اذیت کی انتہا پر پہنچا چکا ہے وہ اس وقت حوش و حواس سے بیگانا پڑی ہے۔

_____

ہانیہ تم یونی نہیں جاؤ کچھ دیر تک حارث تمہیں لینے آ رہا ہے۔

شازیہ بیگم نے یونی کے لئے تیار ہوئی ہانیہ سے کہا۔

پر کیوں میں کیوں ان کے ساتھ جاؤں ہانیہ نے ڈر کر کہا۔

وہ تمہیں رخصتی کے لئے شاپنگ پر لے جانا چاہتا ہے۔ شازیہ بیگم نے حارث کے آنے کا مقصد بتایا۔

ابھی ہانیہ کوئی اور بات کرتی کے گھر کی بیل بجی۔

چلو ہانیہ چادر لے کر باہر آؤ حارث ہو گا۔ شازیہ بیگم کہتے ساتھ باہر گئیں تھی۔

زویا ایسے نا دیکھو مجھے۔زویا جو کب کی شرارتی نظروں سے ہانیہ کو دیکھ رہی تھی۔

ہانیہ کے چڑ کر کہنے پر اب شرارتی مسکراہٹ سے مسکرانے لگی۔ہانیہ پیر پٹختی ہوئی چادر لیتی باہر نکلی۔

السلام علیکم! آنٹی کیسی ہیں آپ؟؟؟

حارث نے ادب سے سلام لینے کے بعد شازیہ بیگم سے خیریت دریافت کی۔

وعلیکم السلام! میں ٹھیک ہوں بیٹا آپ کیسے ہو؟

شازیہ بیگم نے حارث کو سر پر پیار دیتے کہا۔

اللہ کا شکر ہے۔حارث نے مسکراتے جواب دیا

بیٹا اندر آؤ چائے پی کر جانا۔ شازیہ بیگم نے اندر آنے پر اصرار کیا

نہیں آنٹی بس شاپنگ کے بعد ایک ضروری کام سے جانا ہے۔ آپ بس ہانیہ کو بلا دیں۔

لو آگئی ہانیہ شازیہ بیگم نے ہانیہ کو آتے دیکھ کہا۔

اچھا آنٹی اب ہم چلتے ہیں حارث الوداعے کلمات کہتا ہانیہ کو لیے گاڑی میں بیٹھا۔

* _____ *

روحان آپ بھی آئیں نا دیکھیں اتنا مزا آرہا ہے۔زویا بارش میں ہاتھ کھولے گول گھومتی بولی۔

آج صبح سے ہی موسم ابر آلود تھا۔ابھی زویا کا پہلا لیکچر ہی ہوا تھا کہ بارش شروع ہو گئی اور زویا ٹھری بارش کی دیوانی اپنا دوسرا لیکچر مس کیے روحان کو بلائے اب بارش انجوائے کر رہی تھی۔

زویا مجھے نہیں پسند بارش تم بھی بس کرو اتنی دیر ہو گئی ہے بیمار ہو جاؤ گی۔روحان نے اسے بلانا چاہا۔

روحان آئیں نا زویا روحان کو بازو سے پکڑتی بارش میں لا چکی تھی۔

کچھ منٹ کی بات تھی روحان بھی تیز پڑتی بارش کی وجہ سے بھیگ چکا تھا۔

آپ کو پتا ہے مجھے بارش بہتتت پسند ہے زویا بارش میں بازو پھیلائے بولی تھی۔

آپ محسوس کریں بارش کی ان بوندوں کو زویا پھر اپنا مشغلہ جاری کیے بولی تھی۔

روحان ٹرانس کیفیت میں چلتا گول گول گھومتی زویا کے پاس آیا تھا۔زویا روحان کو اپنی پاس دیکھ رکی تھی۔

اچھا سوری اب مجھے ڈانٹنے نا لگ جایئے گا کہ میری وجہ سے آپ بھیگ گ ئے۔ زویا منہ بنا کر بولی پر روحان کی نظریں زویا کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ میک اپ سے پاک چہرہ آج بھی حجاب میں تھا۔

بارش کی بوندیں چہرے پر پھسلتی نیچے گر رہی تھی۔بھوری آنکھیں مقابل کو اپنے سحر میں جکڑ رہی تھی۔روحان کی نظر آنکھوں سے بھٹک کر زویا کے لبوں پر جا ٹھہری۔روحان بے اختیار ہو رہا تھا۔

وہ بھول چکا تھا کہ وہ زویا کے ساتھ کس مقصد کے ل ئے ہے۔ وہ تمام بدلے تمام مقصد بھلائے وہ زویا کے چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر گیا تھا۔

روحان کیا ہوا ہے؟؟زویا روحان کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تھی۔

بھوری آنکھیں کالی آنکھوں سے ٹکرائی تھی بس یہی وہ قیامت خیز لمحا تھا جب زویا صدیقی محبت سے عشق کی منزل تہہ کر گئی تھی۔

زویا کو اپنے دل کی دھڑکن اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔شرم سے سرخ پڑتے زویا نے اپنی آنکھیں جھکائی تھی۔

صد شکر کے وہ دونوں یونی کی بیک سائیڈ پر تھے جہاں سٹوڈنٹس کا آنا جانا کم تھا ورنہ یہ خبر ایک بار پھر یونی میں آگ کی طرح پھیلتی کے روحان ملک اسی لڑکی کے ساتھ تھا جس نے اسے تھپڑ مارا تھا۔

روحان نے زویا کو تھوڑی سے تھامے اسکا جھکا چہرہ اوپر کیا۔

تم مجھ سے کبھی دور نہ جانا۔روحان نے کہا آہستگی سے کہا۔

پتا نہیں حکم دیا گیا تھا یہ درخواست کی گئی تھی جو بھی تھا پر لہجہ جنونی تھا۔

نہیں جاؤں گی۔زویا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ زویا کے ہسنے پر روحان نے اپنا ہاتھ زویا کی ناک دبانے کے ل ئے بڑھایا ہی تھا کہ زویا پھرتی سے روحان کی ناک دباتی ہنستی ہوئی بھاگی تھی۔

زویا کی شرارت سمجھتے روحان ہنستا ہوا اسکے پیچھے بھاگا تھا۔

ادھر آؤ زرا میں تمہیں بتاؤں۔روحان بارش کی وجہ سے زرا زوردار آواز میں بولا۔

آں ہاں میں تو نہیں آ رہی۔ ہمت ہے تو پکڑ لیں۔ زویا بھی زبان دیکھاتی بھاگی تھی۔

روحان نے ایک ہی جست میں زویا کو کمر سے پکڑتے اپنے قریب کیا تھا۔

ہمت تو بہت ہے مجھ میں میری جان بس نکاح کے بعد دکھاؤ گا روحان سرگوشی نما آواز میں اپنے لب زویا کے کان کے پاس لے جاتے بولا۔ روحان کی سرگوشی سنے زویا بلش ہوئی تھی۔ یہ منظر روحان کو بہت بھلا لگا تھا۔

پیچھے ہوں ہمیشہ فضول باتیں کرتے رہتے ہیں بدتمیز نا ہوں تو۔ زویا نے روحان سے دور جانے کے لئے مزاحمت کرتے کہا تھا۔

میں بدتمیز ہوں ابھی بتاتا ہوں روحان نے کہتے ساتھ زویا کو کمر سے پکڑے گھمایا تھا۔

نہیں نہیں روحان آپ بالکل بدتمیز نہیں ہیں مجھے چھوڑیں میں گر جاؤں گی زویا ہنستی چلائی تھی۔

زویا کے چلانے پر روحان نے زویا کو چھوڑ چکا تھا۔

آپ بد تمیز نہیں آپ بہت بد تمیز ہیں زویا زبان چڑھاتی بولی تھی۔

ایک بار پھر گراؤنڈ میں زویا کی کھکھلاہٹیں شروع ہوئی تھی۔وہ دونوں اس حسین موسم کا ہی حصہ لگ رہے تھے ۔ایک ساتھ بالکل مکمل پر کون جانتا تھا یہ ہنسی یہ شرارتیں عارضی ہیں

* _____ *

. بازل اِس وقت مشال کے ساتھ بیٹھا ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔پر اسے ردا کی فکر ستا رہی تھی وہ ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔

بازل شرمندہ تھا پر جب فیضان کی باتیں یاد آتیں تب یہ شرمندگی کہیں دور جا سوتی۔ ابھی بھی وہ کشمکش میں تھا وہ ردا کے پاس جائے یا نا جائے جب ردا کے کمرے سے شیشہ ٹوٹنے کی آواز پر وہ بے اختیار ہوتا اسکے کمرے کی جانب لپکا تھا۔

ردا حواس میں آئی تو رات کا واقع یاد کر کے پھر رونے لگی۔ تکلیف سے بدن ٹوٹ رہا تھا پر ہمت کر کے اٹھی اور فریش ہونے کے لئے چلی گئی۔ کچھ دیر بعد جب وہ فریش ہو کر باہر نکلی تو شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر خود کو دیکھنا چاہا۔

پر یہ کیا یہ تو وہ ردا تو نہیں تھی۔ گردن پر پڑے نشان دیکھ ردا کے آنسو پھر سے بہنے لگے۔ ردا نے غصے میں پاس پڑا واس اٹھا کر اسنے شیشے کے ٹکڑے کیے تھے۔

نہیں، نہیں ختم کر دوں گی میں یہ نشان ردا ہذیانی انداز میں چیخی تھی۔

اس نے اپنے ناخن گردن پر پھر گال اور بازو پر پڑے زخموں پر مارے تھے۔ناخن اتنے زور سے مارے گئے تھے کہ ردا کے زخموں سے خون رسنے لگا تھا۔

شیشے کی کئی کرچیاں ردا کے ہاتھ میں پیوست ہوئی تھی۔پر دل میں چبھے بازل کے الفاظ اسکا عمل اِس تکلیف سے کئی زیادہ تکلیف دہ تھا۔

بازل حواس باختہ ردا کے کمرے میں پھنچا تو ردا کے ہاتھ منہ اور گردن سے خون نکلتے دیکھ ردا کی طرف لپکا تھا۔

دور رہو مجھ سے بازل۔۔۔ردا چیخی تھی۔ردا کے انداز پر بازل کو جھٹکا لگا تھا۔

نفرت کرتی ہوں میں تم سے بے انتہا نفرت۔ردا پھنکاری تھی۔

ردا نے آج پہلی بار بازل کو آپ نہیں تم کہا تھا۔

ردا لِسن میری بات سنو بازل نے اسکی طرف بڑھنا چاہا۔

کچھ نہیں سننا مجھے چلے جاؤ یہاں سے دور ہو جاؤ مجھ سے۔ کیا ابھی اور تکلیفیں دینا باقی ہیں جو پھر آ گئے ہو۔ ردا شیشے کے ٹکڑے کو ہاتھ میں دباتی چیخی تھی۔

تم نے سہی کہا تھا بازل میں خود سے نظریں نہیں ملا پا رہی۔ مجھ۔۔ مجھے نفرت ہو رہی ہے خود سے کہ میں نے تم جیسے انسان سے محبت کی۔

ک۔۔ کیا قصور تھا میرا بس عشق ہی تو کیا تھا تم سے خود سے زیادہ تمہیں چاہا۔ اپنی خوشی سے زیادہ تمہاری خوشی کو عزیز رکھا تھا۔

اور۔۔۔۔۔۔۔ اور تم نے کیا کیا میرے ساتھ مجھے تکلیف دی رونے کی وجہ سے ردا سے بولنا محال تھا۔

ہر موڑ پر تم نے مجھے تکلیف دی مشال کے ساتھ شادی کر کے تکلیف دی، مجھ سے برا رویہ رکھ کر تکلیف دی، اور کل تو تم نے میرے کردار پر ہی انگلی اٹھادی یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں تم سے عشق کرتی ہوں۔ تمہارے علاوہ کسی کو سوچنا گناہ سمجھتی ہوں۔

تمہارے کہنے پر م۔۔۔میں نے بوتیک جانا چھوڑ دیا اپنا خواب چھوڑ دیا۔اور تم نے مجھے یہ صلہ دیا میری ذات کو ہی دو کوڑی کا کر دیا۔ردا کہتے ساتھ زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

بازل زرد چہرے کے ساتھ ردا کی باتیں سن رہا تھا۔

تم نے تو کل میری ذات کا مان بھی چھین لیا بازل۔میری ذات کو روندھ کر رکھ دیا۔دیکھو بازل دیکھو جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جہاں تم نے اپنی نفرت نہیں دیکھائی۔ردا نے شرٹ کھسکائی جہاں کندھے پر کئی جگہ پڑے دانتوں کے نشان واضح تھے۔بازل نے اپنی آنکھیں بند کی تھی ایک آنسو ٹوٹ کر بازل کی آنکھ سے گرا تھا۔

ردا میں جانتا ہوں میں نے غلط کیا ہے مجھے معاف۔۔۔۔۔۔۔

کسسس کس بات پر معاف کروں تمہیں۔ تمہارا کون کون سا گناہ در گزر کروں۔ ردا کھڑے ہوتے چیخی دل میں عجیب قسم کا درد اٹھ رہا تھا پر آج وہ بولنا چاہتی تھی۔

اِس بات پر معاف کروں کے تم آج تک مجھ سے نفرت کرتے آئے ہو یا اس بات پر معاف کروں تم میری سوتن لے کر آئے تھے یا اس لیے کے تم مجھے میرے ناکردہ عمل پر اذیت دیتے رہے ہو تھپڑ مارتے تھے میرا ہاتھ جلاتے تھے

یا پھر اس لیے کہ تم مجھے اپنی بیوی نا سمجھتے ہوئے بھی ساری رات مجھ سے اپنی حوس پوری کرتے رہے ہو۔

اتنا ٹوٹا ہوا درد بھرا لہجہ بازل کے رونگٹے کھڑے کر گیا تھا۔

ردا کی باتیں سن بازل شرمندہ ہو رہا تھا ایک ایک لفظ ردا کا کہا ہوا درست تھا۔ ردا بے ساختہ اپنے دل کے مقام پر ہاتھ رکھتی نیچے گری تھی۔ بازل نے فوراً ردا کی طرف جاتے اسے تھاما تھا۔

دور رہو مجھ سے خبردار جو مجھے ہاتھ لگایا۔ ردا دل کے مقام پر ہاتھ رکھے ایک ہاتھ سے بازل کو دھکا دیے چیخی تھی

۔

ردا تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں لگ رہی۔ ہم بعد میں بات کر لیں گے ابھی چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔ بازل کہتے ساتھ ردا کی طرف بڑھا تھا۔

بات کرنے کے لئے تو اب کچھ بچا ہی نہیں ہے بازل۔۔۔ آنسو ٹوٹ کر فرش پر گر رہے تھے۔ دل کا درد بڑھتا جا رہا تھا۔ اب تکلیف کے اثار چہرے پر واضح تھے۔

م۔۔میں مرنا چاہتی ہوں۔میں۔ت۔۔۔تم سے بہت دور جانا چاہتی ہوں۔کاش کاش میں م۔۔۔۔مر جاؤں۔

تکلیف کی وجہ سے ردا کراہی اور ایک زخمی مسکراہٹ کے ساتھ بازل کی جانب دیکھتے کہا تھا۔ردا کے الفاظ رک رک ادا ہو رہے تھے۔

مجھے خو۔۔۔خوشی ہ۔۔ہو گئی م۔۔۔می۔۔میں تم سے دور چلی جاؤں گ۔۔۔گی۔مج۔۔مجھے تم۔۔تمہاری شکل نہیں دیکھنی پڑے گ۔۔۔گئی۔مجھے مرنے کے بعد بھ۔۔۔۔بھی اف۔۔۔افسوس رہے گا۔م۔۔میں تم جیسے شخ۔۔۔۔شخص سے محبت کرتی رہی۔

تکلیف کی شدت سے ردا کی آنکھوں سے آنسو روانی سے بہنے لگے تھے۔

اگر میں م۔۔۔مر گئی تو خدا ک۔۔۔کے ل ئے میرے جنا۔۔۔جنازے پر نا آنا۔ میں ت۔۔۔تمہیں یہ ح۔۔۔حق نہیں دیتی ک۔۔کہ ت۔۔تم آخری دفعہ مجھے دیک۔۔۔دیکھو۔

ردا کے الفاظ بازل کی روح جھنجھور چکے تھے۔ردا چپ ہو جاؤ بازل نے تڑپ کر ردا کے ہونٹوں پر اپنا بھاری ہاتھ رہا تھا۔

خا۔۔خاموش ہی تو ہو۔۔ہونا چاہتی ہوں۔ردا نے ایک کرب زدہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

م۔۔۔میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ روزِ م۔۔ محشر بھی ہمارا سامنا نا ہو۔روزِ محشر بھی ت۔۔۔تم سے سامنا نہ۔۔۔نہیں کرنا چاہ۔۔۔چاہتی۔

ردا یہ کیا کہہ رہی ہو تم ردا کی باتیں سن کر بازل کے پیروں سے زمین کھسکی تھی۔ایک آخری نظر ردا نے بازل کے حسین چہرے کی جانب دیکھا اور پھر حوش حواس سے بیگانا ہوتی بازل کی باہوں میں جھولی تھی۔

یاد رہے گا یہ دورِ حیات ہم کو

کیا خوب ترسے تھے ایک شخص کی خاطر

ردا، ردا آنکھیں کھولو بازل نے اسکے گال تھپتھپائے مگر بے سود بازل ردا کو باہوں میں بھرے باہر کی طرف بھاگا تھا۔

* _____ *

ہانی یہ والا ڈریس ٹھیک ہے۔ حارث ایک مہرون لہنگے کو دیکھتے ہوئے بولا۔ ہانیہ پریشانی سے حارث کی جانب دیکھنے لگی۔

کیا ہوا ہے ہانی؟ حارث نے ہانیہ کے چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یہ تو بہت ہیوی ہے۔ہانیہ نے پریشانی سے کہا۔

پر اتنا پیارا لگ رہا ہے اور جب تم پہنو گی تب تو اسکی قیمت ہی بڑھ جائے گی حارث نے والہانہ نظروں سے ہانیہ کو دیکھتے کہا۔

پر میں کیری کیسے کروں گی۔ہانیہ کی پریشانی اسکی آواز سے جھلک رہی تھی۔

ہانی جان ایک طریقہ ہے جس سے تم یہ ڈریس پہن بھی لو گی اور تھکو گی بھی نہیں۔

کیا؟ہانیہ نے تجسس سے پوچھا۔

تم نے جہاں بھی جانا ہو اتم مجھے کہنا میں تمہیں اٹھا کے لے جاؤں گا۔حارث نے ہانیہ کے کان میں سرگوشی کی۔

ہانیہ نے گھبرا کر حارث کی طرف دیکھا یہ پاگل شخص ایسا کر بھی سکتا تھا۔ہانیہ کے تاثرات دیکھ حارث کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

چلو آؤاب اسکو پیک کروائیں۔حارث کہتا ہانیہ کا ہاتھ پکڑے اسے کاؤنٹر کی طرف لے گیا۔

حارث ہانیہ کو شاپنگ مال سے لے کر باہر نکلا تو بارش ہو رہی تھی۔ہانیہ خاموشی سے چلتی حارث کی گاڑی میں جا بیٹھی۔حارث نے گاڑی میں چھائی خاموشی توڑنے کے لئے گانے لگائے۔

کبھی تجھ میں اتروں تو سانسوں سے گزروں

تو آئے دل کو راحت

میں ہوں بے ٹھکانا

پناہ مجھ کو پانا

ہے تجھ میں دے اجازت

نا کوئی درمیان، ہم دونوں ہیں یہاں

پھر کیوں ہے تو بتا فاصلے

یہ موسم کی بارش۔۔۔۔۔

گانے کے بول سن کر ہانیہ کے دل کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھی۔ہانیہ نے بے اختیار اپنی پیشانی سے پسینے کی بوندیں صاف کی تھی۔ہانیہ کی حالت دیکھ حارث مسکرایا تھا۔

ایک خاموش سڑک پر جہاں ٹریفک نا ہونے کے برابر تھی حارث نے گاڑی روکی تھی۔

گ۔۔گاڑی کیوں روکی ہے؟؟ہانیہ گھبرا کر بولی تھی۔

شششش!حارث نے ہانیہ کو خود کے قریب تر کرتے لبوں پر انگلی رکھتے بولنے سے روکا تھا۔حارث کی اتنے قریب موجودگی پر ہانیہ کا سانس اٹکا تھا۔

خاموش رہو ہانیہ مجھے محسوس کرنے دو تمہاری تیز ہوتی دھڑکنیں،میری قربت سے بھاری ہوتی تمہاری یہ سانسیں۔حارث ہانیہ کی شہہ رگ پر انگلی پھیرتے سرگوشی کے انداز میں ہانیہ کے کان کے قریب بولا۔حارث کے ہونٹ ہانیہ کے کان سے مس ہو رہے تھے۔

حارث کی سرگوشیوں پر ہانیہ کی جان ہوا ہوئی تھی۔حارث کی انگلی اب ہانیہ کی گردن سہلا رہی تھی۔

ح۔۔حا۔۔حارث دو۔۔دور رہیں۔ہانیہ کی آواز نکلنا دشوار تھا۔

جانِ حارث دور ہی تو نہیں رہا جاتا۔حارث نے کہتے ساتھ ہانیہ کی شہہ رگ کو نشانہ بنایا تھا۔

ہانیہ کے مزاحمت کرتے ہاتھ حارث کی سخت پکڑ میں تھے۔

حارث مجھ سے دور ہٹیں ہانیہ کی برداشت بس یہی تک تھی۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو چکے تھے۔ دل تھا کہ باہر آنے کو تھا۔

ایک شرط پر حارث نے اپنی گرے آنکھیں ہانیہ کی ہیزل آنکھوں میں گاڑتے کہا۔

ک۔۔کیا؟ ہانیہ بامشکل بولی تھی۔ کیونکہ حارث اب بھی دور نہیں ہوا تھا۔

کس می! حارث نے گویا ہانیہ کے سر پر بم پھوڑا تھا۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں ہانیہ کے آنسو گالوں پر پھسلے تھے۔

ہاں جلدی کرو نہیں تو میں نے کچھ کیا تو تمہارا سانس لینا مشکل ہو جائے گا۔ حارث ہانیہ کے ہاتھ کی انگلیاں اپنے ہاتھ کی انگلیوں میں الجھاتے بولا تھا۔

حارث کی بات پر ہانیہ کو نکاح والے دن حارث کی گئی جسارت یاد آئی۔

حارث پلیز ہانیہ نے وحشت زدہ ہوتے کہا وہ جانتی تھی یہ پاگل شخص کچھ بھی کر سکتا ہے۔

نو جانِ حارث کم آن جلدی کرو۔۔ حارث نے ہانیہ کے گال پر لب رکھتے کہا تھا۔

ہانیہ اب ہچکیوں سے رونے لگی تھی۔ ہانیہ کے یوں رونے پر حارث بری طرح بوکھلایا تھا۔

ہانی لسن یار میں مذاق کر رہا تھا۔ حارث نے ہانیہ کو اپنی باہوں کے حصار میں لیتے کہا۔

وہ جانتا تھا ہانیہ ایسا کچھ نہیں کرے گی۔ وہ تو بس ہانیہ کو تنگ کر رہا تھا پر ہانیہ کے اس طرح زور زور سے رونے سے وہ خود بوکھلا گیا تھا۔ جن آنکھوں میں پہلے شوخی تھی اب وہ آنکھیں ہانیہ کے لئے متفکر تھی۔

آپ برے ہیں۔ آپ بہت زیادہ برے ہیں ہانیہ حارث سے دور جانے کی کوشش کرتی بولی تھی۔

ہانی جان میں تو ابھی برا بنا ہی نہیں ہو۔ جس دن برا بنا اس دن کیا کرو گی۔ حارث ہانیہ کی پیشانی پر لب رکھتے بولا تھا۔

چلو اب رونا بند کرو گھر چلیں۔ حارث ہانیہ کے آنسو صاف کیے گویا ہوا تھا۔ ہانیہ شکوہ کن نظروں سے حارث کی جانب دیکھتی اپنا رخ باہر کی طرف کر گئی۔

ہانیہ کی حرکت پر حارث کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔حارث نے ہنستے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی اور آگے بڑھا دی۔

_____

بازل اس وقت ہاسپٹل کے کاریڈور میں کھڑا ردا کی باتیں یاد کر رہا تھا۔ردا کو ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔ردا کے دل کے دو والو بند تھے۔ڈاکٹر اس وقت ردا کو ٹریٹمنٹ دے رہے تھے۔

بازل پتھرائی آنکھوں سے زمین تکنے میں مصروف تھا۔کچھ دیر بعد بازل نے کسی کو کال کی تھی۔

السلام علیکم!امی ردا کی طبعیت ٹھیک نہیں ہے میں ہاسپٹل لے کر آیا ہوں۔آپ یہاں آجائیں۔بازل کی آواز بھاری تھی۔

بازل ہوا کیا ہے ردا کو شازیہ بیگم نے پریشانی سے پوچھا۔

امی آپ بس خالہ کو لے کر آجائیں۔ کہتے ساتھ ہی بازل نے فون بند کیا تھا۔ بازل اس وقت ضبط کے کڑے مراحل پر تھا۔

ایک آنسو ٹوٹ کر بازل کی آنکھ سے گرا تھا۔ وہ اذیت جو کبھی ردا کو ملتی تھی آج بازل اس اذیت کی لپیٹ میں تھا۔ بازل کی وجہ سے ہی ردا اس حال میں پہنچی تھی۔

بازل کی نفرت سب کچھ تباہ کر چکی تھی۔ پر ابھی تو اذیت شروع ہوئی تھی۔ ابھی تو بازل کو سچائی کا سامنا کرنا تھا۔ بازل اس بات سے بے خبر تھا ابھی کون کون سے انکشاف اس پر ہونے تھے۔

کچھ دیر بعد شازیہ بیگم اور صبا بیگم ماجد صاحب کے ہمراہ ہاسپٹل پہنچے تھے۔

بازل کیا ہوا ہے میری بچی کو؟؟صبا بیگم نے بازل کو بازو سے تھامے پوچھا تھا۔

ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔دل کے دو والو بند ہیں۔سرجری شروع ہو چکی ہے۔بازل نے مدھم آواز میں کہا تھا۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے کل ہی تو بات ہوئی ہے میری ردا سے صبا بیگم روتے ہوئے بولی تھی

بازل کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔اس کے بات بتانے کو کچھ تھا ہی نہیں۔

بازل!شازیہ بیگم نے بازل کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔بازل نے اپنی سرخ ہوتی آنکھوں سے شازیہ بیگم کی جانب دیکھا تھا۔

بازل تم نے ردا کو کچھ کہا تھا۔شازیہ بیگم نے آنکھوں میں آنسو لیے گویا ہوئی تھی۔بازل خاموشی سے سر جھکا گیا۔

وہ کیا بتاتا تا اس نے اپنا فرسٹریشن ردا پر نکالا ہے۔ردا کے کردار کی دھجیاں بکھیری ہیں۔ردا کی روح کے پرخچے اڑائیں ہیں۔اسکو اذیت کی انتہا پر پہنچایا ہے۔اسکو بستر مرگ پر پہنچانے والا اسکا نام نہاد شوہر ہی ہے۔

بازل کے سر جھکانے پر شازیہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو روانی سے بہے تھے۔ردا انھیں ہانیہ سے بھی زیادہ عزیز تھی۔میجر ارسلان کی شہادت ک بعد صبا بیگم سے زیادہ شازیہ بیگم اپنی نیلی آنکھوں والی گڑیا کا خیال رکھتی تھی۔آج انکے اپنے بیٹے کی وجہ سے وہ اس حال میں تھی۔

چٹاااخ

ہسپتال کے کاریڈور میں تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔

ایک زناٹے دار تھپڑ بازل کے گال کی زینت بنا تھا۔ بازل اب بھی خاموش تھا گویا اسکی زبان پر قفل لگ گئے ہوں۔

میں نے تمہاری یہ تربیت نہیں کی تھی بازل۔ شازیہ بیگم روتے ہوئے بولی تھی۔ ردا کو اس لیے تم سے منصوب کیا گیا تھا تا کہ تم اسکا خیال رکھو۔ اور تم ہمارے سامنے اسکے ساتھ برا رویہ رکھتے تھے اکیلے میں ناجانے کیا کرتے رہے ہو جو اسے اتنی سی عمر میں ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔

جانتے ہو تمہارے نکاح کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔ اس نے سب کو منایا تھا۔

میں نے اس سے کہا تھا کہ میں تمہیں منع کروں گی کہ تم نکاح نا کرو جانتے ہو اس نے کیا جواب دیا تھا۔

(نہیں خالہ آپ ایسا کچھ نہیں کریں گی۔ میں انھیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں میرے لئے انکا نام ہی بہت ہے۔)

بازل دفع ہو جاؤ یہاں سے ہو سکے تو دوبارہ اپنی شکل نا دیکھانا جاؤ اپنی بیوی مشال کے پاس ہی جاؤ۔ شازیہ بیگم نے کہتے ساتھ بازل سے منہ پھیر گئی تھی۔

بازل نے نظر اٹھا کر ماجد صاحب کی جانب دیکھا۔

جاؤ بازل ہم ہیں اسکے پاس لاوارث نہیں ہے وہ۔ بہت شکریہ تمہارا جو اسے یہاں لے آئے۔ ماجد صاحب نے نہایت سرد لہجے میں کہا۔

بازل خاموشی سے باہر نکل گیا۔

امی میں نے ہی فیضان بھائی کو کہا تھا وہ ردا سے شادی کی بات کریں وہ تو کر ہی نہیں رہے تھے۔ پر وہ ڈھیٹ بازل سے طالاق لینے کے لئے مان ہی نہیں رہی تھی۔

مشال کی بات سن بازل کو لگا اسکا سانس بند ہو جائے گا۔

میں نے بازل سے اس لئے شادی کی تھی کہ وہ اکلوتا ہے۔ وہ گھر میرا ہو گا ہر چیز پر میں راج کروں گی۔ پر وہ تو مجھے یہاں اِس چھوٹے سے گھر میں لے آیا اور ساتھ میں اس چڑیل کو بھی۔ ردا پھنکاری تھی۔

کیا کچھ نہیں کیا میں نے ردا کو بازل کی نظروں میں گرانے کے لئے اس پر جھوٹے الزام لگائے ۔ بازل کو کل بلایا بھی پر اس نے ردا کو طالاق نہیں دی۔ اب ہسپتال پہنچی ہوئی ہے۔ میری تو زندگی حرام کر دی ہے اس لڑکی نے۔ میری تو دعا ہے وہ مر ہی جائے۔ کل کا سورج دیکھنا اسے نصیب نا ہو۔

مشاااال!

مشال کے اس طرح کہنے پر بازل دھاڑا تھا۔مشال فوراً فون بند کر کے اٹھی تھی۔

بازل آپ کب آئے ۔ مشال نے چہرے پر مسکراہٹ سجاتے کہا تھا۔

بازل بھسم کر دینے والے انداز میں آگے بڑھا تھا اور زوردار تھپڑ رداکو رسید کیا تھا۔مشال لڑکھڑائی تھی۔

یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم بازل دھاڑا تھا۔

بکواس نہیں سچ ہے سب سچ ہے مشال نے آج ہر حقیقت سے پردہ اٹھا دیا تھا۔بازل نے ایک اور تھپڑ رسید کرنے کے لئے اپنا ہاتھ بلند کیا تھا جب مشال نے اسکا ہاتھ ہوا میں ہی روک لیا۔

خبر دار جو مجھے ہاتھ لگایا ردا نہیں ہوں میں جو تمہاری مار برداشت کروں۔ مشال چیخی تھی

وہی پاگل تھی جو تمہارے عشق میں تمہارا ہر ظلم ہر غلط بات برداشت کر لیتی تھی۔ مجھے ردا کی طرح تم سے کوئی اتنی محبت نہیں ہے کہ تمہارے تھپڑ برداشت کروں۔

جا رہی ہوں میں نہیں رہ سکتی ایک بٹے ہوئے شخص کے ساتھ ڈائیوڑس پیپر مل جائیں گے سائین کر دینا۔ مشال کہتے ہوئے باہر نکلے کو تھی جب اسکا چہرہ بازل کی جارحانہ گرفت میں آیا تھا۔

کہاں جا رہی ہو ابھی تو تمہیں حساب دینا ہے میری اور ردا کی زندگی برباد کرنے کا۔ بازل سرد لہجے میں بولا تھا۔

بازل صاحب آپ غلطی پر ہیں میں نے نہیں آپ نے خود اپنی زندگیاں برباد کی ہیں۔ آپ تو خود ہی ردا کو اپنی بیوی ماننے سے انکاری تھے۔ مشال بازل کو دھکا دیے بولی تھی۔

اور ہاں مجھ سے بعد میں حساب لینا پہلے اپنا حساب تو دے دو۔ اسکی فکر کرو جو تمہاری وجہ سے زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔ مشال جاتے ہوئے ایک زہر خند مسکراہٹ کے ساتھ بولی اور مین گیٹ عبور کرتی چلی گئی۔

بازل گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھا تھا۔

(بازل آپ ایسے کیوں ہیں؟ آپکو میں کیوں نہیں نظر آتی۔ آپکو میری محبت کیوں نہیں نظر آتی)

بازل کو دور سے ردا کی آواز سنائی دی تھی۔

(آپ چاہتے تھے میں آپ سے ڈائیورس لے لوں پر میں نہیں لے سکی آپکے بغیر ردا کچھ بھی نہیں ہے وہ مر جائے گی بازل ردا کی سسکیاں اب کمرے میں گونج رہی تھی۔)

بازل کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر داڑھی میں جذب ہوئے تھے۔

(بازل میں نے کچھ نہیں کیا۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ ردا اب باقاعدہ کانپنے لگی تھی۔ پر اُس نے ردا کا ہاتھ چولہے پر رکھ دیا تھا۔)

(اب تم بھی برداشت کرو یہ تکلیف جو تم نے میری مشال کو دی تھی۔)

بازل کو اپنے کہے گئے الفاظ یاد آئے تھے۔ بازل نے بے اختیار اپنا سر تھاما تھا۔

(بازل نہیں میں آئندہ فیضان کے سامنے بھی نہیں جاؤں گی میرے ساتھ ایسا نا کریں۔ ردا بیڈ سے پیچھے کھسکتے ہوئے بولی تھی۔)

پر بازل کو اس پر ترس نہیں آیا تھا وہ ردا کو حاصل کر گیا تھا۔

بازل نے بے اختیار سامنے پڑا پانی کا گلاس اٹھا کر ایک ہی سانس میں خالی کیا تھا

(اگر میں م۔۔۔ مر گئی تو خدا ک۔۔۔ کے ل ئے میرے جنا۔۔۔ جنازے پر نا آنا۔ میں ت۔۔۔ تمہیں یہ ح۔۔۔ حق نہیں دیتی ک۔۔ کہ ت۔۔ تم آخری دفعہ مجھے دیک۔۔۔ دیکھو۔)

تم مجھ سے دور نہیں جا سکتی۔ میں نے غلطی کی ہے۔ تمہیں دھتکار کر تمھارے ساتھ زیادتی کر کے پر تم تو مجھ سے محبت کرتی ہو۔

یوں اکیلے چھوڑ کر میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔ بازل پاگلوں کی طرح بڑبڑاتا گاڑی کی چابی اٹھائے باہر بھاگا تھا۔

ریش ڈرائیونگ کرتے وہ ہسپتال پہنچا تھا۔ آنکھیں اب بھی بھیگی ہوئی تھی۔

بازل کو یہاں دیکھ ماجد صاحب حیران ہوئے تھے۔

اب۔۔ابو بازل سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔بازل کی حالت دیکھ ماجد صاحب تھوڑے پریشان ہوئے تھے۔

کیا لینے آئے ہو اب یہاں صبا بیگم بازل کو دیکھتے بولی تھی۔ خالہ پلیز مجھے بتائیں ردا کیسی ہے بازل لہجے میں بے قراری لیے بولا تھا۔

ابھی صبا بیگم کچھ کہتی ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر نکلے تھے۔

میری وائف کیسی ہے اب؟؟بازل کی حالت کسی دیوانے سے کم نہیں تھی۔کسی کے بولنے سے پہلے بازل بولا تھا۔

سرجری تو کامیاب رہی ہے پر

پر۔۔۔کیا بازل نے استفار کیا زویا، ہانیہ اور باقے سب بھی ہسپتال پہنچ چکے تھے پر بازل کو ردا کے علاوہ کسی کی ہوش نہ تھی۔

پر یہ کہ پیشنٹ ریکور نہیں کر رہی۔انھوں نے اپنی وِل پاؤر چھوڑ دی ہے۔شاید وہ خود کو مرا ہوا تصور کر رہی ہیں۔یا پھر وہ جینا ہی نہیں چاہتی ڈاکٹر نے بازل کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

ڈاکٹر جلدی چلیں پیشنٹ کو سانس لینے میں مشکل ہو رہی ہے۔نرس نے آپریشن تھیٹر سے باہر نکلتے کہا تھا۔

ڈاکٹر عجلت میں اندر کی طرف بھاگا تھا۔بازل کہاں جا رہے ہو ماجد صاحب نے بازل کو اندر کی طرف بڑھتے دیکھ بازل پکڑتے کہا تھا۔

ابو اسکی کوئی غلطی نہیں تھی مشال سب کچھ مشال نے کیا تھا میں نے اسکی ساری باتیں سن لی ہیں۔

میں اسے غلط کہتا رہا میں اسے اذیت دیتا رہا۔ ان ہاتھوں سے اسے مارا بازل کا ریڈور کے فرش پر بیٹھا اپنے ہاتھ اٹھائے کہہ رہا تھا۔

وہ وہ کہہ رہی تھی اگر میں مر گئی تو میرے جنازے پر بھی نہیں آنا۔ جو ہاتھ کبھی ردا پر اٹھتے تھے آج وہی ہاتھ کانپ رہے تھے۔

میں زمہ دار ہوں اسکی حالت کا۔ میں نے سب کیا ہے۔ آج وہ وجاہت سے بھرپور مرد زمین پر بیٹھا اپنی اس بیوی کے لئے رو رہا تھا جیسے وہ بیوی ہی نہیں سمجھتا تھا۔

ہسپتال کے کاریڈور سے گزرتے لوگ اسے ترحم بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔بازل کے الفاظ سن کر تمام شازیہ بیگم،صبا بیگم زویا اور ہانیہ کی آنکھوں سے بھی آنسو نکلنے شروع ہو چکے تھے۔

ابو آپ کو تو وہ اپنا باپ سمجھتی ہے نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ اُس سے کہیں مجھے اتنی بڑی سزا نہ دے مجھے ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر نا جائے۔ بازل ماجد صاحب کے دونوں ہاتھ تھامتے بولا تھا۔

مجھے ایک بار معافی مانگنے کا تو موقع دے۔صدیقی صاحب اور ماجد صاحب دونوں بازل کو سمبھالنے میں ناکام ہو رہے تھے۔

بازل بیٹا ایسے نہیں کہتے اٹھو چلو آؤ نماز ادا کرنے چلیں تم دعا کرو رداکے لئے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ صدیقی صاحب نے بازل کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے کہا۔

چاچو میں کیسے دعا کر سکتا ہوں۔بازل نے صدیقی صاحب کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب تم کیوں نہیں کر سکتے۔ ماجد صاحب نے پوچھا۔

میری دعا کیسے قبول ہو گی۔ اللہ میری دعا قبول نہیں کرے گا میں ایک بے گناہ کو تکلیف دیتا رہا۔ میں ایک پاک اور باکردار عورت پر الزام لگاتا رہا ہوں۔ بازل ایک بار پھر ٹوٹ کر بکھرا تھا۔

بازل تم معافی مانگو گے تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ماجد صاحب نے کہا اور بازل کو پرئیر روم کی جانب لے جانے کے لئے اٹھانے لگے۔

ہر طرف اندھیرا تھا۔ ہر جگہ سیاہی ہی سیاہی پھیلی ہوئی تھی۔ ردا کو کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اچانک ایک تیز روشنی ردا کی آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔ ردا نے فوراً اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے آنکھوں میں روشنی کو پڑنے سے بچایا

بابا ردا میجر ارسلان کو دیکھتی خوش ہوئی ان کی طرف بڑھی تھی۔ میجر ارسلان مسکرا رہے تھے۔

بابا یہ آپ ہیں نارداچہرے پر مسکراہٹ سجائے میجر ارسلان کے پاس جانے کے لئے قدم اٹھانے لگی۔

ابھی اس نے چند ہی قدم اٹھائے تھے کہ ایک جانی پہچانی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

ردا! ردا نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔ سیاہی کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ردا پھر میجر ارسلان کی طرف بڑھنے لگی تھی۔

ردا پلیز نا جاؤ۔ ابکی بار ردا آواز پر ٹھٹکی تھی۔

بازل! ردا کے لبوں سے سرگوشی میں بازل کا نام ادا ہوا تھا۔

ردا نہیں تم مجھے اکیلے چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔مجھے تمہاری ضرورت ہے بازل پل پل مر رہا ہے اسے تمہاری ضرورت ہے واپس آ جاؤ۔

ایک بار پھر بازل کی آواز ردا کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

ردا نے سامنے دیکھا جہاں میجر ارسلان سفید کپڑے پہنے کھڑے مسکرا رہے تھے۔دیکھتے ہی دیکھتے میجر ارسلان دھویں میں تحلیل ہوئے تھے۔

ردا اپنے قدم پیچھے لے جانا شروع ہو چکی تھی۔اب وہ پیچھے مڑے پیچھے کی جانب بھاگی تھی۔

باااازل!ردا حلق کے بل چلائی تھی۔بازل نہیں تھا وہ کہیں دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔ردا کا بازل اس سیاہی میں کہیں کھو گیا تھا۔وہ نہیں مل رہا تھا۔ردا اکیلی تھی وہ اس اندھیرے میں اکیلی بھاگ رہی تھی۔

بازل کہاں ہیں آپ ردا بازل کو ڈھونڈتے ہوئے بولی تھی۔

اچانک وہ کسی وجود کے ساتھ ٹکرائی تھی۔

اس وجود کا چہرہ روشنی میں واضح ہوا تھا۔بازل اسکے اوپر جھکا اسے پکار رہا تھا۔

بازل!ردا نے اپنا ہاتھ اسکے چہرے پر رکھتے اسکا نام لیا تھا۔

ردا میری جان تم ٹھیک ہو۔بازل نے ردا کا مومی ہاتھ پکڑ کر اپنے لبوں سے لگاتے آنکھوں میں آنسو لئے بولا تھا۔ ردا کچھ کہے بغیر بازل کے چہرے کو تکتی دوبارہ غنودگی میں جا چکی تھی۔

ابھی بازل پریئر روم کی جانب بڑھتا جب نرس باہر نکلی تھی اور ردا کے صحیح ہونے کی خوشخبری سنائی تھی۔

بازل جب اندر پہنچا تو ردا کی سانسیں مدھم تھی پر ایک نام ردا کے لبوں پر تھا۔ ردا اس حالت میں بھی بازل کا نام پکار رہی تھی۔

یو آر لکی مین اتنی پیار کرنے والی بیوی ملی ہے۔ آپریشن سے لے کر اب تک آپ کے علاوہ کسی اور کا نام نہیں سنا انکے منہ سے۔ ورنہ ایسی کنڈیشن میں اکثر لوگ اپنی مدر کا یا فادر کا نام لیتے ہیں۔

مسٹر آپکی وائیف اب خطرے سے باہر ہیں کچھ دیر تک انھیں ہوش آجائے گا۔ ڈاکٹر مسکراتے ہوئے بازل سے کہہ کر باہر نکلے تھے۔ ڈاکٹر کی بات سن کر بازل نے ایک لمبا سانس کھینچا تھا ردا ٹھیک تھی وہ زندہ تھی وہ بازل کو چھوڑ کر نہیں گئی تھی۔

کافی دیر بعد اب ردا کو ہوش آیا تھا۔ سب کے ساتھ بازل خوش تھا پر وہ ردا کے ساتھ اپنا اختیار کیا گیا رویہ بھولا چکا تھا پر ردا یہ رویا بھولنے والی نہیں تھی۔

_____

زویا کہاں ہو یار یونی کیوں نہیں آئی آج؟؟ روحان زویا کو کال کرتے ہی برس پڑا تھا۔

وہ اصل میں بازل بھائی کی وائیف ردا آپی کی کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے اس لئے نہیں آ سکی۔ زویا آہستگی سے بولی تھی۔

اوو سہی کل آؤ گی نا تمہیں پتا ہے تمہاری شرارتوں کے بغیر دن بورنگ گزرتا ہے روحان نے آنکھوں میں شیطانی چمک لئے کہا تھا۔

روحان کی بات سن زویا بے اختیار ہنسی تھی۔

اچھا جناب کل ضرور آؤ گی زویا مسکراتے لہجے سے بولی تھی۔

کچھ دیر بات کرنے کے بعد زویا نے الوداعی کلمات بول کر کال کاٹی اور ایک لمبا سانس کھینچا۔ روحان ملک زویا کی رگوں میں سلو پوائیزن کی طرح داخل ہوتا جا رہا تھا۔ روحان سے ملنا اس سے بات کرنا زویا کی عادت بنتی جا رہی تھی۔ زویا کا سکون روحان ملک کی ذات میں تھا۔

* _____ *

ردا کو ہسپتال میں آج دوسرا دن تھا۔ آج وہ مکمل حوش میں تھی۔ صبا بیگم، شازیہ بیگم اور باقی سب بھی ردا کے پاس تھے۔ زویا اور ہانیہ ردا سے مل کر گھر جا چکی تھی۔

بازل ردا سے ملنے اب تک نہیں آیا تھا۔ بازل میں ردا کا سامنہ کرنے کا حوصلہ نہیں تھا۔

امی آپ خالہ کو لے کر گھر جائیں۔ آپ لوگ کل سے ادھر ہیں۔ آپ لوگ جا کر ریسٹ کریں میں ردا کے پاس ہی ہوں۔

بازل نے شازیہ بیگم کو مطمئین کرتے گھر روانہ کیا تھا اور خود وارڈ کی جانب بڑھا تھا جہاں ردا دوائیوں کے زیرِ اثر سو رہی تھی۔

بازل آہستگی سے قدم اٹھاتا ردا کی جانب بڑھا اور اسکے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔

سفید رنگت میں زردیاں گھلی ہوئی تھی۔ نیلی کانچ سی آنکھیں اس وقت بند تھی۔ تکلیف کے ایثار سوتے ہوئے بھی چہرے پر نمایاں ہو رہے تھے۔

بازل نے جھک کر ردا کے ایک عقیدت سے بھرا لمس ردا کی پیشانی پر چھوڑا تھا اور پاس پڑا اسٹول کھینچے وہ ردا کے پاس ہی ٹک گیا تھا۔ بازل ردا کے چہرے کو یک ٹک تکنے میں مصروف تھا۔

کتنا غلط کیا تھا اس نے ردا کے ساتھ۔ سب سے بڑھ کر ردا کی مرضی کے بغیر وہ اس پر اپنی چھاپ چھوڑ چکا تھا۔

ایک بار پھر بازل کو ردا کا چلانا اسکا منتیں کرنا یاد آیا تھا۔ بازل کی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئی تھی۔ بے ساختہ اس نے ردا کا ہاتھ تھام لبوں سے لگایا تھا۔ جیسے اسے ردا کے کھو جانے کا ڈر ہو۔

بازل کی خوشبو محسوس کرتے ردا کی آنکھ کھلی تھی۔ پر اپنا ہاتھ بازل کی گرفت میں دیکھ اسنے یکدم اپنا ہاتھ بازل کے ہاتھ سے کھینچا تھا۔

اچانک حرکت کی وجہ سے ردا کو تکلیف ہوئی تھی۔ ایک کراہ ردا کے منہ سے نکلی تھی۔ بازل ردا کے کراہنے پر بوکھلایا تھا۔

ردا کیا ہوا ہے تم ٹھیک ہو؟؟ کیسی طبعیت ہے اب؟؟ بازل ردا کی پیشانی پر ہاتھ رکھے متفکر انداز میں بولا تھا۔

بد قسمتی سے زندہ ہوں۔ردا کرب زدہ لہجے میں بازل کا ہاتھ جھٹکتے بولی تھی۔

ردا کی بات سن بازل نے ردا کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا جسے پھرتی سے ردا نے پیچھے کیا تھا۔

خبر دار جو مجھے ہاتھ بھی لگایا۔ردا نفرت سے گویا ہوئی تھی۔بازل نے نیلی کانچ آنکھوں میں جھانکا تھا۔آج ان آنکھوں میں بازل کے لئے نفرت ہی نفرت دیکھائی دے رہی تھی۔ ڈھونڈنے پر بھی بازل کے لئے کوئی جذبہ دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟ تمہیں اجازت کس نے دی میرے پاس آنے کی۔ردا چلائی تھی۔

ردا پلیز آرام سے بولو اونچی بولنے سے تمہیں تکلیف ہو گئی۔بازل ردا کی بات اگنور کیے بولا تھا۔

تکلیف دینے والے تکلیف کی فکر کرتے اچھے نہیں لگتے۔ردا آنکھوں میں آنسو لئے گویا ہوئی تھی۔

ردا کی بات سن بازل نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھی۔ردا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہوئے تھے۔

بازل نے ہاتھ بڑھا کر ردا کے آنسو صاف کرنے چاہے تھے۔بازل کے بڑھتے ہاتھوں کو ردا نے بری طرح جھٹکا تھا۔

دور رہو مجھ سے اپنی حوس پوری کر کے بھی سکون نہیں ملا جو پھر مجھے چھونے کے بہانے ڈھونڈ رہے ہو۔ردا حکارت سے گویا ہوئی تھی۔الفاظ تھے یا پگلا ہوا سیسہ بازل کی آنکھیں ایک بار پھر نم ہوئی تھی۔

ردا پلیز ایک بار میری بات تو سنو بازل خود پر ضبط کرتا ایک بار پھر ردا کو چھونے کے لئے آگے بڑھا تھا۔

دور رہو مجھ سے ابکی بار ردا پوری قوت سے چلائی تھی۔

ردا کا اتنا شدید ردِ عمل دیکھ بازل کے قدم ساکت ہوئے تھے۔

نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔ تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔ زار و قطار آنسو بہاتی چیخی تھی۔

نفرت بتا رہی ہے

کہ محبت کمال کی تھی۔۔۔۔

خدا کے ل ئے چلے جاؤ یہاں سے میرے سامنے آ کر مجھے اور اذیت نا دو ابکی بار ردا بے بسی سے اپنا سر تکیے پر پٹختی بولی تھی۔

ردا کی حالت کے پیشِ نظر بازل فوراً باہر نکلا تھا۔ بازل کو باہر جاتا دیکھ ردا تکیے میں منہ دیے اپنے دل کا غم آنسوں میں بہانے لگی تھی۔ پر جو زخم بازل اسکی روح کو دے چکا تھا۔ وہ آنسو بہانے چیخنے چلانے سے کہاں بھرنا تھا۔

بازل باہر آکر بینچ پر گرنے کے انداز میں بیٹھا تھا۔ اسکو معلوم ہی نا ہوا کب اسکی آنکھیں نم ہوئی تھی۔ اسکے دماغ میں تو بس ردا کے نفرت بھرے الفاظ گونج رہے تھے اور گونجتے بھی کیوں نا وہ لڑکی جو اتنے برے رویے کے بعد بھی آپ کہتے نہیں تھکتی تھی آج اسے تم کہہ کر پکار رہی تھی۔ بازل کی دیوانی اس سے بے انتہا نفرت کرنے لگی تھی۔ بازل تو اسکی توجہ اسکی محبت کا عادی تھا۔ ردا کا یہ لہجا اسکا انداز اسکی نفرت بازل کی برداشت سے باہر تھا۔

* _____ *

آج ہانیہ کی رخصتی تھی اس ایک مہینے میں ردا کافی حد تک ریکور کر چکی تھی۔ ردا سب کے ساتھ بولتی تھی پر جب بازل اس سے بولنے کی کوشش کرتا تو وہ خاموش ہی رہتی اُس دن کے بعد اب تک بازل کے ساتھ ردا کی خاموشی نہیں ٹوٹی تھی۔

ہانیہ حارث کی پسند کا مہرون لہنگا پہنے دلہنوں کا مخصوص میک اپ کیے آسمان سے اتری کوئی پری لگ رہی تھی۔

ردا اور زویا ہانیہ کے پاس تھی۔زویا کے بات بات پر تنگ کرنے پر اب تو ہانیہ رونے والی ہو گئی تھی۔ہانیہ کی رونی شکل دیکھ زویا اور ردا کا قہقہہ بے ساختا تھا۔

نکلیں دونوں میرے کمرے سے کب سے تنگ کیے جا رہے ہیں۔ہانیہ ہیزل آئیز میں آنسو لیے گویا ہوئی تھی۔

ردا آپی اس چڑیل کے ساتھ مل کر آپ بھی شروع ہو گئیں ہیں۔ہانیہ کی توپوں کا رخ اب ردا کی جانب ہوا تھا۔

ارے ہماری اتنی مجال کے ہم سردار نی صاحبہ کو تنگ کریں۔ردا شرارت سے گویا ہوئی تھی۔

ہاں ہاں ردا آپی اگر ہم ایسا کریں گے تو سردار حارث خان اپنی بیوی کو تیگ کرنے کے جرم میں سولی پر نا لٹکا دیں گے۔زویا تپا دینے والی شرارتی مسکراہٹ اپنے لبوں پر سجائے گویا ہوئی تھی۔

اس سے پہلے ہانیہ کوئی چیز اٹھا کر ان دونوں پر حملہ کرتی وہ دونوں سرعت سے ہنستی ہوئی باہر کی طرف بھاگی تھی۔

ردا آپی میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں آپ تائی جان اور باقی سب کو دیکھ لیں وہ تیار ہیں تو پھر ہال کے لئے نکلتے ہیں۔ زویا کہتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ ردا سر ہلاتی آگے کی جانب بڑھی۔

وہ اپنا ڈوپٹا سیٹ کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی جب کسی چوڑے وجود کے ساتھ اسکا زبردست تصادم ہوا تھا۔ ہیل کی وجہ سے توازن برقرار نا رکھنے کی وجہ سے وہ لڑکھڑائی تھی۔ اس سے پہلے وہ گرتی مقابل نے اسے کمر سے تھاما تھا۔

بازل کو اپنے اتنے قریب دیکھ ردا کا رنگ پیلا پڑا تھا۔ بازل مبہوت سا والہانہ نظروں سے ردا کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ آج اتنے عرصے بعد ردا اسکے سامنے تھی وہ اسکو یک ٹک دیکھے اپنی نظروں کی پیاس بجھا رہا تھا۔

لال رنگ کا لباس ردا کی سفید رنگت کو واضح کر رہا تھا۔ سنہرے بال کھلے ہوئے کمر پر بکھرے تھے۔ نیلی آنکھیں لائیز مسکارا سے لبریز تھی۔

بازل کے یوں دیکھنے پر ردا خوفزدہ ہوئے بازل کو دھکا دیے دور ہوئی تھی۔ ردا کے دھکا دینے پر بازل ردا کی آنکھوں کے سحر سے باہر نکلا تھا۔ یہی وجہ تھی جو وہ ادھر نہیں رہنا چاہتی تھی پر شازیہ بیگم زبردستی اسے ہسپتال سے اپنے گھر لے آئیں تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ صبا اکیلی تمہارا خیال کیسے رکھے گی۔ پر ردا بازل کا سامنا ہی نہیں کرنا چاہتی تھی اسکے لاکھ منع کرنے کے باوجود وہ ردا کو اپنے گھر لے آئیں تھی۔

ردا کچھ منٹ پہلے ہونے والے واقعے کو اگنور کرتی آگے کی جانب بڑھی تھی۔ جب ردا کی کلائی بازل کی گرفت میں آئی تھی۔

بازل نے ردا کی کلائی کو اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔ اس اچانک ہونے والے اکتفاد پر ردا بازل کے سینے سے ٹکرائی تھی۔ بازل کے مخصوص پرفیوم کی خوشبو ردا کہ وحشت زدہ کر رہی تھی۔

چھ۔۔۔ چھوڑو مجھے ردا بازل سے دور جانے کی کوشش کرتے بولی تھی۔

پہلے میری بات سنو بازل ردا کو قریب سے قریب تر کرتا بولا تھا

ن۔۔ نہیں مجھے جانے دو۔۔ مزاحمت کرتی ردا ایکبار چلائی تھی۔ گھر میں موجود مہمانوں کا خیال کرتے بازل سامنے کمرے کا دروازہ کھولے ردا کو کھینچتے اسے کمرے میں لے کر گیا تھا۔

بازل کی اس حرکت پر ردا خوف سے کانپی تھی۔

ردا کو دیوار کے ساتھ پن کرتے بازل نے ردا کے اطراف میں اپنے مضبوط بازو ٹکائے تھے۔

کب تک دور رہنے کا ارادہ ہے مسز۔ بازل ردا کی لٹوں سے کھیلتے ہوئے بولا تھا۔

د۔۔ دور رہو مجھ سے ردا خوف سے کانپتی ہوئی آواز میں بولی۔ بازل نے ردا کے بازوں اپنی گرفت میں لئے تھے۔

نہیں میرے پاس نا آؤ دو۔۔۔ دور رہو مجھ سے ردا آنکھیں بند کیے چلانے لگی تھی بازل ردا کی حالت دیکھ ایک دم اس سے دور ہوا تھا۔ کانچ سی آنکھیں میچے وہ زار و قطار آنسو بہا رہی۔

پل۔۔۔ پلیز مجھ سے دور رہو۔ ردا بازل سے خوف کھانے لگی تھی۔ وہ اذیت سے بھرپور رات ردا کے دماغ میں نقش ہو چکی تھی۔

ردار دار یلیکس میں نہیں آرہا تمہارے پاس بازل ردا کی حالت مدِ نظر رکھتے بولا تھا۔ اسکی بیوی اس سے خوف کھانے لگی تھی ایک نئے سرے سے بازل کو دکھنے آگھیرا تھا۔

بازل کچھ بھی کہے بغیر کمرے سے باہر نکلا تھا۔ بازل کو باہر جاتے دیکھ ردا دیوار کے ساتھ لگتی نیچے بیٹھتی چلی گئی تھی۔ کپکپی اب بھی اس پر طاری تھی۔

وہ بری طرح ہچکیاں لیتی منہ پر ہاتھ رکھتی رو رہی تھی۔ بازل کا ایک ایک نفرت سے بھرپور لمس یاد کرتے وہ روتی ہوئی اپنے گال گردن کو بری طرح ملنے لگی تھی جیسے اسکا ہر لمس اپنے وجود سے مٹا دینا چاہتی ہو۔

ردا بچے کیا ہوا ہے؟؟ شازیہ بیگم جو ردا کو ڈھونڈتی ہوئی کمرے میں آئی تھی۔

ردا کو گھٹنوں میں سر دیے سسکتے دیکھ وہ حقیقت میں پریشان ہوئی تھی ابھی تو کچھ دیر پہلے وہ خوش تھی۔ پر وہ نہیں جانتی تھی وہ ہنسی تو محظ لوگوں کو دیکھانے کے لئے تھے۔

شازیہ بیگم کی آواز سن ردا نے اپنا چہرہ اٹھایا تھا۔ آنکھوں کے پٹوے سوجھے ہوئے تھے رونے کی وجہ سے چہرہ سرخ پر رہا تھا۔ ردا کا چہرہ دیکھ شازیہ بیگم بوکھلا گئی تھی ردا کی پہلے ہی طبعیت پوری طرح بہتر نہیں ہوئی تھی۔ ابھی سرجری کو دن ہی کتنی ہوئے تھے۔ شازیہ بیگم ردا کے پاس ہی زمین پر ٹکی تھی۔

ردا کیا ہوا ہے میری بیٹی کو کیوں رو رہی ہو۔ شازیہ بیگم نے شفقت سے ردا کے چہرے

خالہ اس۔۔۔اس س۔۔سے کہیں میرے پاس نا آیا کرے۔ مجھ۔۔مجھے ڈر لگتا ہے اُس سے وہ۔۔۔وہ پھر مجھے اس دن کی طرح اذیت دے گا۔ آپ اسے منع کریں۔ بے ربط جملے ردا کے منہ سے ادا ہو رہی تھے۔ خوف کی وجہ سے وہ اب تک کانپ رہی تھی۔

کون نا آیا کرے۔ ردا کی باتیں سن شازیہ بیگم کا چہرہ فق ہوا تھا۔ خدا کرے بازل اس حد تک نا گرا ہو۔ شازیہ بیگم کے دل سے دعا نکلی تھی۔ کیونکہ ردا کی باتیں شازیہ بیگم کو دہلا گئی تھی۔

بازل اپنے بیٹے و منع کریں میرے سامنے نا آیا کرے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔اسے دیکھ کر مجھے سب یاد آجاتا ہے۔

ردا کی بات سن شازیہ بیگم کے خیالات پر مہر لگی تھی۔شازیہ بیگم کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔ شازیہ بیگم نے آگے بڑھ ردا کو گلے سے لگایا تھا۔ماں بن کے پالا تھا انھوں نے ردا کو وہ کیسے نا جانتی ردا کس تکلیف میں ہے۔آج انھیں ردا کو اچانک ہونے والے ہارٹ اٹیک کی وجہ بھی پتا چل گئی تھی۔

ردا مجھے پوری بات بتاؤ کیا ہوا تھا اس دن؟؟شازیہ بیگم نے ردا کا چہرہ تھامتے کہا تھا۔

ردا شازیہ بیگم کے گلے لگے اس دن کی ہر بات بتاتی گئی تھی۔فیضان کا آنا،بازل کا باتیں سننا،بازل کا ردا کو مارنا اور پھر اسکی روح کو گھائل کرنا۔ہر بات بتانے کے ساتھ ردا ایک نئے سرے سے بکھرتی جا رہی تھی۔سارا

واقعہ بتاتے ہوئے ردا بری طرح کپکپا رہی تھی جیسے اب بھی وہ اسی واقعے ، اسی رات کے زیرِ اثر ہو۔ بازل کا جارحانہ عمل اسکا رویہ ردا کو اتنا خوفزدہ کر گیا وہ بازل کا نام لیتے کانپنے لگی تھی۔

خالہ مجھے بازل کے ساتھ نہیں رہنا۔ میں اسکے ساتھ اب اور رہی تو مر جاؤں گی۔ وہ بہت، بہت زیادہ برا ہے۔ بات کے اختتام پر ردا نے ہچکیاں بھرتے کہا تھا۔

بازل جو شازیہ بیگم اور ردا کو بلانے آیا تھا کیونکہ سب ہال کے لئے نکل چکے تھے۔ ردا کی باتیں سن اسکے دل کو کچھ ہوا تھا۔

میں جانتا ہوں میں نے تم سے تمہاری ذات کا مان چھین لیا ہے۔ میں تم سے معافی مانگوں گا تم جو کہو گی وہ کروں گا۔ پر اب تم سے دور جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا اور نا ہی تمہیں خود سے دور جانے دوں گا بازل ایک عزم کے ساتھ سوچتا بنا کچھ کہے باہر کی جانب بڑھا تھا۔

_____

سب لوگ اس وقت حال میں تھے زویا اپنی عادت کے مطابق چہکتی پھر رہی تھی۔ روحان، علی اور ذیشان حارث کے ساتھ آئے تھے۔

حارث گولڈن شیروانی پہنے کندھے پر مہرون شال لٹکائے کوئی شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔ گرے آنکھوں میں آج سب کچھ پا لینے کی چمک تھی۔ روحان کی آنکھیں پھول برساتی زویا پر ٹکی تھی۔

کالے رنگ کی فراک پہنے سر پر حجاب کیے۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ لگائے وہ دوسرے دنوں سے ہٹ کر لگ رہی تھی۔ پہلی باریونی کے فنکشن میں زویا کو کالا رنگ پہنے دیکھ روحان بے اختیار ہوا تھا اور آج ایک بار پھر زویا کو اس رنگ میں دیکھ روحان ملک بے اختیار ہونے لگا تھا۔ پر اپنے جذبات کو قابو کرتا وہ مسکرا کر آگے بڑھ گیا تھا۔

زویا جو اپنی کزنز کے ساتھ باتیں کرنے میں مصروف تھی۔روحان کے فون آنے پر ان سے ایکسکیوز کرتی ایک سائیڈ پر ہوئی تھی۔

خیریت جناب اس وقت فون کیا؟؟زویا شوخ سی بولی تھی۔

جی میڈم دو منٹ میں ہال سے باہر آؤ ویٹ کر رہا ہوں روحان نے گویا حکم دیا۔ابھی زویا کچھ بولتی کے روحان فون رکھ گیا۔زویا ایک گہرا سانس لیتی اپنا حجاب ٹھیک کیے باہر کی جانب بڑھی تھی۔

زویا نے روحان کے پیچھے جاتے اپنی انگلی آہستہ سے روحان کے بازو پر مارتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

زویا کی اس حرکت پر روحان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔روحان نے پیچھے مڑتے ساتھ ہی زویا کو دیوار سے پن کیا تھا۔ایک ہاتھ زویا کی کمر پر تھا جبکہ دوسرے ہاتھ سے زویا کی کلائی تھامی گئی تھی۔

اچانک ہونے والے اکتفاد پر زویا نے بوکھلا کر روحان کی جانب دیکھا۔فان کلر کا ڈنر سوٹ پہنے بالوں کو جیل سے جمائے نک سک سا تیار وہ زویا کے دل کے تار چھڑ گیا تھا۔

زویا کی بھوری آنکھیں روحان کی کالی آنکھوں سے ٹکرائی زویا روحان کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے گویا اسکے نقوش حفظ کرنا چاہتی ہو۔ نظریں بھٹکتی ہوئی روحان کے عنابی لب پر ٹھری تھی۔زویا نے گھبرا کر نظروں کا زاویہ تبدیل کیا تھا اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

زویا کی اس حرکت پر روحان ملک دلکشی سے مسکرایا تھا مسکرانے سے گال پر ڈمپل واضح ہوئے تھے۔ زویا نے چور نظروں سے روحان کی جانب دیکھا۔ وہ مسکرا رہا تھا جب اسکی نظر روحان کے ڈمپل پر ٹھری زویا نے ٹرانس کیفیت میں اپنی انگلی سے روحان کے ڈمپل کو چھوا تھا۔

مجھے لگتا ہے تمہیں میرے ڈمپلز بہت پسند ہیں؟؟روحان نے تھوڑا زویا کے پاس جھک کر سرگوشی کی تھی۔

ہاں یہ تو آپ سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔زویا نے تیزی سے بولتے آنکھیں میچے اپنی زبان دانتوں میں دبائی تھی۔زویا کی اس حرکت پر روحان نے والہانا نظروں سے زویا کی جانب دیکھا تھا۔

اچھا میں پیارا نہیں ہوں۔روحان زویا کے اور قریب ہوتا بولا تھا۔

نہیں نہیں ایسی بات نہیں ہے آپ بھی پیارے اور اچھے ہیں تب ہی تو میرے معصوم دل پر قبضہ کر کے بیٹھ گئے ہیں۔ زویا گھبرا کر تیزی سے بولی تھی پر آج زویا کی تیزی سے بولنے والی عادت اسے مروانے کے در پر تھی۔

اچھا کتنا اچھا اور پیارا ہوں؟؟روحان مخمور لہجے میں بولا تھا۔

بالکل بھی اچھے نہیں ہیں۔زویا روحان کو دھکا دیے خود سے دور کیے بولی اور اندر کی ہال کی طرف بھاگی تھی۔

پیچھے روحان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکراتا ہوا اندر کی جانب بڑھا تھا۔

* _____ *

سائرہ جو ہانیہ سے ملنے جا رہی تھی علی کے سامنے آنے پر رکی اور اسے دیکھ سائیڈ سے گزرنے کی کوشش کرنے لگی۔ سائرہ کی کوشش کو ناکام بناتے علی دوبارہ اسکے سامنے آیا تھا۔

کیا مسلہ ہے سائیڈ پر ہوں۔۔ سائرہ پھاڑ کھانے والے انداز میں گویا ہوئی تھی

کیا ہو گیا ہے جنگلی بلی کبھی تو کاٹنے کو نا دھوڑا کرو۔

علی اسکا لہجہ دیکھ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتے ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے بولا تھا۔ جبکہ سائرہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا آج پھر اس شخص نے اسے بلی کہا تھا۔ سائرہ نے اپنی گرے آئیز کو بڑا کیا تھا گویا آنکھوں سے ہی علی کا قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہو۔

میں بلی نہیں تم لنگور ہو۔ سائرہ نے غصے سے کہا تھا۔

میں تمہیں کہاں سے لنگور لگتا ہوں اتنا ہینڈسم بندا چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا علی نے فرضی کالر جھاڑتے کہا تھا۔

خوش فہمیاں تو دیکھو لنگور کی سائرہ سر جھٹکتے بولی تھی۔

میں لنگور ہوں بلی جیسی آنکھیں تو تمہاری ہیں بلی نا ہو تو علی سائرہ کی آنکھوں پر چوٹ کرتے بولا تھا۔

لنگور میں آخری دفع کہہ رہی ہوں اگر اب ایک اور بار بھی تم نے مجھے بلی بولا نا تو میں۔۔۔وہ انگلی دیکھائے بولی تھی۔غصے کی شدت سے سائرہ سے الفاظ بولنا مشکل تھا۔

میں تو بولو گا کیا کرو گی تم؟؟ علی سائرہ کے پاس آتے اسکی انگلی پکڑے بولا تھا

میں حارث بھائی کو بتاؤں گی۔ علی کے قریب آنے پر سائرہ گڑبڑائی تھی۔پر خود کو مضبوط ثابت کرتی علی سے دور ہوئے ہمت کرتی بولی تھی۔

سائرہ کی بات پر علی کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ علی کے ہنسنے پر سائرہ پیر پٹختی اسکے پاس سے گزری تھی۔

جنگلی بلی تمہیں قابو کرنے کا طریقہ مل گیا ہے۔سائرہ کے گھبرانے پر علی مسکراتے ہوئے بولا۔

* _____ *

ہانیہ کی رخصتی خیر وعافیت سے ہو چکی تھی۔خان حویلی کو کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔سردار حارث خان کی شادی تھی کوئی عام بات تھوڑی تھی۔پوری حویلی روشنی سے جگمگا رہی تھی۔

کچھ رسموں کے بعد سائرہ ہانیہ کو حارث کے کمرے میں بیٹھا گئی تھی۔کمرے کی سجاوٹ بہت شاندار تھی۔ تازے پھولوں کی خوشبو جھل مل کرتی موم بتیاں کمرے کو خواب ناک بنا رہیں تھی۔ہانیہ نے بے ساختا اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرے انھیں تر کیا تھا۔

ہانیہ دروازہ کھل کر بند ہونے کی آواز پر اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔وہ بامشکل اپنے آنسو ضبط کیے بیٹھی ہوئی تھی۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ یہاں سے بھاگ جائے۔حارث سے کہیں جا کر چھپ جائے۔حارث مسکراتا ہوا ہانیہ کے قریب آ کر بیٹھا تھا۔

حارث کے قریب بیٹھنے پر ہانیہ خود میں سمٹی تھی۔

ہانیہ تمہیں ہماری پہلی ملاقات یاد ہے؟؟ حارث نے ہانیہ سے سوال پوچھا تھا۔

چلو چھوڑو میں خود ہی بتاتا ہوں۔ جب تم مجھ سے یونی میں ٹکرائی تھی تو غلطی میری تھی اور سوری تم نے کیا تھا میں حیران ہوا تھا آج کل کے زمانے میں کوئی ایسی لڑکی بھی ہے جو دوسرے کی غلطی پر بھی اس سے معافی مانگ رہی ہے۔

پھر جب تم نے اپنی انکھیں اٹھا کر مجھے دیکھا تھا سردار حارث خان کے دل کی دنیا ایک ہی پل میں بدل گئی تھی۔

مجھے تمہاری یہ آنکھیں بے چین کیے رکھتی تھی۔ ایک عجیب سی خواہش میرے دل میں آسمائی تھی۔

میں ان آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنا چاہتا تھا۔ حارث نے ہانیہ کی انکھوں کو چھوتے ہوئے کہا تھا۔ حارث کی باتیں ہانیہ سانس روکے سن رہی تھی۔

پر ان میں ہمیشہ میرے ل ئے خوف ہوتا ہے۔ حارث افسردگی سے بولا تھا۔ میں جانتا ہوں غصے میں بہت غلط کر جاتا ہوں پر کیا کروں تمہارے معاملے میں مجھے اپنے غصے پر کنٹرول ہی نہیں رہتا حارث سرد اہ بھرتے بولا تھا۔

مجھے یقین ہے ایک دن اِن آنکھوں میں میرے ل ئے خوف نہیں محبت سے بھرپور جذبات دیکھائی دیں گے۔ حارث نے مسکراتے کہا اور ایک ڈبی سے رنگ نکالے ہانیہ کو پہنائی تھی۔

زما°رانی، تاسو د اللہ تعالی تر°ولو غورہ°ا°یاست

(میری جان، تم اللہ کا دیا ہوا بہترین تحفہ ہو)

حارث نے ہانیہ کے ہاتھوں پر لب رکھتے کہا تھا۔ حارث کی بات پر ہانیہ نے نا سمجھی سے اسکی طرف دیکھا تھا۔

جاؤ ہانی جان تم تھک گئی ہو گی چینج کر کے سو جاؤ حارث نے مسکراتے ہوئے ہانیہ کا گال تھپتھپاتے کہا تھا۔

ہانیہ خاموشی سے سر ہلاتی واشروم کی جانب بڑھی تھی۔

ہانیہ کو گئے بیس منٹ سے اوپر ہو چکے تھے وہ اب تک باہر نہیں نکلی تھی۔

یہ لڑکیاں چینج کرنے میں اتنی دیر لگاتی ہیں کیا حارث نے سوچا تھا۔وہ ٹھیک تو ہے مجھے پوچھنا چاہیے اتنی دیر کیوں لگا رہی ہے۔

ہانیہ ایوری تھیگ از آل رائیٹ؟حارث نے واشروم کا دروازہ ناک کرتے کہا تھا۔

ج۔۔۔جی سب ٹھیک ہے۔ہانیہ کے بوکھلاتے ہوئے جواب دیا تھا۔

پھر اتنی دیر کیوں لگا رہی ہو؟؟ حارث نے ہانیہ کی پریشانی بھانپتے کڑے تیوروں سے سوال کیا تھا۔

جی بس آ رہی ہوں ہانیہ کی بھیگی ہوئی آواز حارث کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

ہانیہ دروازہ کھولو کیا ہوا ہے؟ حارث ایکی بار رعب دار لہجے میں بولا تھا۔

وہ۔۔۔وہ لہنگے کی شرٹ ان زیپ نہیں ہو رہی زیپ پھنس گئی ہے۔ہانیہ آنسو بھاتے ہوئے بولی تھی۔

ہانیہ کی بات سن حارث نے گہرا سانس لیا تھا۔ورنہ ہانیہ نے تھوڑی ہی دیر میں حارث کی جان نکالنے میں کوئی کثر نا چھوڑی تھی۔

ہانی دروازہ کھولو میں ہیلپ کرتا ہوں۔حارث اب نرمی سے گویا ہوا تھا۔

نہ۔۔ نہیں آپ سائرہ کو۔ بلا دیں۔ ہانیہ نے گھبراتے کہا تھا۔

واااٹ ہانی تم پاگل ہو میں اس وقت سائرہ کو بلانے جاؤں۔

حارث کو ہانیہ کی دماغی حالت پر شک ہوا تھا۔ حارث شادی کی پہلی رات اپنی بہن کو بلانے جاتا تاکہ وہ اسکی بیوی کی مدد کروادے۔ ہانیہ کی بات سن حارث کا پارہ چڑھا تھا۔

دیکھو ہانی تمہارے پاس دو آپشنز ہیں یا تو ڈور انلاک کرو اور میری مدد لو یا پھر ساری رات اتنے ہیوی ڈریس میں انکمفرٹیبل رہو۔

آرام سے بات سمجھ ہی نہیں آتی اس لڑکی کو۔ کچھ دیر تک ہانیہ نے دروازہ نا کھولا تو حارث بڑبڑاتا ڈوپلیکیٹ چابی لینے بڑھا تھا جب کلک کی آواز سے دروازہ کھولا تھا۔ حارث نفی میں سر ہلاتا ہانیہ کے پاس گیا تھا۔

رونے کی وجہ سے ہانیہ کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔ حارث کو اس پاگل لڑکی پر انتہا کا غصہ آیا تھا۔

تم پاگل ہو اتنی سی بات پر کون روتا ہے۔ حارث ہانیہ کا بازو تھامے دبے دبے غصے میں غرایا تھا۔ حارث کی ڈانٹ سن ہانیہ ڈبڈبائی نظروں سے حارث کی جانب دیکھنے لگی تھی۔

ہانیہ کو پھر رونے کی تیاری پکڑتے دیکھ حارث نے ہانیہ کو گھمائے اسکی پشت اپنی طرف کی تھی۔ سامنے لگے شیشے میں ان دونوں کا عکس واضح تھا۔

ہانیہ نظریں جھکائے انگلیاں چٹخانے میں مصروف تھی جب حارث نے ہانیہ کے چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں رکھتے ہانیہ کے کھلے بال ہانیہ کے شانے پر ایک طرف کیے تھے۔

حارث کے ہاتھ بڑی تیزی سے ہانیہ کا مسلہ حل کرنے میں لگے ہوئے تھے۔ ہانیہ نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تھا حارث مصروف سا زپ کھولنے کی تگ و دو میں تھا جب ایک جھٹکے سے زپ کھلتی چلی گئی تھی۔

حارث نے فوراً نظریں اٹھائے ہانیہ کی جانب دیکھا ہانیہ کی جانب دیکھا ہانیہ کا چہرہ شرم سے سرخ پر چکا تھا۔

ہانیہ کی حالت دیکھ حارث کا دل چاہا تھا وہ ہانیہ کو تنگ کرے پر اپنے دل کی خواہش کو دباتا وہ شرافت سے باہر نکلا تھا۔ کچھ دیر بعد ہانیہ آرام دہ کپڑے پہنے باہر نکلی تھی۔

ہانیہ کو باہر نکلتے دیکھ حارث واڈروب سے اپنا نائٹ ڈریس لیتا واشروم میں بند ہوا تھا۔

حارث کپڑے بدل کر باہر آیا تو ہانیہ کو صوفے پر سر تا پیر چادر اوڑھے دیکھ اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

حارث نے آگے بڑھ کر ہانیہ کے نازک وجود کو اپنے مضبوط بازوں میں بھرا تھا۔ حارث کے یوں اٹھانے پر ہانیہ بوکھلا کر حارث کی جانب دیکھنے لگی تھی۔

یہ۔یہ کیا کر رہے ہیں چھوڑیں مجھے نیند آ رہی ہے۔ہانیہ حارث کی باہوں میں مچلی تھی۔جب حارث ہانیہ کو بیڈ پر لٹاتے خود بھی لیٹا تھا۔

ہانی میں تمہاری مرضی کے بغیر تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔پر اس طرح تم سے دور نہیں رہ سکتا حارث نے ہانیہ کے بال سہلاتے کہا تھا۔

حارث کی بات سن ہانیہ پر سکون ہوئی تھی پر اگلے ہی لمحے حارث کو خود پر جھکے دیکھ ہانیہ کی جان ہوا ہوئی تھی۔

حارث ہانیہ کو کوئی بولنے کا موقع دیے بغیر اسکی آنکھوں کے بعد شہ رگ کو نشانہ بنا کر پیچھے ہٹا تھا۔

آپ نے کہا تھا کہ آپ میری اجازت کے بغیر۔۔۔۔ہانیہ آنکھوں میں آنسو لیے بولی تھی۔

ہانی جان اب اتنا بھی شریف نہیں ہوں میں۔ مجھ سے اتنی زیادہ شرافت کی توقع نا رکھو یہ چھوٹی چھوٹی گستاخیاں تو تمہیں برداشت کرنی پڑیں گی۔ حارث نے کہتے ساتھ ہانیہ کا سر اپنے سینے پر رکھے اپنے بازوں کا حصار اسکے گرد باندھا تھا۔

سو جاؤ ہانی اس سے پہلے میں اپنی کہی بات سے پھر جاؤں۔ حارث کی بات سن ہانیہ نے پٹ سے انکھیں بند کی تھی ہانیہ کی حرکت دیکھتے حارث بھی مسکراتا پر سکون سا آنکھیں موند گیا تھا۔

* _____ *

ردا گھر آئی تو تھکاوٹ سے اسکا چلنا محال تھا۔ وہ فوراً اپنے کمرے میں گئی اور سب سے پہلا کام کمرے کا دروازہ لاک کرنے کا کیا۔ کمرہ لاک کرنے کے بعد وہ اپنا ڈریس چینج کیے دوائی کھائے پر سکون سی بیڈ پر لیٹی تھی۔

دوائیوں کے اثر کی وجہ سے لیٹنے کے کچھ دیر بعد ہی وہ گہری نیند میں جا چکی تھی۔ بازل جو ردا سے بات کرنے آیا تھا ردا کے کمرے کا دروازہ لاک دیکھ ڈوپلیکٹ چابی لینے گیا پھا کچھ ہی دیر بعد ڈوپلیکیٹ چابی سے دروازہ کھولے بازل ردا کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

ردا پر سکون سی بیڈ پر سوئی ہوئی تھی۔ ردا کو سوتے دیکھ بازل ردا کے پاس ہی لیٹ گیا۔ کافی دیر وہ ردا کے چہرے کو یک ٹک دیکھتا رہا۔ وہ بے حد خوبصورت تھی بازل کے دل نے اعتراف کیا تھا۔

اس دن مشال کی باتیں سننے کے بعد بازل کی تمام غلط فہمیاں دور ہوئی تھی۔ آنکھوں پر بندھی مشال کی محبت کی پٹی اتری تھی۔

اسی دن ردا بازل کے لئے بہت عزیز ہو چکی تھی۔ وہ ردا کے لئے تو پہلے ہی انوکھے جذبات محسوس کرنے لگا تھا لیکن مشال کی باتیں سننے کے بعد بازل ردا کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔ جانے کب ردا کو دیکھتے اس پر نیند غالب ہوئی تھی اور وہ بھی ردا کے پہلو میں لیٹا نیند کی وادیوں میں اترا تھا۔

صبح ردا کی آنکھ کھولی تو ایک جانی پہچانی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔کچھ سیکنڈ بعد ردا بازل کو بے اپنی قریب سوئے دیکھ ایک ہی جست میں بیڈ سے اتری تھی۔ ردا کے اچانک اٹھنے سے بازل کی بھی آنکھ کھولی تھی۔

تم۔۔تم میرے کمرے میں کیا کر رہے ہو۔ت۔۔۔تم نے را۔۔۔رات کو پھ۔۔پھر می۔۔۔میرے ساتھ ردا کے الفاظ ٹوٹ کر ادا ہوئے تھے آنسو روانی سے بہنے لگے تھے۔ دوائیاں کھانے کی وجہ سے اسکو کچھ بھی یاد نا تھا۔

نہیں ردا ایسا کچھ نہیں ہے میں تم سے بس معافی مانگنے آیا تھا۔بازل ردا کو روتے دیکھ اسکی جانب بڑھا تھا۔

تم معافی کے قابل ہو؟؟ردا نے ہاتھ اٹھا کر بازل کو اپنے سے دور روکتے ہوئے کہا تھا۔

میں جانتا ہوں کہ میرے گناہ معافی کے لائق نہیں ہیں لیکن۔ پلیز مجھے معاف کر دو میں ساری حقیقت جان چکا ہوں مشال کا اصلی چہرہ بھی میرے سامنے آ چکا ہے بازل ملتجی لہجے میں بولا تھا۔

اوووتب ہی مجھ سے اتنی ہمدردی ہو رہی ہے۔ ردا بھیگی آنکھوں سے بولی تھی۔

ایسی کوئی بات۔۔۔۔ بازل کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ردا نے بازل کی بات کاٹی تھی۔

تم مر بھی جاؤ گے نا میں پھر بھی تمہیں معاف نہیں کروں گی۔ ردا نے عہد کر لیا تھا وہ اِس شخص سے اب نہیں ڈرے گی بلکہ ڈٹ کر مقابلا کرے گی۔ ردا یہ کہے بنا کچھ سنے واشروم میں گھستی دھار سے دروازہ بند کر گئی تھی۔ پیچھے بازل ردا کے لہجے میں اپنی لئے نفرت اور حکارت محسوس کرتا تڑپ اٹھا تھا۔

ہانیہ کی صبح آنکھ کھلی تو اس نے حارث کو سامنے نماز پڑھتے پایا۔ہانیہ حیران نظروں سے حارث کو دیکھے گئ

شلوار قمیض پہنے سر پر ٹوپی جمائے وہ پر سکون سا نمازِ فجر ادا کر رہا تھا۔ ہانیہ نے آج سے پہلے کب دیکھا تھا حارث کو اس روپ میں ہانیہ تو آنکھیں جھپکائے بغیر حارث کو دیکھ رہی تھی۔

اب اُس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے آنکھیں ہنوز بند تھی۔ حارث دعا کرتے ہوئے بھی ہانیہ کی نظریں خود پر محسوس کر سکتا تھا۔حارث نے کھڑے ہوتے جاہِ نماز کو تہہ لگائی تھی۔حارث کو کھڑے ہوتے دیکھ ہانیہ فوراً سوتی بنی تھی۔

ہانیہ کی حرکت دیکھ حارث کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

ہانی جان اگر اٹھ ہی گئی ہو تو اٹھ کر نماز پڑھ لو۔حارث نے اپنا ہاتھ ہانیہ کے بالوں میں چلاتے کہا تھا۔حارث کی بات سن ہانیہ اپنا دوپٹا اٹھائے وضو کرنے بڑھی تھی۔

ہانیہ جب وضو کر کے باہر نکلی تو حارث کو تلاوت کرتے دیکھ دسکے قدم ساکت ہوئے تھے۔ حارث سورۃ الرحمان کی تلاوت میں مصروف تھا۔ حارث کی آواز بہت خوبصورت تھی ۔ ہانیہ مہبوت سی حارث کی تلاوت سنے گئی۔

ہانی نماز قضا ہو جائے گی۔ ہانیہ کو یوں ہی کھڑے ہوئے خود کو تکتا پا کر حارث تلاوت ختم کر کیے گویا ہوا تھا۔

حارث کی بات پر ہانیہ حوش میں آئی تھی اور نماز ادا کرنے کے لگی۔ہانیہ کو اسکے سامنے نماز ادا کرنے میں کوئی مشکل نا ہو اس لیے وہ خود کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ہانیہ نماز پڑھنے کے بعد ایک بار پھر حارث کو سوچنے لگی تھی۔

کیا تھا یہ شخص کم سے کم یہ وہ حارث تو نا تھا جسے ہانیہ جانتی تھی۔وہ اتنی نرمی سے کیسے بات کر سکتا تھا اس ہٹلر کے جاں نشین کی ناک پر تو ہر وقت غصہ سوار رہتا تھا۔

_____

روحان بیٹا تمہیں ابھی تک کوئی لڑکی پسند نہیں آئی؟؟اب تو حارث نے بھی شادی کر لی۔تم بھی کچھ سوچو

مشز شرمین کی بات سن روحان کے ناشتا کرتے ہاتھ رکے تھے۔

نہیں موم مجھے کوئی لڑکی پسند نہیں ہے۔روحان نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا

میں خود اپنے بیٹے کے لئے پسند کر لوں تمہیں کوئی مسلہ تو نہیں ہو گا۔ شرمین بیگم نے روحان کے چہرے کے اتار چڑہاؤ بغور دیکھتے کہا تھا۔

موم ابھی مجھے اپنا بزنس سیٹل کرنا ہے روحان نے بیزاریت سے جواب دیا۔ مسز شرمین روحان کو چڑتے دیکھ اثبات میں سر ہلا گئی۔ روحان دوبارہ اپنے ناشتے کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

آج حارث اور ہانیہ کا ریسیپشن کا فنکشن تھا۔ روحان حارث علی اور ذیشان ساتھ کھڑے تھے پر روحان کی نظریں زویا پر ٹکی ہوئی تھی۔

روحان کو زویا کو تکتے دیکھ حارث نے گلا کھنکھارا۔ حارث کے اس طرح کرنے پر علی اور ذیشان جو روحان کو کافی دیر سے نوٹ کر رہے تھے وہ بھی چہرے پر شرارتی مسکراہٹ سجائے روحان کو دیکھنے لگے تھے۔

آہہہم آہہہم! روحان حارث کے گلا کھنکھارنے پر اسکی جانب متوجہ ہوا

کیا چل رہا ہے؟؟ حارث نے زرا کڑے تیوروں سے دریافت کیا

وہی جو تجھے نظر آرہا ہے روحان نے ریلیکس انداز میں کہا تھا۔

تو سیریس ہے؟؟ حارث نے کسی خدشے کے تحت پوچھا

نہیں! اُس سے بدلہ لے رہا ہوں۔ روحان کی آواز پر اسرار تھی۔ کہتے ساتھ ہی روحان کا ہنستا مسکراتا چہرہ سنجیدہ ہوا تھا۔ سرد بے تاثر آنکھیں سامنے ہانیہ کے ساتھ ہنستی زویا پر تھی۔

کیا؟؟ حارث نے شاکی نظروں سے روحان کی طرف دیکھتے کہا تھا۔ یہی حال علی اور ذیشان کا بھی تھا۔ وہ بھی روحان کو شاکی نظروں سے دیکھ رہی تھے۔

یار مزاق کر رہا ہوں روحان نے ہنستے ہوئے دوبارہ نارمل ہوا تھا۔

بہت کمینا ہے تو۔ حارث نے روحان کو ہنستے دیکھ کہا تھا۔

وہ چاروں دوبارہ باتوں میں مصروف ہو چکے تھے۔کچھ دیر بعد روحان نے ایک کاٹ دار نظر سامنے کھڑی زویا کی طرف ڈالی تھی جو اب سٹیج پر کھڑی تصویریں بنانے میں مصروف تھی۔پر وہ اسکی طرف متوجہ نا تھی۔وہ نخوست سے سر جھٹکتا اپنے دوستوں کی جانب متوجہ ہوا تھا۔

* _____ *

ہانیہ کی رخصتی کو چھ مہینے سے زائد عرصہ ہو چکا تھا۔ہانیہ تو حارث کے رویے پر حیران تھی۔وہ غصہ کرنے والا انسان دل کا اتنا اچھا ہو گا اسے معلوم نا تھا۔

چونکہ ہانیہ حویلی میں رہ رہی تھی تو وہ ہانیہ کے لئے یونی میں آن لائن کلاسس کی بات کر چکا تھا۔ ہانیہ اب حویلی میں ہی آن لائن کلاسس لیتی تھی۔سائرہ سے اسکی اچھی دوستی ہو چکی تھی۔پر اب بھی وہ حارث سے ڈرتی تھی۔

ہانیہ ابھی اپنی سوچوں میں ہی گم تھی جب حارث کی اواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی

ہانی میری بات سنو۔حارث کی آواز سن ناشتا کرتی سائرہ نے شرارت سے ہانیہ کی طرف دیکھا۔

مورے جان اور داجی کا لحاظ کرتی سائرہ خاموش رہی تھی۔ورنہ ابھی وہ کوئی ایسا جملہ بولتی جس کی وجہ سے ہانیہ سارا دن شرم سے سرخ رہتی۔

ہانیہ فوراً اپنے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔وہ جانتی تھی اگر اس نے دیر کی تو حارث ادھر ہی پہنچ جائے گا۔

جی آپ نے بلایا؟؟ ہانیہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے بولی پر حارث کو شرٹ کے بغیر کھڑے دیکھ ایک دم اپنا چہرہ موڑا۔ ہانیہ کی حرکت پر حارث کے لب مسکرائے تھے۔

کیا ہوا ہانی؟؟ حارث نے اسکی طرف قدم اٹھاتے کہا تھا۔

آپ۔۔۔ آپ کی شرٹ گھبراہٹ کے مارے ہانیہ کے منہ سے الفاظ نکلنے کو انکاری تھے۔ ہانیہ کی آدھی ادھوری بات سن کر حارث کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

کیا میری شرٹ حارث نے بالکل ہانیہ کے پیچھے کھڑے ہوتے سرگوشی کی تھی۔ حارث کی اتنے قریب موجودگی پر ہانیہ کی جان ہوا ہوئی تھی۔

وہ۔۔۔ وہ آپ شرٹ پہن لیں۔ ہانیہ نے اٹکتے اپنی بات مکمل کی۔

تم تو میری بیوی ہو بیوی سے کیسی شرم حارث نے ہانیہ کا رخ اپنی جانب کرتے کہا حارث کی حرکت پر ہانیہ اپنی آنکھیں میچ گئی۔

ہانیہ کو آنکھیں میچتے دیکھ حارث ہانی کی آنکھوں پر پھوک مارتا پیچھے ہو کر شرت پہننے لگا تھا۔

ہانی جان آنکھیں کھول لو یا کھڑے کھڑے ہی اوپر پہنچ گئی ہو؟؟ حارث نے کہا تھا۔ حارث کی بات سن ہانیہ نے خفت سے سرخ ہوتے اپنی آنکھیں کھولی تھی۔

حارث اب ہانیہ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ حارث کی کاروائی سے پہلے ہانیہ منہ بناتی ڈریسینگ ٹیبل پر جا کر بیٹھی تھی۔

ہانیہ کی حرکت دیکھ حارث جی جان سے مسکرایا تھا۔

میری بیوی کافی سمجھدار ہو گئی ہے۔ حارث نے ڈریسنگ ٹیبل سے ہیئر برش پکڑتے کہا تھا۔

بال بنانے کے بعد ہانیہ نے حارث کی طرف پرفیوم بڑھایا تھا۔ جسے حارث نے ایک مسکراہٹ کے ساتھ پکڑا تھا۔ اب ہانیہ حارث کو گھڑی پہنانے کا کام سرانجام دے رہی تھی۔

جبکہ حارث ہانیہ کو والہانہ نظروں سے تک رہا تھا۔ شروع کے دنوں میں یہ سارے کام حارث ہانیہ سے زبردستی کرواتا تھا۔

دو تین بار ہانیہ نے بھاگنے اور ڈریسنگ سے اترنے کی کوشش کی تھی۔ پر حارث کی انوکھی سزاؤں کے ڈر سے اب وہ خود ڈریسنگ پر بیٹھ کر حارث کے کام کرتی تھی۔ حارث ماضی کو سوچ کر مسکرایا تھا۔

اپنا خیال رکھنا وائیفی اور میں جلدی اؤں گا پیکنگ کر لینا لاہور کے لئے نکلنا ہے۔

مکمل تیار ہونے کے بعد حارث نے جھک کر ہانیہ کی پیشانی پر اپنے لب رکھے تھے اور ہانیہ کو ڈریسنگ ٹیبل سے نیچے اتار کر کمرے سے باہر نکلا۔

ہانیہ کتنی ہی دیر تک ایک پر حدت لمس اپنی پیشانی پر محسوس کرتی رہی۔ حارث کا رویہ سوچ ایک شرمیلی مسکراہٹ نے ہانیہ کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔ ہانیہ حارث کے پیار اور اسکی توجہ کی عادی ہوتی جا رہی تھی۔ حارث کا کیئرنگ انداز ہانیہ کو پسند تھا۔

روحان، حارث، علی اور ذیشان فائینل سمسٹر کے پیپرز ہو چکے تھے جبکہ ہانیہ اور زویا کا سیکنڈ سمسٹر چل رہا تھا۔

ہانیہ کے جانے کے بعد زویا روحان کے ساتھ بہت اٹیچ ہو چکی تھی۔ زویا کی ہر شرارت میں روحان اسکا بھرپور ساتھ دیتا تھا۔

روحان اور زویا جو ابھی جونیئرز کو تنگ کر کے آئے تھے ہنستے ہوئے گراؤنڈ کے نرم و ملائم گھاس پر بیٹھے تھے۔

کل حارث آ رہا ہے۔ روحان زویا کی جانب دیکھتے ہوئے بولا

(آخر کار اس کھیل کو ختم کرنے کا وقت آ ہی گیا۔) دو دن بعد روحان کی انگلینڈ کی فلائیٹ تھی کسی کو بھی یہ بات کا نہیں پتا تھی۔ روحان نے زویا کی آنکھوں میں جھانکتے سوچا

اچھا ہانیہ بھی آئے گی پھر تو زویا خوش ہوتی بولی تھی۔

کل کہیں جانے کا پلین بناتے ہیں روحان نے مشورہ دیا۔

ہم ٹھیک ہے۔ زویا نے سر ہلایا۔

_____

بازل آفس سے گھر آیا تو ردا کو کمرے میں سوتا پایا۔ بازل ردا کی نیند خراب ہونے کے ڈر سے اس کے پاس خاموشی سے آ کر ٹکا۔ جب ردا کو دیکھ ایک مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔ وہ مسکراتا ماضی میں کھو چکا تھا۔

ردا کھانا کیوں نہیں کھا رہی ہو؟؟ صبح کا کچھ نہیں کھایا تم نے؟ صبا بیگم نے ردا کو ڈپٹا تھا

ماما میرا دل نہیں کر رہا۔ میرا دل عجیب سا ہو رہا ہے۔ ردا نے رونی شکل بنا کر جواب دیا تھا۔

کیا ہوا ہے ردا کہیں پین تو نہیں ہو رہی۔ شازیہ بیگم نے متفکر لہجے میں کہا۔ کیونکہ ردا کو سرجری کی وجہ سے اکثر پین سٹارٹ ہو جاتی تھی۔

نہیں خالہ ایسا کچھ نہیں ہے۔ بازل خاموشی سے ڈائیننگ پر بیٹھا سب کی باتیں سن رہا تھا۔ بازل نے ردا کی جانب دیکھا آج اسکی طبعیت واقعے ہی خراب لگ رہی تھی۔ اسکا رنگ پیلا ہو رہا تھا۔

بازل تم ایسا کرو ردا کو ڈاکٹر کے پاس لے جاؤ۔ شازیہ بیگم نے۔ ابکی بار بازل کو مخاطب کیا تھا۔

نہیں خالہ اسکی کوئی ضرورت نہیں ہے میں بس اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔ ریسٹ کروں گی تو سہی ہو جاؤں گی۔ ردا بازل کے بولنے سے پہلے ہی اپنی بات مکمل کر کے اٹھی تھی۔

ابھی وہ کچھ قدم ہی چلی تھی جب اس نے اپنا گھومتا ہوا سر تھاما۔ بازل جو مکمل طور پر ردا کی طرف متوجہ تھا

ردا کے سر تھامنے پر فوراً اٹھا تھا بازل کو اٹھتا دیکھ سب ردا کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔ پر بازل کے پہنچنے سے پہلے ہی ردا زمین بوس ہوئی تھی۔ ردا کو زمین بوس ہوتے دیکھ باقی سب بھی اسکی جانب بڑھے تھے۔

بازل نے ردا کو اپنی باہوں میں بھرا تھا اور گھبراہٹ میں اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ باقی سب بھی اسکے پیچھے ہی بڑھے تھے۔

شازیہ بیگم، صبا بیگم اور زویا ردا کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن بے سود ردا ہوش حواس سے بیگانا تھی۔

ڈاکٹر کے آنے پر بازل فوراً ڈاکٹر کی جانب لپکا تھا۔

ڈاکٹر پلیز ردا کو دیکھیں۔ چونکہ ردا روٹین چیک اپ کے لئے جاتی رہتی تھی جس کی وجہ سے ڈاکٹر بازل کو جانتے تھے۔

آپ یہیں رکیں میں چیک کرتا ہوں۔ ڈاکٹر نے کہا اور وہ بازل کا کندھا تھپتھپا کر اندر کی جانب بڑھے۔ ڈاکٹر کے آنے پر گھر کی باقی خواتین باہر آگئی تھی۔

بازل مسلسل ادھر سے ادھر چکر لگانے میں مصروف تھا۔

جب شازیہ بیگم نے بازل کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

امی! بازل بے بسی سے گویا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا وہ ابھی رو دے گا۔

کچھ نہیں ہوتا بازل اللہ نے چاہا تو وہ ٹھیک ہو گئی۔ شازیہ بیگم کی بات سن بازل نے اپنی نم آنکھیں بند کر کے کھولی تھی۔

اس ایک مہینے میں ردا کے دل میں اپنے لئے نفرت دیکھ بازل اندر سے ٹوٹ چکا تھا۔ جس کے لئے اس نے ردا کو تکلیف پہنچائی تھی وہ تو کب کی طالاق لے کر جا چکی تھی۔ بازل ابھی اپنی سوچوں میں ہی گھم تھا جب ڈاکٹر باہر نکلے تھے۔ بازل فوراً ڈاکٹر کی طرف بڑھا تھا۔

ریلیکس مین پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر نے مسکراہٹ کے ساتھ خوشخبری سنائی تھی۔ بس تھوری ویکنس ہے میں نے ڈرپ لگا دی ہے کچھ دیر تک ہوش آ جائے گا۔

ڈاکٹر کی بات سن سارے بہت خوش ہوئے تھے اور ہوتے بھی کیوں نا آخر گھر میں ایک ننھا مہمان آنے والا تھا۔

ردا کو جب ہوش آیا تو خود کو بازل کے کمرے میں پا کر ایک دم اٹھی تھی پر اپنے ارد گرد سب کو بیٹھا دیکھ پریشان ہوئی تھی۔

ردا کے اٹھنے پر شازیہ بیگم نے ردا کا ماتھا چوم دھیروں دعائیں دی تھی۔شازیہ بیگم کی باتیں سن ردا خاموش ہو چکی تھی۔ایک بار پھر آنکھوں کی چمک کھو گئی تھی۔

ہائے اللہ ردا آپی مجھے تو اتنی خوشی ہو رہی ہے میں آپکو بتا نہیں سکتی۔ زویا ردا کے گلے لگی بولی تھی۔

آفٹر آل میری ٹیم میں کوئی شامل ہونے والا ہے۔زویا نے آنکھ ونک کر کے کہا تھا زویا کی حرکت پر سب مسکرائے تھے جبکے ردا نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی تھی۔

میں ابھی ہانیہ کو کال کر کے بتاتی ہوں زویا کہتے ساتھ باہر بھاگی تھی۔

خبر دار اب تم ہلی بھی یہی رہو۔بازل کو بھیج رہی ہوں آکر تمہارا خیال رکھے۔ردا کے اٹھنے پر شازیہ بیگم نے کہا شازیہ بیگم کہتے ساتھ صبا بیگم کو ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھی تھی۔

ردا نے کمرے میں نظریں گھمائیں تھی۔جہاں کچھ جگہ پر بازل اور اسکی رخصتی کی تصویریں تھی۔ردا کے زخم ایک بار پھر ہرے ہوئے تھے بازل کا برا رویہ مشال سے شادی کرنا اسے ایک اک بات آج پھر یاد آئی تھی۔ردا نے اذیت سے آنکھیں بند کی تھی۔کچھ دیر بعد بازل کمرے میں داخل ہوا تھا۔

ردا بیڈ پر بے تاثر آنکھیں لیے بیٹھی تھی۔کچھ عرصے میں ان دونوں کے بیچ ایک سرد دیوار قائم ہو چکی تھی بازل نے کئی بار ردا سے بات کرنے کی کوشش کی تھی پر ردا ہمیشہ اسکو اگنور کر دیتی تھی وہ اسکی کسی بات کا کوئی جواب نہیں دیتی تھی۔

بازل نہیں جانتا تھا اس خوشخبری کے بعد ردا کا کیسا ردِ عمل ہو گا۔ پر جو بھی تھا بازل بہت خوش تھا۔ لیکن وہ ردا کی وجہ سے پریشان بھی تھا۔

ردا! بازل نے ردا کو پکارا تھا۔

مجھے اپنے کمرے میں جانا ہے۔ ردا بے تاثر لہجے میں بولی تھی۔

یہی تمہارا کمرہ ہے۔ بازل آہستگی سے بولا۔

نہیں، نہیں ہے یہ میرا کمرہ ردا چیخی تھی اور بیڈ سے اترنے لگی۔ بازل نے پھرتی سے ردا کو قابو کیا تھا۔

کیا بدتمیزی ہے چھوڑو مجھے۔ ردا جھپٹتی بولی تھی۔ بازل نے ردا کی مزاحمت ترک کرتے اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

اتنے عرصے بعد وہ ردا کو، اسکی خوشبو کو محسوس کر رہا تھا۔ ردا کی مزاحمت اب بھی جاری تھی۔ جب بازل نے ردا کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں تھام کر اسکی پیشانی کو اپنے لمس سے مہکایا تھا۔

تھینک یو سو مچ ردا۔ بازل نم انکھوں سے ردا سے مخاطب ہوا تھا۔ ردا نے اپنا مکمل زور لگا کر بازل کو دھکا دیا تھا۔

یہ مت سمجھنا میں اب تمہیں معاف کر دوں گی یا پھر تمہارے ساتھ رہنے لگوں گی۔ مجھے نفرت ہے تم سے یہ بات اچھے سے جان لو۔ ردا بے حس بنی بولی تھی۔

کبھی بازل ردا کے معاملے میں بے حس تھا آج وہ بازل کو پل پل تڑپا رہی تھی۔

چپ آواز نا آئے بازل ردا کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے ردا کے مزاحمت کرتے ہاتھوں کو قابو کیے اس پر جھکتا بولا تھا۔

بہت بول لیا تم نے اب میری سنو۔ بازل کی قربت پر ایک بار پھر ردا پر خوف طاری ہونے لگا تھا۔

نفرت کرتی ہو نا تم مجھ سے ہاں کرو کیونکہ میں نفرت کے ہی قابل ہوں۔ میں نے تمہارے ساتھ برا کیا تھا تمہیں بھی پورا حق ہے اپنا بدلہ لینے کا۔ پر۔۔۔۔۔ بازل نے ردا کی گردن پر لب رکھے تھے۔

پر خبردار جو اب مجھ سے دور رہی۔ جو کرنا ہے کرو لیکن میرے پاس رہ کر اب اس کمرے سے باہر جانے کا سوچنا بھی نا۔

بات ختم کیے بازل نے ردا کے ہاتھ بیڈ پر پن کیے اس پر اور جھکا تھا۔ جب دیکھتے ہی دیکھتے کانچ سی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ تکیے میں جذب ہونے لگے تھے۔

نہیں بازل پلیز نہیں ردا بے بسی سے گویا ہوئی تھی۔

پلیز میں نے کچھ نہیں کیا۔اب وہ با قاعدہ کانپنے لگی تھی۔

می۔۔۔میں فیضان کے سامنے ن۔۔۔ نہیں جاؤں گی۔اب وہ بازل کی گرفت میں بری طرح مچلنے لگی تھی۔

میر۔۔۔میرے سا۔۔۔ساتھ ای۔۔ایسے نا کرو۔مجھے چھوڑ دو۔ردا آنکھیں بند کیے سر پٹختی بری طرح چلا رہی تھی۔ردا کی باتیں سن بازل فوراً ردا سے دور ہوا تھا۔بازل کے دور ہوتے ہی ردا بھاگتی ہوئی واشروم میں بند ہوئی تھی۔

بازل کے دماغ میں اب بھی ردا کی باتیں گونج رہی تھی۔

اسکی بیوی اسکی قربت میں سکون محسوس کرنے کی بجائے خوف کھاتی تھی۔ وہ رات اس پر ہمیشہ کے لئے اپنا اثر چھوڑ چکی تھی۔ وقت تو گزر گیا تھا پر ردا کے زخم اب بھی گہرے تھے۔

بازل بکھر رہا تھا وہ شرمندہ تھا اسکا دل چاہ رہا تھا وہ خود کو کچھ کر لے۔ پر اگر اس نے ردا کو زخم دیے تھے تو اب مرہم بھی رکھنا تھی۔ وہ خود ٹوٹ نہیں سکتا تھا اس نے تو ابھی اس لڑکی کو سمیٹنا تھا جس کو وہ بری طرح توڑ چکا تھا۔

بازل نے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کیے اور واشروم کی طرف بڑھا۔

ردا اوپن داڈور! بازل نے دروازہ ناک کرتے کہا تھا۔ ردا جو فرش پر بیٹھی ہچکیوں کے ساتھ رونے میں مصروف تھی بازل کی آواز پر ڈر سے اچھلی تھی۔

ردا دروازہ کھولو۔ اب بازل اونچی آواز میں بولا تھا۔ ردا نے سختی سے اپنے منہ پر ہاتھ جمائے اپنی بلند ہونے والی چیخ کو روکا تھا۔

ردا پلیز دروازہ کھولو۔ اپنا نہیں تو اس ننھی جان کا ہی خیال کر لو۔ بازل کے لہجے میں بے بسی واضح تھی۔ بازل کی بات سن ردا کے آنسو تھمے تھے۔

کلک کے آواز کے ساتھ دروازہ کھولا تھا۔ سرخ چہرہ، نم آنکھیں لیے ردا باہر نکلی تھی۔ ردا کے باہر نکلتے ہی بازل ردا کی جانب بڑھا تھا۔

آئی ایم سوری میں اب تمہارے پاس کبھی نہیں آوں گا پر پلیز تم ایسا کچھ نہیں کرو گی جس سے ہمارا کوئی بڑا نقصان ہو بازل ردا سے دور کھڑے ہی ردا سے کہہ رہا تھا۔

اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ ردا کو خود میں بھینچ لے۔ ردا خاموش نظروں سے بازل کو دیکھتی خود کو نارمل کرتی بیڈ پر جا کر لیٹ گئی۔ بازل بھی خاموشی سے صوفے پر ٹک گیا۔

مجھے پیزا کھانا ہے۔ تھوڑی دیر بعد کمرے میں ردا کی آواز گونجی تھی۔ بات کہنے کا انداز ایسا تھا گویا حکم دیا گیا ہو۔

ردا کی بات پر پہلے تو بازل حیران ہوا پھر دیکھتے ہی دیکھتے اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ردا نے آج پہلی بار بازل سے کوئی فرمائش کی تھی۔ردا کا حکم دینے والا انداز بازل کو پسند آیا تھا۔

اوکے تم ریسٹ کرو میں آرڈر کرتا ہوں۔بازل اپنا فون پکڑے باہر نکلا تھا۔پیچھے ردا سر تکیے پر گرائے آنکھیں موند گئی۔

کچھ دیر بعد بازل ہاتھ میں ڈبے پکڑے کمرے میں داخل ہوا تھا۔ردا جو بیٹھی ہوئی تھی بازل کو تین لارج سائز پیزا پکڑے دیکھ حیران ہوئی تھی۔

یہ اتنا ذیادہ کون کھائے گا۔ ردا نے حیرانی سے استفار کیا۔

میری جان میں تم اور میری پرنسز کھائے گی نا۔ بازل مسکراہٹ دبا کر گویا ہوا۔

آپکی پرنسز؟ردا کے منہ سے سرگوشی نما نکلا پر جب بازل کا مطلب سمجھ آیا تو ایک دم اسکے گال لال ہوئے تھے۔

ردا کی حالت دیکھ بازل مسکراتے ردا کے پاس بیٹھا ردا بازل کو نظر انداز کرتی مزے سے کھانے میں مصروف ہوئی تھی۔

_____

آج چونکہ ہانیہ نے آنا تھا تو صبح سے ہی گھر میں تیاریاں شروع تھی۔بازل بھی آفس سے آف کر کے گھر پر ہی موجود تھا۔بازل ردا کو دیکھنے کمرے میں آیا تھا۔ردا ہلکے نیلے رنگ کے کپڑوں میں ملبوس ڈریسنگ کے سامنے تیار ہونے میں مصروف تھی۔

کئی کام انسان کو اپنی انا کو مار دنیا کو دیکھانے کے ل ئے کرنے پڑتے ہیں۔ ردا بھی اس وقت یہی کر رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکا اب اور تماشا بنے۔

ردا آجاؤ چلیں ہانیہ آگئی ہے۔ بازل نے ردا کو مخاطب کیا تھا۔ ردا بازل کو اگنور کرتے آگے بڑھی تھی۔ بازل ایک لمبا سانس بھر کر رہ گیا۔ اُسے دوبارہ ردا کی محبت پانے کے ل ئے تحمل سے سفر تہہ کرنا تھا نا جانے یہ سفر کتنا طویل ہونے والا تھا یا ساری زندگی ہی اسکی اپنی غلطیوں کے پچھتاوے میں گزرنی تھی۔

بازل شکستہ قدموں سے ردا کے پیچھے ہی باہر کی جانب بڑھا تھا۔ اب وہ لوگ بیٹھے چائے پینے میں مصروف تھے۔ جبکہ بتوں کا موضوع ایک ننھی جان تھی۔

ردا آپی اگر لڑکی ہوئی تو اسا کا نام ہم دانیہ رکھیں گے۔ ہانیہ نے خوشی سے کہا تھا۔ ردا نے محض مسکرانے پر اکتفا کیا۔

بالکل نہیں میں پہلے ہی اپنی پرنسز کا نام سوچ چکا ہوں۔اور اگر نہیں یقیناً میری پرنسس ہی آئے گی۔ اسکا نام رائمہ ہو گا۔بازل بھی اب میدان میں کودا تھا۔

بازل کی بات پر ردا نے بازل کی جانب دیکھا تھا۔ردا کا دل چاہا تھا وہ بازل کا گریبان پکڑے اور اس سے پوچھے اس نے کیوں ردا کے ساتھ ایسا کیا تھا۔اسکی محبت میں کہاں کمی رہ گئی تھی۔

حقیقت میں تو ردا کے دل کے کسی کونے میں اب بھی بازل کے لئے محبت تھی۔ وہ شکوے کرنا چاہتی تھی اپنے ستمگر کو بتانا چاہتی تھی کہ اس نے اُسے کون کون سی تکالیف سے اسے دوچار کروایا ہے۔پر وہ نفرت کا لبادہ اوڑھے رکھتی تھی۔

_____

اس وقت حارث ہانیہ اور زویا کو لیے مال میں موجود تھا۔ جبکہ روحان علی اور ذیشان نے تھوڑی دیر تک انھیں جوائن کرنا تھا۔

ہانیہ اور حارث شاپنگ کر رہے تھے جبکہ زویا ڈریس دیکھ رہی تھی پر اسکی ساری توجہ باہر کی طرف تھی وہ روحان کا بے صبری سے انتظار کرنے والی تھی۔ آج وہ اسکی شادی کی آفر قبول کرنے والی تھی۔ پر وہ یہ نہیں جانتی تھی آج کے بعد اسکی زندگی مکمل طور پر بدل جائے گی۔

کچھ دیر بعد روحان کے ہمراہ باقی سب بھی تھے۔ مووی دیکھنے کے بعد ان سب کا پلان آؤٹنگ پر جانے کا تھا۔ تھک ہار کر وہ سب اس وقت حارث کے بنگلو میں موجود تھے۔

علی اور ذیشان تو جا چکے تھے۔ پر چونکہ زویا کو حارث نے ڈراپ کرنا تھا اس لئے وہ ابھی یہی تھی۔ زویا کی وجہ سے روحان بھی ابھی نہیں گیا تھا۔

روحان!زویا نے روحان کو پکارا تھا۔

ہمم روحان نے مصروف سے انداز میں کہا۔

مجھے آپ سے بات کرنی ہے زویا روحان کے ہاتھ سے فون کھینچتی گویا ہوئی

یہ کیا بد تمیزی ہے زویا فون واپس کرو مجھے۔روحان برہمی سے بولا تھا۔زویا اپنی بھوری آنکھیں بڑی کیے حیرت سے روحان کو دیکھنے لگی تھی۔اس تمام عرصے میں روحان نے کبھی بھی زویا سے ایسے بات نا کی تھی۔

روحان کا لہجہ دیکھ زویا کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔زویا نے خاموشی سے موبائل روحان کے آگے کیا تھا جسے دس نے جھپٹنے والے انداز میں پکڑا تھا۔

بولو کیا کہہ رہی تھی تم؟اب کی بار روحان نرمی سے بولا

آپ اپنے پیرنٹس کو کب لے کر آئیں گے میرے گھر؟؟زویا نے پھر اپنی ٹون میں آتے پوچھا تھا۔

میں اپنے پیرنٹس کو کیوں لے کر آؤں گا؟؟الٹا روحان نے زویا سے سوال کیا تھا

وہ۔۔وہ ہماری شادی کے لئے۔ زویا نے تھوڑا جھجھکتے ہوئے کہا تھا۔

تمہیں کس نے کہا میں تم سے شادی کروں گا؟؟روحان کی آنکھوں میں اس وقت ایک پراسرار چمک تھی۔وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا۔زویا اس کے سامنے زیر ہو چکی تھی۔وہ اس سے محبت کرنے لگی تھی۔روحان ملک جیت چکا تھا۔

کیا مطلب؟زویا نے اچھمبے سے روحان کی جانب دیکھا۔آپ ہی تو کہتے تھے شادی کا۔

ہاں کہتا تھا تا کہ تم مجھ سے محبت کرنے پر مجبور ہو جاؤ روحان نے ایک قہقہہ لگایا تھا۔

اچھا مذاق ہے روحان اب سیدھی طرح بتائیں کب لے کر آئیں گے اپنے پیرنٹس کو؟ روحان کا اتنا نان سیریئس انداز دیکھ زویا تھوڑی پریشان ہوئی تھی مگر پھر سمبھل کر بولی تھی۔

یہ مذاق نہیں ہے زویا بے۔۔۔بی میں واقع ہی تم سے شادی نہیں کروں گا میں تو تم سے اپنا بدلہ لے رہا تھا۔ تمہارے ساتھ فلڈ کر کے۔ روحان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

آپ جھوٹ بول رہے ہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟ زویا صوفے پر بیٹھی اڑی ہوئی رنگت کے ساتھ بولی تھی۔

جھوٹ تو وہ تھا جو پچھلے ایک سال سے میں تمہارے ساتھ بولتا آیا ہوں۔ تم سے شادی کرنے کا جھوٹ تم سے محبت کرنے کے دعوے سب جھوٹ ہی تو تھا۔

ورنہ روحان ملک تم جیسی لڑکی کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ہے کیا تم میں۔روحان نے جیسے تمسخر اڑایا۔یہ وہ آنکھیں تو نہیں تھی جن کو زویا جانتی تھی۔کالی سرد آنکھیں یہ آنکھیں تو غیر سناشا تھی۔

ہاں ماننا پڑے گا زویا بے۔بی تمہارے ساتھ ٹائم بہت اچھا گزرا ہے۔کافی خوبصورت ہو تم پر افسوس روحان ملک تمہیں اس قابل نہیں سمجھتا تھا کے وہ تمہارے ساتھ کچھ لمحے رنگین کر لیتا۔اگر ایسا ہوتا تو میں ضرور یہ گولڈن چانس اپنے ہاتھ سے نا جانے دیتا۔

روحان کی اتنی گھٹیا بات پر زویا بت بنی تھی۔کیا یہ وہی روحان جس نے زویا کو عمار جیسے درندے سے بچایا تھا۔زویا کے منہ سے الفاظ نکلنے سے انکاری تھے۔

ر۔۔۔ر۔۔رو۔۔۔روحان آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟زویا کو اپنی آواز کھائی سے آتی معلوم ہوئی۔

تمھارے سو کالڈ ایٹیٹیوڈ کو ختم کرنے کے ل ئے۔میں روحان ملک جس کے آگے ہزاروں لڑکیاں گھومتی ہیں مجھ سے دوستی کے ل ئے مرتی ہیں ۔

پہلی بار تمہیں دوستی کرنے کا کہا اور تم نے کیا کیا؟روحان کے لہجے میں اپنے لیے نفرت زویا کا دل چیر گئی تھی۔

میری بات نہ مان کر میری توہین کی۔زویا بے بی تم نے سوچ کیسے لیا کہ میں تمھیں ایسے ہی چھوڑ دونگا۔جب تم نے مجھے تھپڑ مارا تھا فیصلہ تو میں تب ہی کر چکا تھا تمھاری ذات کو اگر دو کوڑی کا نہ کر دیا تو میرا نام بھی روحان ملک نہیں۔وہ مکروہ قہقہہ لگا کے ہنسا۔

زویا کی آنکھوں سے لڑیوں کی صورت آنسو جاری تھے۔ہاں میں نے جان کے محبت کا کھیل کھیلا اور دیکھو تم میرے پیار میں پاگل ہو گئی۔اس کے اندر کچھ چھن سے ٹوٹا ہاں وہ اسکا دل ہی تو تھا جسکو وہ ظالم بڑی بے رحمی سے توڑ چکا تھا۔

روحان کی باتیں سن کر ڈرائینگ روم میں آتے حارث اور ہانیہ کے قدم ساکت ہوئے تھے۔

روحان یہ کیا کہہ رہا ہے تو؟ حارث نے شاک سے پوچھا۔

یار تو میرے معاملے میں نا پر روحان کا لہجہ عجیب تھا۔ ہانیہ کی نظریں تو زویا کی جانب تھی جو کھڑی ہو کر روحان کے مقابل آچکی تھی۔

روحان آپ جھوٹ بول رہے ہیں میں جانتی ہوں آپ میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں کر سکتے زویا نے روحان کی گال پر ہاتھ رکھے کہا تھا۔

روحان نے ایک نظر زویا کی جانب دیکھا اور بڑی نفرت سے زویا کے ہاتھ کو جھٹک کر جانے لگا تھا۔ جب دیکھتے ہی دیکھتے زویا ہارے ہوئے جواری کی طرح اسکے قدموں میں گھٹنوں کے بل گری۔

میں نے آپ کو تھپڑ مارا تھا پر سب کے سامنے آپ سے معافی بھی تو مانگی تھی۔زویا نے روحان کے ہاتھ پکڑنے چاہے تھے۔جسے روحان نے پیچھے کیا تھا۔

تمہاری معافی سے کیا وہ وقت واپس آجائے گا؟؟ روحان نے زویا کا چہرہ اپنی مضبوط گرفت میں لیتے کہا تھا۔

تم جانتی ہو اس دن تمہاری وجہ سے میری کتنی بے عزتی ہوئی تھی۔شکر کرو تمہیں پوری یونی میں ذلیل نہیں کیا۔

ورنہ اصولاً تو مجھے بھی ساری یونی کے سامنے تمہارا تماشا بنانا چاہیے تھا روحان نے کڑوے الفاظ کہتے ساتھ ہی زویا کا منہ جھٹکا تھا۔

پلیز روحان میرے ساتھ ایسا نہ کریں۔خدا کے لئے ایسا نہ کریں م۔۔م۔۔میں مر جاؤں گئی۔ میں دوبارہ آپ سے معافی مانگتی ہوں۔ میں اب آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔

اسنے ہچکیوں کے درمیان اپنی بات مکمل کی۔وہ جو کسی سے کچھ مانگنا اپنی شان کے خلاف سمجھتی تھی آج اس بے حس شخص کے سامنے اپنے عشق کی بھیک مانگ رہی تھی۔

روحان نے قہقہہ لگاتے سرد لہجے میں کہا تو مر جاؤ۔عشق (بربادی) مبارک ہو۔

روحان بولا اور حارث اور اسکے ساتھ کھڑی ہانیہ کو نظر انداز کرتے باہر نکلا تھا۔جب زویا کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر باہر کی جانب بھاگی تھی۔

ہانیہ نے آنسو سے بھری آنکھیں حارث کی جانب کی تھی۔

حارث یہ روحان بھائی کیا کہہ رہے ہیں؟ ہانیہ نے آنسو بہاتے ہوئے پوچھا تھا۔وہ کہاں دیکھ سکتی تھی اپنی عزیز جان دوست کی یہ حالت۔

پاگل ہو گیا ہے اور کچھ نہیں حارث غصے میں باہر بڑھا تھا۔ حارث کے پیچھے ہانیہ بھی باہر بڑھی تھی

روحان پلیز ایسے نا کریں میرے ساتھ کہہ دیں یہ سب مذاق تھا۔ زویا روحان کا بازو جکڑے روتی ہوئی بولی تھی۔ سب ملازم حیرت سے گھر میں ہونے والے تماشے کو دیکھ رہے تھے۔

سچ ہے سب کچھ سچ ہے میں نے تمہیں دھوکا دیا ہے۔ روحان چیخا تھا۔ وہ زویا کو دھکا دیے گاڑی میں بیٹھتا گاڑی مین گیٹ سے باہر لے گیا۔ زویا پتھرائی آنکھوں سے گیٹ کی جانب دیکھ رہی تھی۔ ہانیہ نے آگے بڑھ کر زویا کو تھاما تھا۔

ہانیہ میں نے تو معافی مانگی تھی۔ میں نے سب کے سامنے ان سے معافی مانگی تھی۔ زویا روتی ہوئی ہانیہ سے بولی تھی ہانیہ نے نم آنکھوں سے زویا کو گلے لگایا تھا۔

مجھے گھر جانا ہے کچھ دیر بعد زویا نے کہا تھا۔ ہانیہ نے حارث کی طرف دیکھا تھا۔ حارث اثبات میں سر ہلاتا گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔

* _____ *

زویا کو گھر آئے کافی وقت ہو چکا تھا پر ابھی تک وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ ہانیہ پریشان تھی گھر میں کسی کو بھی اس بات کا علم نہیں تھا۔ حارث کا حال بھی ہانیہ سے کچھ کم نا تھا۔ وہ روحان کے گھر گیا تھا پر روحان گھر نہیں تھا اور وہ حارث کی کال پک نہیں کر رہا تھا۔

زویا اس وقت کمرے میں بیٹھی زار و قطار آنسو بہا رہی تھی۔

وہ نا جانے کتنی بار روحان کو کال، ٹیکسٹ، اور وائس نوٹ بھیج چکی تھی پر روحان نا تو کال پک کر رہا تھا نا ہی لان لائن تھا۔ زویا کو اس وقت ہر چیز اسکا مزاق اڑاتی محسوس ہوئی تھی۔

(صرف ٹائیم پاس ہوتا ہے آجکل تو اور رہی بات میری تو ایٹ لیسٹ یہ پیار ویار مجھے نہیں ہونے والا۔)

زویا کو اپنی کہی بات یاد آئی تھی۔اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ ایک بار پھر زار و قطار روئی تھی۔

ڈنر کے وقت زویا کی غیر موجودگی کو سب نے نوٹ کیا تھا۔زارا بیگم اسے بلانے گئی تھی لیکن اس نے طبعیت خراب ہونے کا بہانا کیے آنے سے انکار کر دیا تھا۔زارا بیگم نے بھی پھر زیادہ اثرار نا کیا۔

وہ لڑکی جو ایک زخم پر پورا گھر سر پر اٹھا لیتی تھی آج دل ٹوٹنے پر کسی کو بتا بھی نا سکی تھی۔سب کے کمرے میں جانے کے بعد حارث اور ہانیہ نے زویا کے کمرے کا رخ کیا تھا۔

انکو آتے دیکھ ہاتھ کی پشت سے زویا نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔زویا کچھ کھا لو ہانیہ نے زویا کے آگے کھانے کی ٹرے کرتے کہا تھا۔

نہیں میرا دل نہیں کر رہا پلیز ایک کپ بلیک کافی بنا دو زویا نے التجا کی تھی اس وقت اسکا سر پھٹ رہا تھا۔

میں بنا دیتی ہوں ہانیہ زویا کا ہاتھ تھپتھپاتی کھانے کی ٹرے اٹھاتے باہر بڑھی تھی۔

حارث بھائی آپ سے ایک ریکویسٹ کروں؟ زویا نے بولنے سے پہلے اجازت چاہی تھی۔

ہاں بولو زویا حارث نے مسکرانے کی کوشش کرتے کہا تھا

آپ ایک بار پھر روحان کے گھر جائیں گے۔ اب روحان کا فون بھی بند جا رہا ہے۔ ایک بار پھر زویا کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

پر وہ اپنے آنسو ظاہر کر کے کسی کی ہمدردیاں سمیٹنے والی نہیں تھی۔ اپنے غم کو خود میں چھپانے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

سو خون کے آنسو اپنے دل میں ہی اتار گئی۔

اب تو بہت دیر ہو گئی ہو گئی ہے۔ میں کل صبح ہی جاؤں گا۔ حارث نے کہا تھا اور زویا محظ سر ہلا کر رہ گئی۔

_____

روحان اس وقت بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔ صبح چار بجے اسکی انگلینڈ کی فلائیٹ تھی۔ پر نیند آنکھوں سے کو سو دور تھی۔

اس نے دیکھا تھا زویا کی بے تحاشا کالز اور مسجز آئے ہوئے تھے۔ روحان نے پڑھے بغیر ہی موبائل پاور آف کیا اور سم نکال کر دونوں چیزیں سائیڈ ٹیبل میں محفوظ کی تھی۔

مجھے اتنا برا کیوں لگ رہا ہے اسکے ساتھ ایسا کر کے۔ روحان نے تکیے میں سر دیتے سوچا تھا۔

کچھ نہیں ہوتا اس نے مجھے تھپڑ مارا تھا میں نے بدلہ لے لیا روحان نے سر جھٹکا اور سوتا بنا۔

السلام علیکم! آنٹی کیسی ہیں اپ حارث مسز شرمین کے آنے پر کھڑا ہوتا بولا تھا۔

وعلیکم السلام! حارث خیریت تم یہاں پر؟؟ مسز شرمین نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا کیونکہ روحان تو صبح ہی گیا تھا۔

جی آنٹی روحان کہاں ہے؟ حارث نے پوچھا۔

کیا مطلب تمہیں نہیں پتا؟؟ مسز شرمین نے حارث کی بات سن شاکی انداز میں کہا۔

نہیں! حارث نے ناسمجھی سے انکی طرف دیکھا

وہ تو انگلینڈ چلا گیا ہے ایم بی اے کرنے کے لئے ۔ آج صبح ہی اسکی فلائیٹ تھی۔ اس نے تم لوگوں کو نہیں بتایا۔ مسز شرمین نے پوچھا۔

مسز شرمین کی بات سن حارث حیران ہوا زویا کا معاملہ تو الگ تھا کیا اس نے اتنا بھی ضروری نہیں سمجھا کے وہ اپنے دوستوں کو ہی بتا دے۔ اتنے سالوں کی دوستی اس نے پل میں بھلا دی تھی۔

نہیں آنٹی اس نے ہمیں نہیں بتایا۔ حارث نے سرد لہجے میں کہا اور خدا حافظ کہتا باہر نکلا تھا۔

مسز شرمین روحان کی کلاس لینے کا ارادہ کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

* _____ *

زویا جو لان میں بیٹھی حارث کا انتظار کر رہی تھی حارث کے آنے پر فوراً اسکے طرف بڑھی تھی۔

زویا کی آنکھوں میں سوال دیکھ حارث نے نظریں چرائی تھی۔

حارث بھائی روحان سے بات ہوئی؟؟ زویا نے سوال کیا

زویا روحان انگلینڈ جا چکا ہے۔ حارث نے زویا کے سر پر دھماکا کیا تھا۔

کیا مطلب۔ حارث کی بات سن زویا لڑکھڑائی تھی۔

وہ فردر سٹڈی کے لئے ابروڈ جا چکا ہے۔ حارث کی بات سن زویا نے آنسو گالوں پر بہے تھے۔ وہ کچھ بھی سنے بغیر اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

پورے دو دن ہو گئے تھے زویا کو کمرے سے باہر نکلے زارا بیگم پریشان تھی زویا اور دو دن کمرے میں رہے یہ تو ناممکن سی بات تھی۔ زارا بیگم زویا کے کمرے میں کھانا لے کر گئیں۔

پر زویا کو سجدے کی حالت میں جائے نماز پر بے حوش پڑا دیکھ انکے ہاتھ سے کھانے کی ٹرے چھوٹی تھی۔

وہ فوراً زویا کے پاس پہنچی تھی۔ زویا کا سر تھام انھوں نے اپنی گود میں رکھا تھا۔ پورا چہرہ آنسوں سے بھیگا ہوا تھا۔ زویا اس وقت بخار میں تپ رہی تھی۔ بخار کی حدت سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

زارا بیگم نے گھبراہٹ میں صدیقی صاحب کو آواز دی تھی

۔ آج سے پہلے زویا کبھی اتنا بیمار نہیں ہوئی تھی۔ ٹینشن میں زارا بیگم کے آنسو گرنے لگے تھے۔ زارا بیگم کے چیخنے پر لاؤنج میں بیٹھے باقی تمام افراد بھی زویا کے کمرے کی جانب بڑھے تھے۔

اس وقت وہ سب ہسپتال میں تھے۔ زویا کا نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے بتایا تھا ایسا بہت زیادہ سٹریس لینے کی وجہ سے ہوا ہے۔ زارا بیگم نے تو رو رو کر اپنا حال برا کر لیا تھا۔

انکی نٹ کھٹ سی بیٹی کو ایسا کونسا سٹریس ہو گیا جو وہ اس حال میں پہنچ گئی تھی۔ وہ تو سٹریس دینا جانتی تھی سٹریس کب سے لینے لگی تھی۔ صدیقی صاحب کا حال بھی زارا بیگم سے کچھ الگ نا تھا۔

حارث کا دل چاہ رہا تھا وہ روحان کو شوٹ کر دے۔ کیا زویا نے اس سے معافی نہیں مانگی تھی؟ جبدلا لینے کے لئے روحدن نے اس کے جذباتوں سے کھیلا۔ اسکی اپنی بہن تھی وہ زویا کو بھی سائرہ کی طرح سمجھتا تھا۔

* _____ *

زویا میرے بچے کیا ہو گیا ہے؟ دیکھو اٹھ جاؤ ماما اب تمہیں شرارتوں پر بھی نہیں ڈانٹیں گی۔

زارا بیگم زویا کے بالوں میں انگلیاں چلاتی ہوئی بولی۔ پر زویا کی بھوری آنکھیں ہنوز بند تھی۔ زارا بیگم اٹھ کر باہر گئی تھی۔

صدیقی صاحب اس وقت ڈاکٹر صاحب کے پاس موجود تھے۔

دیکھیں مسٹر پیشنٹ کی کنڈیشن اب پہلے سے بہتر ہے کچھ دیر تک انھیں ہوش آجائے گا۔ پر کوشش کی جیئے گا انھیں کوئی ٹینشن نا ہو اور نا ہی ان کے سامنے کوئی ایسی بات کی جائے جس کی وجہ سے سٹریس ہوں۔ ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہا تھا۔

زویا کو جب ہوش آیا تو اس نے خود کو ہسپتال میں پایا تھا۔ ارد گرد نظر دوڑائی تو زارا بیگم اور باقی سب کو اپنے پاس پایا تھا۔

زارا بیگم ابھی زویا سے کچھ پوچھتی کے صدیقی صاحب نے زارا بیگم کا ہاتھ پکڑے انھیں کچھ بھی پوچھنے سے روکا تھا۔ سو زارا بیگم خاموش ہو گئی۔

اب کیسی طبعیت ہے میری بیٹی کی؟؟زارا بیگم نے زویا کی پیشانی چومتے کہا تھا۔

ٹھیک ہوں زویا سنجیدہ لہجے میں کہا تھا۔زویا کے لہجے پر باقی سب ٹھٹکے تھے۔یہ زویا تھی اتنی سنجیدہ تو وہ کبھی نہیں رہی تھی۔

چلو بیٹا آپ ریسٹ کرو میں ڈسچارج پیپرز بنواتا ہوں۔

صدیقی صاحب زویا کے سر پر پیار دے کر باہر نکلے تھے۔

بازل!شازیہ بیگم بازل سے مخاطب ہوئی تھی۔

بازل نے سوالیہ نظروں سے شازیہ بیگم کی طرف دیکھا تھا۔

بیٹا ہم سب یہاں ہیں تم گھر جاؤ ردا اکیلی ہو گی۔ بازل سر اثبات میں ہلاتا باہر نکلا تھا۔

گھر باہر فیضان کو دیکھ اسکا دماغ بھک سے اڑا تھا۔ وہ فوراً گاڑی سے اتر کر فیضان کی جانب بڑھا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟؟ بازل نے کڑے تیوروں کے ساتھ استفار کیا۔ نا جانے کیسے اس نے خود کو فیضان کا گریبان پکڑنے سے روکا ہوا تھا۔

میں ردا اور تم سے ملنے آیا ہوں۔ تم نے ہسپتال میں بھی مجھے ردا سے ملنے نہیں دیا۔ میں ویسے بھی بھی ملنے لیکن تم نے مجھے نہیں دیا۔ ایک بار میری بات تو سن لو۔ فیضان نے گویا درخواست کی۔

تمہارے پاس پانچ منٹ ہیں بولو جو بھی بولنا ہے۔ بازل نے ہاتھ میں پہنی ورسٹ واچ کو دیکھتے کہا۔

بازل مشال کا ایکسیڈینٹ ہو گیا ہے۔ وہ اب کبھی چل نہیں سکے گی۔ فیضان دکھی ہوا تھا۔

تو میں کیا کروں؟؟ بازل بے تاثر لہجے میں بولا

وہ اپنے کیے پر شرمندہ ہے۔ اُس نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے کہ اس نے ہی تمھیں کال کر کے بلایا تھا۔

وہ ردا سے معافی مانگنا چاہتی ہے۔ میں بھی ردا سے معدفی مانگنا چاہتا ہوں بس مشال کی باتوں میں آ کر میں نے وو ساری باتیں کی تھی۔ فیضان نے بات ختم کی۔

ردا نے اور میں نے معاف کیا تم دونوں کو اب ہماری زندگی میں دوبارہ نہ آنا بازل کہہ کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔ جبکہ فیضان اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔

کچھ محبتوں کو اگر پانے کی کوشش کی جائے تو وہ کئی لوگوں کی زندگیاں تباہ کر دیتی ہیں۔ فیضان کی محبت بھی انھیں میں سے ایک تھی۔وہ ردا سے سچی محبت کرنے لگا تھا پر ضروری نہیں کے محبت کو حاصل ہی کیا جائے۔

محبت میں تو محبوب کی خوشی ہی اول ہوتی ہے۔ فیضان کو یقین تھا ردا بازل کے ساتھ خوش رہے گی۔وہ خود غرض ہو کر اپنی محبت حاصل کرنے کے لئے ردا کو اسکے عشق سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا۔

فیضان نے ایک الوداعی نظر گھر پر ڈالی اور گاڑی آگے بڑھا گیا۔ آج اس نے اپنی محبت کو خیر آباد کہہ دیا تھا۔پر وہ ہمشہ ردا کو ایک خوبصورت اتفاق کی طرح یاد رکھنے والا تھا۔

* _____ *

بازل کمرے میں پہنچا تو ردا اسے کہیں نظر نا آئی۔ وہ کمرے سے باہر نکلا تو ردا کیچن میں کام کرتی نظر آئی۔ بازل خاموشی سے آگے بڑھا اور ردا کو اپنی باہوں میں قید کر گیا۔

ردا کے محارت سے چلتے ہاتھ ساکت ہوئے تھے۔ اس نے چھری رکھ کر اپنی کمر سے لپٹے بازل کے ہاتھوں کو کھولنا چاہا۔ ردا کی اس حرکت پر بازل نے گرفت سخت کر کے ردا کو اور خود میں بھینچا تھا۔

بازل کی حرکت پر ردا غصے سے جھٹپٹائی تھی۔ جب بازل اسکی گردن میں منہ دیے اسکی خوشبو محسوس کرنے لگا۔

بازل کی حرکت پر ردا کی سانسیں بند ہونے کو تھی۔ آنسو روانی سے ردا کے گالوں پر بہنے لگے تھے۔

مجھے چھوڑو۔ ردا کی بھیگی ہوئی آواز بازل کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

چھوڑ دوں گا پہلے یہ بتاؤ کچن میں کیا کر رہی ہو؟؟ بازل ردا کے کان کے قریب بولا تھا۔ بازل کی گرم سانسوں کی تپش ردا کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔ خوف کی وجہ سے ردا کی حالت بری ہوتی جا رہی تھی۔

م۔۔۔ میں کھانا بنانے آئی تھی۔ ردا کی کانپتی آواز بازل کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

منع کیا تھا نا تم اب کوئی کام نہیں کرو گی۔ بازل نے ردا کے گردن پر لب رکھے تھے۔

میری بات نا ماننے کی سزا تو ملنی چاہیے نا؟؟ ہمم بازل اپنی باتوں سے ردا کو ڈرا چکا تھا۔ لگاتار مزاحمت سے بھی ردا بازل کی گرفت سے آزاد نہیں ہو پا رہی تھی۔

چلو تیار ہو کر آؤ ہم آج باہر ڈنر کریں گے۔ بازل نرمی سے ردا کو آزاد کو آزاد کیا تھا۔ ردا منٹ کی دیر کیے بنا اپنے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔ پیچھے بازل ایک سرد آہ بھر تا رہ گیا۔

وہ ردا کو اب خود سے دور نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا وہ آہستہ آہستہ ردا کا ڈر ختم کرے گا۔

کچھ دیر بعد جب ردا تیار ہو کر نہ آئی تو بازل کمرے میں داخل ہوا۔ ردا سکون سے بیڈ سے ساتھ ٹیک لگائی موبائل استعمال کرنے میں مصروف تھی۔ بازل ردا کو دیکھ حیران ہوا۔

تم تیار نہیں ہوئی؟؟ بازل کڑے تیوروں سے بولا

جب میں نے جانا ہی نہیں ہے تو میں کیوں تیار ہوں؟؟ آپکا کیا بھروسہ مجھے کہیں اور لے جائیں اور ایک بار پھر ۔۔۔۔۔ردا بھی اسی انداز میں بولی تھی

ردا کی بات سن بازل ایک بار پھر کٹہرے میں کھڑا ہوا تھا۔ بازل نے اپنی آنکھوں کو بند کر کے کھولا تھا۔ کچھ سیکنڈ بعد وہ دوبارہ نارمل ہوا تھا۔

ٹھیک ہے نہیں جانا تو کوئی بات نہیں۔ آج ہم روم میں ہی کینڈل لائیٹ ڈنر کریں گے۔ بازل دروازے کو لاک کر تا ردا کے قریب آ کر ٹکا تھا۔ ردا ایک دم بدک کر دور ہوئی تھی۔

کیا ہوا دور کیوں جا رہی ہو۔ بازل ردا کو اپنی پاس کھینچتے بولا تھا۔

میں۔۔۔۔ میں تیار ہو کر آتی ہوں ردا بازل کے تیور دیکھ گھبراتی ہوئی بولی تھی۔

ردا کی بات سن بازل نے مسکرا کر ردا کو چھوڑا تھا۔ بیس منٹ ہیں تمہارے پاس جلدی سے تیار ہو کر آؤ۔ ردا سر ہلا کر وارڈروب کی جانب بھاگی تھی۔

ردا اس وقت آئینے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنانے میں مصروف تھی جب بازل ردا کے قریب آ کر کھڑا ہوا تھا۔

بازل نے ردا کے بال سائیڈ پر کیے ایک نازک سی چین ردا کے گلے میں پہنائی تھی۔بازل کی انگلیوں کے لمس کو محسوس کرتے ردا آنکھیں بند کیے ڈوپٹے کو اپنے ہاتھوں میں جکڑ گئی۔پر ہاتھوں کا کانپنا اب بھی واضح تھا۔بازل ردا کی حالت دیکھ فوراً اس سے دور ہوا تھا۔

_____

زویا ڈسچارج ہو کر گھر آچکی تھی۔رات کے وقت زارا بیگم زویا کے پاس بیٹھی تھی۔

ماما آپ جائیں میں ٹھیک ہوں۔زویا نے زارا بیگم کی جانب دیکھتے کہا تھا۔

آج زویا نے زارا بیگم کو زارا ڈارلنگ کہنے کے بجائے ماما کہا تھا۔ زارا بیگم نے اپنی بیٹی کی آنکھوں میں جھانکا تھا جہاں ہر وقت شرارت کی چمک ہوتی تھی آج وہ آنکھیں خالی تھی۔

زارا بیگم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ زویا تو بیماری میں بھی سکون نہیں لینے دیتی تھی۔ پھر اتنی خاموش کیوں تھی وہ؟؟

میں چلی جاؤں گی پہلے مجھے یہ بتاؤ آپ نے کسی بات کی ٹینشن لی تھی زارا بیگم زویا کے پاس بیٹھتی بولی تھی۔

زویا نے اپنا سر زارا بیگم کی گود میں دھرا تھا۔ دل چاہ رہا تھا وہ رو رو کر بتائے اپنی ماں کو کہ وہ ٹوٹ گئی ہے۔ پل پل مر رہی ہے۔ روحان کے الفاظ اسے سکون نہیں لینے دیتے۔ اس سے دور رہنا زویا کے لئے مشکل ہو گیا ہے۔

وہ بتانا چاہتی تھی آپ کی بیٹی جو عشق سے انکاری تھی آج وہ عشق کی آگ میں جل رہی ہے۔ زویا کی ہچکیوں پر زارا بیگم نے زویا کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

زویا مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟؟ میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔ مگر زویا بری طرح رونے میں مصروف تھی۔

زویا پلیز بیٹا اپنی زارا ڈارلنگ کو بتاؤ کیا ہوا ہے؟ زارا بیگم آنکھوں میں آنسو لے کر گویا ہوئی تھی۔

ماما! زویا نے ہچکیوں کے درمیان کہا تھا۔

ہاں بولو!

کچھ نہیں بس سٹڈی کی کافی ٹینشن تھی۔ زویا خود کو سمبھالتی بولی تھی۔ زارا بیگم زویا کو لٹائے ہانیہ کے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

ہانیہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ زارا بیگم نے ہانیہ کے کمرے میں داخل ہوتے کہا۔ حارث اس وقت موجود نہیں تھا زویا کی وجہ سے ہانیہ آج یہاں ہی رکی تھی۔

جی چچی جان آئیں بیٹھیں۔ ہانیہ نے مسکراتے کہا تھا۔

دیکھو ہانیہ زویا آپ سے کوئی بات نہیں چھپاتی یہ بات میں جانتی ہوں۔

میرے پوچھنے پر اس نے کہا ہے کہ اسے سٹڈی کی ٹینشن تھی۔ جبکہ یہ میں بھی اچھی طرح جانتی ہوں اور آپ بھی اچھی طرح جانتی ہو کہ زویا نے آج تک سٹڈی کو اتنا سیریس ہی نہیں لیا۔

نہیں چچی جان وہ کہہ رہی ہے تو یہی بات ہو گی۔ ہانیہ نے جواب دیا۔

ہانیہ مجھے سب کچھ سچ سننا ہے کسی بھی جھوٹ کے بغیر آپ مجھے سچ بتاؤ گی۔ زارا بیگم اس بار کڑے تیوروں سے بولی۔ ہانیہ نے لمبا سانس بھرا اور ہر ایک بات انکو پتاتی چلی گئی۔

ہانیہ کی بات سن زارا بیگم کی گال آنسو سے بھیگ چکے تھے۔ وہ خاموشی سے ہانیہ کے کمرے سے باہر نکلی تھی وہ شخص زویا کے لئے اتنا اہم ہے کہ زویا اس حال تک پہنچ گئی ہے؟؟ زارا بیگم نے سوچا تھا۔

٭ ٭

زویا اس وقت اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی چاند کو تکنے میں مصروف تھی نیند تو آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ہوا نے زور پکڑا تھا جب دیکھتے ہی دیکھتے بارش شروع ہوئی تھی۔

(زویا کے ہسنے پر روحان نے اپنا ہاتھ زویا کی ناک دبانے کے لئے بڑھایا ہی تھا کہ زویا پھرتی سے روحان کی ناک دباتی ہنستی ہوئی بھاگی تھی۔

زویا کی شرارت سمجھتے روحان ہنستا ہوا اسکے پیچھے بھاگا تھا

ادھر آؤ زرا میں تمہیں بتاؤں۔روحان بارش کی وجہ سے زرا زوردار آواز میں بولا۔

آں ہاں میں تو نہیں آرہی۔ہمت ہے تو پکڑ لیں۔زویا بھی زبان دیکھاتی بھاگی تھی۔

روحان نے ایک ہی جست میں زویا کو کمر سے پکڑتے اپنے قریب کیا تھا۔ہمت تو بہت ہے مجھ میں میری جان بس نکاح کے بعد دکھاؤ گا روحان سرگوشی نما آواز میں بولا۔)

زویا نے اپنی نم ہوئی آنکھیں بند کی تھی۔ یہ یادیں بھی بہت تلخ ہوتی ہیں۔

بارش میں بھیگنے کا مزا تو آپ کے سنگ تھا روحان۔ اب تو مجھے یہ بارش بھی حسین نہیں لگ رہی۔ زویا نے سرگوشی نما آواز میں کہا تھا۔

روگِ عشق بھی کمال ہے-----

آنکھیں کم تھی جواب بادل بھی برسنے لگے---

م (A.M)

میں نہیں جانتی یہ محبت ھے، عشق ہے یا اس سے بھی اوپر کا کوئی جذبہ ہے جو اتنا سب کرنے کے بعد بھی میں آپ سے نفرت نہیں کر پا رہی میرا دل اب بھی آپ کے نام پر دھڑک رہا ہے۔

میں جانتی ہوں آپ کبھی میرے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ آپ نے تو بدلہ لے لیا لیکن مجھے اس عشق کے پنجرے میں قید کر گئے ہیں۔ زویا کی آنکھوں سے روانی سے آنسو بہنے لگے تھے۔ آپ میرے پاس نہیں تو کیا ہوا آپ کی یادیں تو ہیں۔ بس آپ جہاں بھی رہیں خوش رہیں۔ زویا نے ہاتھوں کی پشت سے آنسو صاف کیے اور کھڑکی بند کرتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔

* _____ *

وقت کا کام ہے گزرنا چاہے اچھا ہو یا برا وہ گزر ہی جاتا ہے۔ زویا اس وقت اپنی کتابوں پر جھکی فائنل سمسٹر کے اگزامز کی تیاری کر رہی تھی جب ہانیہ زویا کے قریب آکر بیٹھی تھی۔

ان چار سالوں میں بہت کچھ بدل چکا تھا۔ زویا حد سے زیادہ سنجیدہ ہو چکی تھی۔ اول تو وہ کمرے سے باہر نہیں نکلتی تھی اگر کسی سے بات کرتی تو بس کام کی ورنہ وہ باتونی لڑکی خاموش رہتی تھی۔ ایک نظر ہانیہ کو دیکھ زویا پھر کتابوں پر جھکی تھی۔

ایک بات پوچھوں؟ ہانیہ نے بات کا آغاز کیا تھا۔ زویا کو خاموش پا کر ہانیہ دوبارہ گویا ہوئی

اب بھی محبت کرتی ہو اس سے؟؟ ہانیہ کی بات پر زویا کے رجسٹر پر محارت سے چلتے ہاتھ ساکت ہوئے تھے۔ زویا نے ایک نظر ہانیہ کی جانب دیکھا

محبت تو پہلے بھی نہیں تھی۔ زویا نے خالی آنکھوں اور پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تھا

تو پھر؟؟ ہانیہ نے الجھ کر پوچھا

میں تو عشق کرتی ہوں۔ تسلی سے جواب دے کر زویا پھر کتابوں پر جھکی تھی۔

بات تو ایک ہی ہے۔ہانیہ نے کہا۔

نہیں بات ایک نہیں ہے یہ دو الگ جذبات ہیں۔زویا کتابوں پر جھکی ہی بولی تھی۔

وہ کیسے۔ہانیہ نے بات کو بڑھانے کے لئے سوال پوچھا تھا۔ اسکو نہیں یاد پڑتا تھا کہ چار سالوں میں زویا نے اس سے کوئی اتنی لمبی بات کی ہو۔ وہ ہمیشہ سلام کرتی تھی یا ذیادہ سے ذیادہ حال دریافت کر لیتی تھی۔

تم نے یہ تو سنا ہی ہو گا کہ کسی کو دوسری دفع محبت ہو جائے؟ زویا نے سوال داغا تھا ہانیہ محظ اثبات میں سر ہلایا

پر کیا کبھی یہ سنا ہے کسی کو دوسری بار عشق ہو گیا ہو؟؟؟زویا نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

زویا کی بات پر ہانیہ حیران سی اسکی جانب دیکھنے لگی۔وہ سہی ہی تو کہہ رہی تھی آج تک کسی کو یہ بولتے نہیں سنا تھا مجھے دوسری بار عشق ہو گیا۔

ہانیہ کو حیران دیکھ زویا نے مسکرانے کی ناکام کوشش کی تھی۔اب تو وہ ہنسنا بھی بھول چکی تھی۔

بس یہی فرق ہے عشق اور محبت میں۔محبت کی منزل ملن ہوتی ہے۔یا پھر لوگ دوسری محبت کر لیتے ہیں۔

جبکہ عشق کی منزل جدائی ہوتی ہے۔پھر وہ جدائی چاہے موت کی صورت ہو یا محبوب کے دغا دینے کی صورت میں ہو اور یہ جدائی جانتی ہو کس کے حصے میں آتی ہے؟؟زویا نے سوالیہ نظروں سے ہانیہ کی جانب دیکھا پھر اسکے کچھ بولنے سے پہلے ہی بول اٹھی

عشق کرنے والے کے حصے میں آتی ہے یہ جدائی اس جدائی کو تم موت بھی کہہ سکتی ہو۔بس فرق اتنا ہے کہ عشق کرنے والا یا تو زندہ رہ کر پل پل مر رہا ہوتا ہے یا پھر اسکی روح پرواز ہو جاتی ہے۔ہانیہ نے زویا کے چہرے کی جانب دیکھا۔پر وہ اسکے چہرے سے اسکے اندر چلنے والے حالات کو پڑھنے میں ناکام رہی۔

محبت میں تو کسی کا وجود حاصل کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔جبکہ عشق میں کسی کے ہونے یا نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔یہ ایک عبادت ہے جسکو آپ ناچاہتے ہوئے بھی انجام دینے پر مجبور ہوتے ہو۔ زویا نے اپنی بات مکمل کی تھی۔

تو تمہیں روحان بھائی کے پاس ہونے یا دور ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا؟؟

ہانیہ نا جانے کیا جاننا چاہ رہی تھی جو اس نے ایسا سوال کر لیا۔سوال کر کے اب وہ خود زویا کے چہرے کی جانب تکنے لگی شاید اس نے غلط سوال کر دیا تھا۔

نہیں مجھے انکے پاس ہونے یا دور ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں تو یادوں کے سہارے بھی جی رہی ہوں۔ زویا اس طرح بولی جیسے کوئی بڑی بات نا ہو۔

ہانیہ زویا کی شکل دیکھ کر رہ گئی۔ کیا یہ وہی شوخ سی لڑکی تھی۔ نہیں یہ وہ لڑکی تو نہیں تھی وہ لڑکی تو روحان کے جانے کے بعد ہی کہیں کھو گئی تھی۔

وہ کہتے ہیں نہ

سوزِ فراق یار میں مرنا نہیں کمال

مر مر کر ہجرِ یار میں جینا کمال ہے۔۔۔۔

زویا نے ایک شعر پڑھا اور مسکرائی پر اسکی مسکراہٹ اسکی آنکھوں کا ساتھ دینے سے انکاری تھی۔ ہانیہ کچھ دیر زویا کو تکتی رہی جب اسکی آنکھیں پانی سے بھر گئی۔ وہ زویا کی تکلیف اسکے الفاظ سے بھانپ چکی تھی۔ ہانیہ آنکھیں چھلکنے سے پہلے اٹھ کر باہر گئی تھی۔

ہانیہ کو جاتا دیکھ وہ دوبارہ کتابوں پر جھکی تھی جب ایک ہنستا مسکراتا چہرہ چھم سے اسکے سامنے آیا تھا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہنس رہا تھا۔

اسکی آنکھیں نم ہوئی پر وہ پتھر بن چکی تھی اب وہ کسی بات پر روتی نہیں تھی۔ آخری بار وہ اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر روئی تھی۔ اس کے بعد آج تک ایک آنسو اسکی آنکھوں سے ٹوٹ کر نہیں گرا تھا۔ زویا نے اپنا سر جھٹکا اور دوبارہ پڑھائی میں مشغول ہو گئی۔

* *

بازل گھر میں داخل ہوا تو ایک چھوٹی سی تین سال کی بچی بازل کی طرف بڑی تیزی سے قدم اٹھاتی تقریباً بھاگتی آ رہی تھی۔ اسکے گرنے کے ڈر سے بازل نے اسکی طرف بڑھ کر اسے اپنی گود میں لیا تھا۔

جب رائمہ نے اپنے چھوٹے سفید ہاتھ بازل کی گالوں پر رکھے اسکے گال پر اپنے ہونٹ رکھے تھے۔ بازل کی ساری تھکن تو اک میٹھے سے لمس سے اڑ گئی تھی۔

کیسی ہے میری بیٹی؟ بازل نے رائمہ کے سنہری بالوں کو سنوارتے کہا تھا۔ وہ بالکل ردا کی کاپی تھی۔ نیلی کانچ سی آنکھیں سنہری بال بس نقوش ہی بازل کے تھے۔

میں تھیٹ ہوں۔ پل ماما دندی ہیں

(میں ٹھیک ہوں پر ماما گندی ہیں)

رائمہ کے منہ بنا کر کہنے پر بازل ہنستا ہوا اسے لے کر صوفے پر بیٹھا تھا۔ کیوں کیا کای ہے ماما نے؟ بازل نے پوچھا تھا۔

مدھے دانتی ہے۔ تہتی ہیں بابا تی تیزوں تونا تھیڑو۔ مدھے آپتی وات بی نی لینے دی۔

(مجھے ڈانٹتی ہیں۔ کہتی ہیں بابا کی چیزوں کو نا چھیڑوں مجھے آپکی واچ بھی نہیں لینے دی۔)

ردا نے پانی لا کر میز پر رکھا اور رائمہ سے مخاطب ہوئی۔

رائمہ آپ نے کپڑے پھر گندے کر لیے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ اسے کپڑے بدلوا کر کھانا بنانے گئی تھی اور اب ان کپڑوں کا حشر دیکھ وہ سر پیٹنے والی تھی۔ جگہ جگہ پر مٹی لگی ہوئی تھی اور بازل اسے ایسے ہی گود میں لیے بیٹھا تھا۔

ردا نے ایک لمبا سانس کھینچ خود کو پر سکون کرنا چاہا تھا۔ مجال ہے جو یہ باپ بیٹی اسکو سکون لینے دیں رائمہ تو بچی تھی پر بازل تو خود اسکی ہر خواہش پوری کر کے ضدی بناتا جا رہا تھا۔

رائمہ آپ روم میں چلیں میں آپکو چینج کرواؤں۔ ردا کے کہنے پر رائمہ اپنے دو دانتوں کی نمائش کرتی فوراً روم میں بھاگی تھی۔ جب ردا بھی اسکے پیچھے ہی جانے لگی کہ بازل نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

ردا اب تو مجھے معاف کر دو۔ بازل کے لہجے میں بے بسی واضح تھی۔

میں کرنا چاہتی ہوں لیکن آپکا رویہ پھر یاد آجاتا ہے۔ ردا آنکھوں میں آنسو لیے گویا ہوئی تھی۔

ان سالوں میں ردا بازل سے ڈرنا چھوڑ چکی تھی۔ وہ اسکے کام بھی خود ہی کرتی تھی۔ پر اب بھی وہ بازل کو معاف نہیں کر پائی تھی۔

مجھے لگتا ایک دن میں ایسے ہی تم سے معافی مانگتے مانگتے ہی دنیا سے چلا جاؤں گا۔ردا کے بڑھتے قدم بازل کی بات سن کر رکے تھے۔

میرے مرنے کے بعد بھی کیا تم مجھے معاف نہیں کرو گی؟؟

بازل نے کسی خدشے کے تحت پوچھا تھا۔بازل کی بات سن ردا کا دل بند ہونے کو تھا۔وہ اب بھی اس سے محبت کرتی تھی۔ردا نے بازل کی طرف مڑ کر اسے دیکھا تھا۔

جہاں وہ نم انکھیں لیے اسکے جواب کا منتظر تھا۔ردا اپنے اشتعال کو دباتی آگے بڑھی تھی اور ایک زناٹے دار تھپڑ بازل کے گال پر رسید کیا تھا۔

ردا کے تھپڑ مارنے پر بازل ردا کی جانب دیکھنے لگا۔

ایسے کہتے ہیں کیا؟؟ آپ کو رائمہ کی کوئی فکر نہیں کہ وہ آپ سے اتنا اٹیچ ہے۔ ردا آنکھوں میں آنسو لیے دھاڑی تھی۔

خبر دار جو اب ایسی کوئی فضول بات اپنے منہ سے نکالی رائمہ کیسے رہے گی آپ کے بغیر ردا بازل کا گریبان پکڑے بولی تھی۔

جبکہ بازل شیرنی بنی اپنی بیوی کو دیکھ رہا اسکے تھپڑ مارنے کے بعد جہاں اسکو غصہ آنا چاہیے تھا وہی وہ اسکی باتیں سن مسکرانے لگا تھا۔ ایک دم بازل نے اپنے گریبان پر ردا کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔

رائمہ کیسے رہے گی یا تمہارا رہنا مشکل ہو جائے گا۔ بازل مسکراتے لہجے میں بولا تھا۔ اتنی سی بات پر ردا کا اتنا شدید ردِ عمل بازل کو یہ بات باور کروا گیا تھا ردا اب اس سے نفرت نہیں کرتی بس ایک دیوار گرانے کی ضرورت ہے۔ باتوں میں وہ جان کر رائمہ کا سہارا لے رہی تھی۔

نہ۔۔۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں میری طرف سے آپ جہاں مرضی جائیں۔ردابازل سے دور ہوتے بولی تھی۔

ردابس کرو ختم کردو اس ناراضگی کو بازل ردا کی پیشانی سے پیشانی ٹکرائے بولا تھا۔ میں تھک گیا ہوں مجھ میں اور ناراضگی اور نفرت سہنے کی سکت نہیں ہے۔میں تمہارے جتنا حوصلہ نہیں رکھتا تم بہت بہادر تھی جو بچپن سے میری نفرت سہتی آرہی تھی۔

پلیز ردا رائمہ کے لیے ہمارے مستقبل کو اچھا بنانے کے لیے ہی مجھے معاف کردو۔بازل کے ہاتھ نرمی سے اپنے چہرے سے الگ کرتے ردا بنا کچھ کہے آنکھوں میں آنسو لیے اندر کی جانب بڑھ گئی تھی۔جب بازل ایک بار پھر اپنے کیے پر پچھتاتا رہ گیا تھا۔

_____

مطلب ہانیہ میری اس لنگور سے شادی کررہے ہیں؟؟ سائرہ تقریباً چیخنے کے انداز میں بولی تھی۔

سائرہ کی بات پر جہاں ہانیہ نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا تھا وہی حارث نے سائرہ کو گھورا تھا۔

بھائی میرا مطلب مجھ سے پوچھے بغیر آپ نے شادی کی ڈیٹ فکس کر دی۔ سائرہ حارث کو اپنی طرف تکتا پا کر گڑبڑاتی ہوئی گویا ہوئی تھی۔

کچھ دن پہلے علی اپنے گھر والوں کو لے کر حارث کے گھر پہنچا تھا۔ علی کے امی ابو تو بہت پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔ جبکہ اسکا ایک بھائی اور ایک ہی بہن تھی۔

وہ دونوں شادی شدہ تھے۔ علی اپنے گھر میں سب سے چھوٹا تھا۔ چھوٹا ہونے کی وجہ سے وہ سب کا لاڈلا بھی تھا۔ علی اپنے بھائی اور بھابھی کے ہمراہ آکر سائرہ کے رشتے کی بات کر چکا تھا۔

حارث کو اور باقی سب کو اس رشتے سے کوئی اعتراض نا تھا۔ لیکن سائرہ اس دن کی اندر ہی اندر کڑھ رہی تھی اور آج شادی کی تاریخ پکی ہونے کا سن وہ اپنے بال نوچنے کو تھی۔

داجی اور حارث شادی کی تاریخ کا اعلان کر کے جا چکے تھے۔

ہانیہ تم ہی بھائی کو سمجھاؤ۔ سائرہ التجایا ہوئی تھی۔

کہہ تو تم ایسے رہی ہو جیسے وہ ہلٹر کا جاں نشین میری بات مان لے گا۔ ہانیہ مورے کا لحاظ کرتے ہلکا سا بڑبڑائی تھی۔

تمہیں پتا تو ہے وہ میری بات نہیں سنتے ہانیہ نے کہا تھا۔ ہانیہ کی بات سن سائرہ مورے سے جا کر لپٹی تھی۔

مورے ے ے جان میری پیاری مورے جان!

چل ہٹ پیچھے میں انکار نہیں کر رہی اتنا اچھا رشتہ ہے۔ مورے نے سائرہ دور کرتے کہا تھا۔

دیکھ لیں اپ سب مجھ معصوم کے ساتھ ظلم کر رہیں ہیں۔پہلے میرا رشتہ تہہ کر دیا مجھ سے پوچھے بغیر اب میری شادی تہہ کر دی ہے اور شادی بھی کب ایک ہفتے بعد سائرہ رونی شکل بنا کہ بولی تھی۔ جبکہ اسکی بات سنی ان سنی کرتی مورے جان کمرے سے باہر نکلی تھی۔

مورے جان کے جاتے ساتھ ہی ہانیہ کا رکا ہوا قہقہہ نکلا تھا۔

سائرہ نے ہانیہ کو خونخوار نظروں سے گھورا تھا۔

ویسے تم دونوں کی خوب جمے گی سائرہ علی بھائی بھی تمہاری طرح لڑاکے ہیں دونوں ایک دوسرے سے لڑتے رہنا۔

ہانیہ کہتی ساتھ باہر بھاگی تھی۔جب کمرے سے باہر جاتے ہی حارث نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنی جانب کھینچا تھا۔ہانیہ حارث کے کشادہ سینے سے ٹکرائی تھی۔

آ۔۔۔آپ یہاں؟؟آپ تو داجی کے ساتھ چلے گ ئے تھے۔ہانیہ نے حارث سے دور جانے کی ناکام کوشش کرتے کہا تھا۔

تم سے ملے بغیر میں جا سکتا ہوں؟؟حارث ہانیہ کے بالوں کو انگلی میں گھماتے بولا تھا۔

حارث کوئی آجائے گا۔ہانیہ نے ارد گرد نظریں دوڑاتے کہا تھا۔حویلی میں اتنے زیادہ تو ملازم تھے۔ہر وقت کوئی نا کوئی حویلی میں لازمی گھوم رہا ہوتا تھا۔

ہاں بات تو تم نے سہی کہی ہے۔چلو ہم روم میں جا کر کانٹینو کرتے ہیں۔حارث کہتے ساتھ ہانیہ کو لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

کمرے میں جاتے ساتھ ہی حارث نے ہانیہ کو دیوار سے پن کیا تھا۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا۔ تمہاری سٹڈی ختم ہونے والی ہے۔

حارث کی اتنی قربت پر ہانیہ مکمل طور پر گھبرا چکی تھی۔ حارث کے مہنگے کلون کی خوشبو ہانیہ کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔ اتنے عرصے کے بعد بھی وہ حارث کی قربت کی عادی نہیں ہوئی تھی۔ اب بھی وہ حد رث کی جنونی قربت سے گھبرا جاتی تھی۔

ج۔۔جی ہونے والی ہے۔ ہانیہ نے اٹکتے ہوئے حارث کی بات کو دہرایا تھا۔

جانِ حارث اب خود کو تیار کر لو۔ میں تم سے مزید دور نہیں رہوں گا۔ اب یہ دوریاں مٹانے کا وقت آ چکا ہے۔ حارث ہانیہ کی طرف جھکتے اسکے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔ حارث کی بات کا مطلب سمجھ کر ہانیہ جی جان سے لرزی تھی۔

ہانیہ کو ہلکا ہلکا کانپتے دیکھ حارث نے مسکراتے ہانیہ کے کان کی لو کاٹی تھی۔

مج۔۔ مجھے شاید مورے جان بلا رہی ہیں۔ ہانیہ حارث کو پیچھے کرتی ہوئی بولی تھی۔ جب حارث نے اسکی کوشش ناکام رتے ایک بار پھر اپنے قریب کھینچا تھا اور اسکی پیشانی کو اپنے لمس سے معطر کیا تھا۔

ہانیہ نے حیا سے بوجھل ہوتی آنکھیں جھکائی تھی۔ گال تیزی سے سرخ ہوئے تھے۔ ہانیہ کی حالت دیکھ ایک زندگی سے بھرپور مسکراہٹ نے حارث کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔ وہ ہانیہ کو خدا حافظ کہتا باہر بڑھا تھا۔

* _____ *

بازل اس وقت ناشتہ کرنے میں مصروف تھا۔ جب رائمہ سوتی جاگتی کیفیت میں ایک پنک رنگ کا بھالو پکڑے اپنے کمرے سے باہر آئی تھی۔ وہ اس وقت نائیٹ ڈریس میں ملبوس تھی۔ اسکو آتا دیکھ ردا سے پہلے بازل ناشتہ چھوڑ کر اسکی طرف بڑھا تھا۔ اسکو گود میں بھرے وہ اسے ڈائننگ ٹیبل پر لایا تھا۔

کیا ہوا میری بیٹی کو؟؟ بازل نے رائمہ کے بال سنوارتے پوچھا تھا۔ رائمہ آج ساری رات نہیں سوئی تھی۔ صبح چار بجے کے قریب اسکی آنکھ لگی تھی جب بازل اور ردا نے سکون کا سانس لیا تھا۔ پر وہ پھر آٹھ بجے ہی اٹھ گئی تھی۔ ڈائینگ پر بیٹھے باقی کے افراد بھی باپ بیٹی کو دیکھنے میں مصروف تھے۔

مدھے بوت لدی ہے۔

(مجھے بھوک لگی ہے۔)

رائمہ نے اپنا سر بازل کے سینے میں چھپاتے کہا تھا۔ رائمہ کی بات سن ردا اٹھی تھی۔

رائمہ آئیں میں آپکا فیس واش کروادوں۔ردا نے رائمہ کو بازل سے لینا چاہا تھا۔

میں بتی تھوری ہو میں تھود ترتے آئی ہو۔

(میں بچی تھوڑی ہوں میں خود کر کے آئی ہوں۔)

اسکی بات سن ڈائننگ پر بیٹھے تمام نفوس مسکرائے تھے۔ وہ اپنی عمر کے دوسرے بچوں کی نسبت بہت زیادہ سمجھدار تھی۔

بازل رائمہ کی بات سنتا مسکراتا ہوا اسے ڈائینگ پر لے کر آیا تھا اور اپنے ساتھ والی کرسی پر اسے بٹھایا۔بازل بھی بیٹھ کر ناشتا شروع کر چکا تھا۔جب رائمہ کو ناشتہ نا کرتا دیکھ وہ دوبارہ اس سے مخاطب ہوا۔

کیا ہوا بیٹا ناشتا کیوں نہیں کر رہی ہو؟؟بازل کی بات پر ردا بھی رائمہ کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

آپ آدمدھے تھانا تھلانا بول دئے۔

(آپ آج مجھے کھانا کھیلانا بھول گئے۔)

رائمہ نے بازل کو کچھ یاد کروایا تھا۔وہ روز رائمہ کو اپنے ہاتھ سے ناشتا کروا کر آفس جاتا تھا۔آج وہ یہ بات کیسے بھول گیا۔

آئی ایم سو سوری!بازل نے اسے پچکارتے ہوئے کہا تھا۔ اور وہ اپنا ناشتا چھوڑ رائمہ کو ناشتا کروانے میں مصروف ہوا تھا۔

ردا بازل اور رائمہ کو دیکھنے میں مصروف تھی۔وہ دونوں باپ بیٹی سب کو نظر انداز کیے ایک دوسرے کے ساتھ مصروف تھے۔پر اب بھی یہ منظر مکمل نہیں لگ رہا تھا۔

کمی تھی تو بس ردا کی۔ ردا نے اب نظریں بازل کے چہرے پر مرکوز کی تھی۔ بازل کا وجیہ چہرہ ردا کی نظروں کے حصار میں تھا۔ چار سال ہو چکے تھے اس نے اس ستم گر کو نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا۔

وہ کئی بار ردا سے معافی مانگ چکا تھا پر وہ پتھر کی مورت بنی اس کو ہمیشہ ٹھکرا دیتی تھی۔ وہ کچھ سوچ کر اٹھی اور رائمہ کے ساتھ والی چیئر پر آ کر بیٹھ گئی۔ اسکے بیٹھنے سے رائمہ کے ساتھ بازل نے بھی حیرت سے ردا کی جانب دیکھا تھا۔

وہ کبھی بھی بازل کے پاس نہیں آتی تھی اگر رائمہ بازل کے پاس ہوتی تو وہ ان دونوں کو اکیلا چھوڑ دیا کرتی تھی۔ رائمہ ردا کو اپنے پاس دیکھ اب اسکی گود میں چڑھی تھی۔

باقی سب آج ردا کی اس عنایت پر مسکراتے ناشتے میں مصروف ہوئے تھے۔ منظر اب یوں تھا رائمہ ردا کی گود میں بیٹھی تھی جبکہ بازل رائمہ کو ناشتا کروانے میں مصروف تھا۔ ردا آج ایک فیصلہ کر چکی تھی اب بس اس پر عمل کرنا باقی تھا۔

_____

سائرہ آج ہانیہ کے ساتھ شاپنگ مال میں موجود تھی۔

ہانیہ زبردستی سائرہ کو شاپنگ کروانے لائی تھی۔پر سائرہ ابھی تک سب سے ناراض تھی۔ہانیہ نے ہی اسکی مہندی کا سوٹ لیا تھا جبکہ وہ پاس بے زار سی کھڑی تھی۔

سائرہ دیکھو یہ ڈریس کیسا ہے؟؟ہانیہ نے سائرہ کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔

مجھے نہیں پتا اپ خود ہی دیکھ لیں۔سائرہ نے بے زاری سے جواب دیا۔اس سے پہلے ہانیہ کچھ بولتی علی کی آواز پر وہ دونوں پیچھے مڑی تھی۔

چلو جی اس لنگور کی کمی تھی۔ جہاں ہانیہ حیران تھی وہی سائرہ علی کو دیکھ بڑبڑائی تھی۔ سائرہ کی بات سن علی مسکرایا تھا وہ جانتا تھا جنگلی بلی کا یہی ریکشن ہو گا۔ جبکہ ہانیہ نے اسکی کمر پر ایک تھپڑ جڑا تھا۔ ہانیہ کے مارنے پر اس نے کھا جانے والی نظروں سے علی کو دیکھا تھا۔

علی اپنی خیر منا مستقبل میں جنگلی بلی تجھے گنجا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ علی نے سوچ کر جھرجھری لی تھی۔

میں شاپنگ کرنے آیا تھا آپ لوگوں کو دیکھا تو سوچا ملاقات ہو جائے۔ علی سائرہ کو نظر انداز کرتا ہانیہ سے مخاطب ہوا۔

جی دیکھیں نا میں سائرہ کو کب سے کہہ رہی ہوں نکاح کا ڈریس دیکھ لے پر یہ ہے کے منہ پر بارہ بنائے کھڑی ہے۔ اب آپ آ گئے ہیں تو آپ خود ہی پسند کر لیں۔ ہانیہ کہتے ساتھ اپنے لئے شاپنگ کرنے لگی تھی۔

اوئے بلی چلو اب تمہارا ڈریس سلیکٹ کریں۔ علی کہتا آگے بڑھا تھا جب شائرہ لوگوں کا لحاظ کرتے خاموشی سے اسکے پیچھے چل دی تھی۔

_____

زویارات کے پہر کھڑکی کے سامنے بیٹھی چاند کو دیکھنے کے ساتھ اپنی کافی سے انصاف کر رہی تھی۔ یہ کڑوی کافی بھی زویا کے اندر لگی آگ کم نہیں کر سکی تھی۔ اس کافی کی کڑواہٹ بھی روحان کے کاٹ دار لہجے کی کڑواہٹ کا اثر زائل نا کر سکی تھی۔ زویا نے شدتِ غم سے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں بند کی تھی۔

اتنی بڑی غلطی نہیں تھی میری روحان۔ جتنی بڑی سزا آپ مجھے دے گئے ہیں۔ میں آپکو یاد نہیں کرنا چاہتی میرے زخم تازہ ہو جاتے ہیں پر اپکو بھولنا بھی میرے بس میں نہیں ہے۔

زویا نے بے بسی سے سوچا تھا۔کاش ایک بار آپ لوٹ کر آئیں اور دیکھیں آپ مجھے تباہی کے کس دھانے پر لا چکے ہیں۔زویا نے سوچتے ساتھ اپنا سر اپنے ہاتھوں میں گرایا تھا۔

پر آنسو اب بھی نہیں بہے تھے۔چار سال سے اسکے آنسو اسکے دل پر گر رہے تھے جو رفتہ رفتہ اسکے وجود کو کھوکھلا کر چکے تھے۔

اچانک وہ فون کی آواز پر چونکی تھی۔پھر وہی رانگ نمبر اس نے گہرا سانس بھرتے کال اٹھائی تھی۔پر ہمیشہ کی طرح زویا،ہیلم ہیلو کرتی رہ گئی تھی جب مقابل ایک لفظ بولے بغیر کال رکھ چکا تھا۔زویا نے کہرا سانس بھرا اور کافی پینے میں مصروف ہو گئی۔

زویا میری بات سنو بیٹا۔زارا بیگم نے یونی سے آتی زویا سے کہا تھا۔

جی ماما! آج بھی وہی اجنبی لہجہ زارا بیگم کی سماعتوں سے ٹکرایا تھا۔ زارا بیگم نے شکوہ کناہ نظروں سے اپنی بیٹی کی جانب دیکھا تھا۔ جب ہمیشہ کی طرح زویا سرد آنکھیں لیے کھڑی تھی۔

سنڈے کو سائرہ کی مہندی ہے اور اس نے خاص تمہیں لانے کا کہا ہے۔ زارا بیگم نے زویا کو روکنے کی وجہ بتائی تھی۔

ماما اپکو پتا ہے مجھی فنکشن پسند نہیں ہے اذ لوگ چلے جایئے گا مجھے نہیں جانا

۔ زویا کہتے ساتھ اندر بڑھنے لگی تھی جب زارا بیگم کی بات پر وہ رکی تھی پلٹی نہیں

بیٹا اس نے اتنے چاہت سے بلایا ہے ایک دن کے ل ئے ہی چلی جانا۔ زارا بیگم التجایا ہوئی تھی۔

ٹائم بتا دیجیے گا۔ زویا جواب دیتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔

بلا آخر وہ دن آ ہی گیا تھا جب سائرہ کی مہندی اور قوالی نائیٹ ایک ساتھ تھی۔زویا سادہ سی قمیض اور کیپری زیب تن کیے ہوئے حجاب کیے سائیڈ پر ڈوپٹا لٹکائے وہ اپنے سوگوار سے حسن سے بے نیاز نظر آ رہی تھی۔

پہلے اسکی شوخ طبعیت اسے دوسروں سے الگ بناتی تھی۔اب اسکا سنجیدہ مزاج اسے دوسری لڑکیوں سے مختلف ظاہر کرتا تھا۔

زویا ہر چیز سے بے گانہ قدرے خاموشی والے حصے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ہانیہ کئی بار اسے بلانے آئی تھی مگر اس نے معزرت کرلی تھی۔ہانیہ بھی اسکی سنجیدہ طبعیت کی وجہ سے زیادہ اصرار نا کر پائی تھی۔زویا نے نظر اٹھا کر ہانیہ کی جانب دیکھا تھا۔

وہ اور حارث تصویریں کھینچوانے میں مصروف تھے۔جہاں ہانیہ کے چہرے پر پہلے حارث کو دیکھ خوف در آتا تھا اب اسکا چہرہ سرخ ہوا پڑا تھا جبکہ حارث ہانیہ کے کان کے قریب جھکا کوئی سرگوشی کر رہا تھا۔

زویا کی نظر بے ساختا انکے لباس پر جا کر رکی تھی وہ دونوں سفید رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھے۔ دونوں نے سفید رنگ کی میچنگ کی ہوئی تھی۔ ہانیہ کی فراک سفید اور ڈوپٹا رائیل بلو رنگ کا تھا۔ جبکہ حارث سفید شلوار قمیض اور رائیل بلو ویس کوٹ میں ملبوس تھا۔

زویا ایک بار پھر ماضے میں کھو گئی تھی۔

(روحان! زویا نے نوٹس بناتے ہوئے روحان کو پکارا تھا

ہمم! روحان نے زویا کو دیکھتے جواب دیا

روحان یونی میں اب کوئی فنکشن ہو گا تو ہم سیم کلر کی ڈریسنگ کریں گے۔ زویا ایکسائیٹڈ سی بولی تھی۔

نہیں زویا اس طرح اچھا نہیں لگے گا۔ ابھی ہمارے بیچ کوئی پراپر رشتہ نہیں ہے۔

روحان کی بات سمجھ کر زویا نے سر ہلایا تھا۔

ہاں پر نکاح کے بعد ہم ہمیشہ میچنگ کریں گے۔ پھر چاہے ہم بوڑھے ہی کیوں نا ہو جائیں روحان نے آخری بات شرارت سے زویا کی ناک دباتے کہا تھا۔

روحان کی بات سن زویا کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔)

زویا ابھی تک ماضی میں کھوئی ہوئی تھی جب ہانیہ کی آواز پر وہ ہوش میں آئی تھی۔

ہا۔۔۔ہاں زویا نے نا سمجھی سے ہانیہ کی جانب دیکھا تھا۔

زویا کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟؟ خیریت تم مجھے دیکھ رہی تھی۔ کوئی کام تھا ہانیہ نے مسکراتے پوچھا تھا۔

نہیں تمہیں دیکھ رہی تھی ماشااللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ زویا نے مسکرانے کی کوشش کی تھی مگر ناکام رہی تھی۔

زویا کی بات سن ہانیہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔

اچھا میں زرا آتی ہوں۔ وہ ہانیہ کو کہہ کر کرسی سے اٹھی تھی۔

جب ہال سے باہر جاتے زویا کے قدم رکے تھے۔ ہال کے اندر آتے مقابل کے قدم بھی ساکت ہو چکے تھے۔ وہی کالی آنکھیں آج زویا کے سامنے تھی جن میں جھانک کر زویا صدیقی نے محبت سے عشق کی منزل پر قدم رکھا تھا۔

وہ یک ٹک روحان کی آنکھوں میں جھانک رہی تھی۔

روحان بھی زویا کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ یہ وہی بھوری آنکھیں تھی جن کو رلا کر وہ چار سال بے سکون رہا تھا۔ وہ آنکھیں جو ہر وقت شرارت سے چمکتی تھی آج وہ خالی تھی۔

وہی ہیں صورتیں اپنی

وہی میں ہوں، وہی تم ہو

مگر کھویا ہوا ہوں میں

مگر تم بھی کہیں گھم ہو

قوالی کی آواز دونوں کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔ زویا روحان کے چہرے کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ وہ پہلے سے زیادہ وجیہہ ہو گیا تھا۔

کالی شلوار قمیض میں کندھوں پر شال ڈالے وہ آج بھی حسین لگ رہا تھا۔ جبکہ روحان کی نظریں بھی زویا کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔ یہ وہ زویا تو ہر گز نہیں تھی جسکو وہ جانتا تھا۔ مرجھایا ہوا چہرہ سوگوار سی صورت روحان کی آنکھیں نم ہوئیں تھی۔

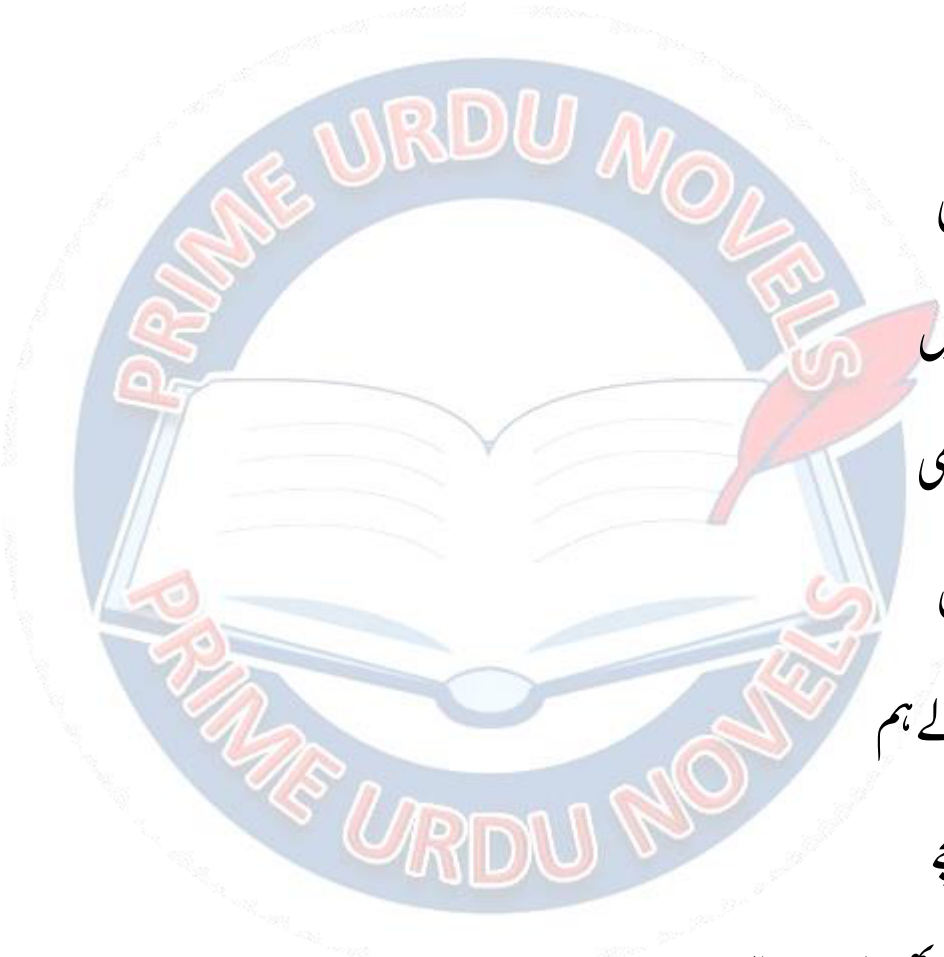

محبت میں داغا کی تھی

سو کافر تھے سو کافر ہیں

ملی ہیں منزلیں پھر بھی

مسافر تھے مسافر ہیں

تیرے دل کے نکالے ہم

کہاں بھٹکے، کہاں پہنچے

مگر بھٹکے تو یاد آیا بھٹکنا بھی ضروری تھا

زویا کی آنکھوں میں مرچیاں سی گھلنے لگی تھی۔روحان کا حال بھی زویا سے مختلف نا تھا۔اگر زویا عشق کی آگ میں جلی تھی تو روحان بھی پل پل مر رہا تھا۔

محبت بھی ضروری تھی، بچھڑنا بھی ضروری تھا

ضروری تھا کہ ہم دونوں طواف آرزو کرتے

مگر پھر آرزؤں کا بکھرنا بھی ضروری تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے کئی آنسو زویا کی آنکھوں سے زمین پر گرتے بے مول ہوئے تھے۔

چار سال پہلے وہ روحان کی وجہ سے روئی تھی اب چار سال بعد بھی اسکی آنکھوں سے آنسو اس ستمگر کی وجہ سے ہی بہے تھے۔

زویا ساکت تھی، بالکل بے جان اسکا جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ وہ سن ہو رہی تھی ٹانگیں بے جان ہو رہی تھی۔ چہرہ بے تاثر تھا جبکہ قطرہ قطرہ آنسو اسکے گالوں پر بہہ کر زمیں پر گرتے جا رہے تھے۔ زویا کی حالت دیکھ ایک آنسو روحان کی آنکھ سے گر کر داڑھی میں جذب ہوا تھا۔

وہ دونوں خاموش تھے مگر ان کی آنکھیں محو گفتگو تھی۔ جہاں ایک کی آنکھ میں درد، تکلیف، کرب، اذیت، شکوہ تھا۔ وہی دوسرے کی آنکھوں میں شرمندگی، ندامت اور پچھتاوا تھا۔

زویا اپنے بے جان ہوتے وجود کو گھسیٹتی بنا کچھ سنے اور کہے باہر کی جانب بڑھ گئی تھی۔ جب روحان دھندلی آنکھوں سے اسے دور جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

* _____ *

بازل کو آج آفس سے گھر آتے دیر ہو گئی تھی۔ماجد صاحب حارث کی طرف گ ئے ہوئے تھے تو انکا کام بھی بازل کو سنبھالنا پڑا تھا۔ جبکہ بازل کی وجہ سے ردا اور رائمہ بھی نہیں گ ئے تھے۔ انکا پلان کل برات پر جانے کا تھا۔

بازل گھر میں داخل ہوا تو خلافِ معمول خاموشی کو پا کر ٹھٹکا تھا۔ورنہ رائمہ بازل کے آنے پر اس سے ملنے کے بعد ہی سوتی تھی۔ سارا گھر ویران پڑا تھا باقی سب تو فنکشن پر گ ئے تھے۔

بازل اپنے کمرے، کچن میں دیکھ چکا تھا ردا کہیں نہیں تھی جبکہ رائمہ پر سکون سی کمرے میں سو رہی تھی۔ ایک دم شدید پریشانی نے بازل کو گھیرا تھا

ردا کہاں تھی؟؟ بازل شدید پریشانی میں پورے گھر کو دیکھ چکا تھا پر ردا نہیں ملی تھی۔ اب بس گیسٹ روم بچا تھا دیکھنے والا بازل نے پریشان چہرے سے گیسٹ روم کا دروازہ کھولا تھا۔

جب گیسٹ روم کو دیکھ اسکی پریشانی حیرت میں بدلی تھی۔ گیسٹ روم مکمل طور پر گلاب کی پتیوں اور سرخ غباروں سے سجایا گیا تھا۔

جبکہ کمرے کے وسط میں ایک ٹیبل پر مختلف قسم کے کھانوں کے ساتھ موم بتیاں اور گلاب کی پتیاں بکھری پڑی تھی۔ بازل حیران سا آگے بڑھا تھا اور ٹیبل پڑھا ایک کارڈ اٹھایا تھا۔

ہیپی اینیورسری ڈیئر ہبی۔

کارڈ پر تحریر الفاظ پڑھ کر بازل نے اپنی انکھوں کو مسلا تھا۔

کیا وہ خواب دیکھ رہا تھا؟؟ ردا تو ایسا کبھی نہیں کر سکتی تھی وہ تو دس سے نفرت کرتی تھی ابھی وہ اپنی سوچوں میں ہی گم تھا جب کلک کی آواز سے واشروم کا دروازہ کھولے ردا آئی تھی۔ بازل تو ردا کو دیکھ ساکت ہوا تھا۔

سرخ رنگ کی ساڑھی زیب تن کیے بالوں کا ہیئر سٹائل بنائے نیلی آنکھوں کو لائنر مسکرا سے سجائے وہ بازل کے دل پر بجلیاں گرا چکی تھی۔

بازل کو مسلسل خود کو تکتا پا کر وہ کنفیوس ہوئی تھی۔

بازل ایک ٹرانس کیفیت میں ردا کی جانب بڑھا تھا۔

ردا یہ سب؟؟اس کے علاوہ بازل کے منہ سے لفظ نکلنے سے انکاری تھے۔

وہ۔۔۔وہ آج ہماری اینیورسری تھی ہم نے کبھی ب۔۔ بھی سیلیبریٹ نہیں کی تو میں نے سوچا ہم اب کر لیتے ہیں۔ردا نظریں جھکائے مدھم آواز میں بولی تھی۔

بازل تو ردا کے حسن میں کھو سا گیا تھا۔وہ والہانہ نظروں سے ردا کے چہرے کو تک رہا تھا۔

کیک۔۔۔کیک کاٹ لیں ردا نے بازل کی نظروں سے کنفیوس ہوتے ٹیبل کی جانب اشارہ کیا تھا۔بازل بھی خاموشی سے ٹیبل کی جانب بڑھا تھا۔

ردا چھری اٹھائے ٹیبل پر جھکی تھی جب بازل نے ردا کے پیچھے جاتے اسکے ہاتھ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ چھری یو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ردا کیک کاٹنے میں مصروف تھی جبکہ بازل ردا کے چہرے کو تکنے میں مصروف تھا۔ کیک کاٹنے کے بعد بازل ردا سے مخاطب ہوا تھا۔

میں روم میں جا رہا ہوں رائمہ اکیلی ہے۔تھینک یو اتنا اچھا سرپرائز دینے کے لئے بازل نے کہتے ساتھ باہر کی طرف قدم بڑھانے چاہے تھے جب بازل کی مضبوط کلائی کو ردا نے اپنے مومی ہاتھ سے تھاما تھا۔ ردا کا لمس محسوس کرتے بازل ساکت ہوا تھا۔

میں نے آپکو معاف کیا بازل۔ردا نے اسکا ہاتھ تھامتے کہا تھا۔بازل حیرت سے ردا کی جانب پلٹا تھا۔

ابھی تم نے کیا کہا؟؟ بازل نے بے یقینی سے پوچھا تھا۔

میں نے آپکو معاف کیا۔ ہمارے اچھے مستقبل کے ل ئے اور۔۔۔۔اور ردا خاموش ہوئی تھی

اور؟ بازل نے ردا کی جانب دیکھتے پوچھا تھا۔

اور اپنی محبت کے ل ئے۔ ردا کے الفاظ بازل کے زخمی دل پر مرہم رکھنے کا کام کر رہے تھے۔

بازل نے نم آنکھوں سے ردا کو تھام کر بیڈ پر بیٹھایا تھا اور خود اسکے قدموں میں پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔

آپ یہاں کیوں بیٹھ رہے ہیں؟ ردا نے فوراً اٹھنا چاہا تھا۔ اسکو کہاں منظور تھا بازل اس طرح اسکے قدموں میں بیٹھے۔

چپ آج بس میری بات سنو۔ بازل نے ردا کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے اسے چپ کروایا تھا۔

میں تم سے بے حد نفرت کرتا تھا ردا۔ پر جب فیضان کا تمہارے لئے انٹرسٹ دیکھتا تھا تو مجھے بہت غصہ آتا تھا۔

جانتی ہو ایسا کیوں ہوتا تھا بازل نے نم آنکھوں سے ردا کی جانب دیکھا تھا۔ ردا خاموشی سے بازل کو سن رہی تھی۔

کیونکہ میں تم سے محبت کرنے لگا تھا۔ پھر جب فیضان اس دن تمہیں شادی کا کہہ رہا تھا مجھے ڈر تھا تم میرے برے رویے کی وجہ سے مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔

تم مجھے چھوڑ کر نا جاؤ تم ہمیشہ میرے پاس رہو اس لیے اس رات غصے میں میں وہ سب کر گزرا۔

پر جب تم ہسپتال میں تھی مجھے لگ رہا تھا میری روح پرواز کر جائے گی۔

بازل نے ردا کے ہاتھوں کو چوم کر ان پر گرفت تنگ کی تھی جیسے ردا کے کھو جانے کا ڈر ہو۔

جب ڈاکٹر نے بولا تھا تم اپنی ول پاؤر چھوڑ چکی ہو اس وقت مجھے لگا میں اپنا سب کچھ کھو رہا ہوں۔ تمہیں اپنے پاس رکھنے کے لیے میں نے تمہاری مرضی کے بغیر اتنا بڑا قدم اٹھایا تھا میں اسکو کھونے جا رہا ہوں۔

تمہاری تکلیف پر میں تڑپ رہا تھا اس دن مجھے احساس ہوا مشال کے ساتھ تو مجھے کوئی محبت تھی ہی نہیں تھی اس سے شادی تو محظ وعدوں کو نبھانے کے لئے کی گئی تھی۔ مجھے تو تمھارا اپنے لئے فکر کرنا اچھا لگتا تھا۔

بازل کی انکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر ردا کے ہاتھوں پر گرے تھے۔ردا کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری تھے۔

پھر جب تم حوش میں آئی تو تم مجھ سے نفرت کرنے لگی۔

بازل ایک بار پھر ٹوٹ کر بکھر رہا تھا۔ تم مجھ سے خوف کھانے لگی مجھ سے دور بھاگنے لگی میری برداشت سے باہر تھا جو لڑکی مجھ پر اپنی جان دیتی تھی وہ مجھ سے نفرت کرنے لگی تھی۔ میری بیوی مجھ سے خوف کھانے لگی تھی۔ بازل کی باتیں سن ردا کی ہچکیاں بند گئی تھی۔

مجھے تب تمہاری تکلیف کا اندازہ ہوا تھا۔ میں جان گیا تھا جب میں تم سے نفرت کا اظہار کرتا تھا تو تمہیں کیسا لگتا ہو گا۔

میں جانتا ہوں میں بہت گناہ گار ہوں لیکن پلیز مجھے معاف کر دو۔ بازل نے ردا کے سامنے ہاتھ جوڑے تھے۔

بازل کو اتنی تکلیف میں دیکھ ردا تڑپ اٹھی تھی۔ کیا کرتی محبت جو تھی۔ محبت میں محبوب تکلیف میں ہو تو کیسے برداشت ہوتا ہے۔ ردا نے فوراً بازل کے ہاتھوں کو تھام کر اسے کھڑا کیا تھا۔ اور اس کے گلے لگی تھی۔

ماضی کو بھول جائیں جو بھی ہوا میں سب بھول گئی ہوں آپ بھی بھول جائیں ردا بازل کے سینے میں منہ دیے ہچکیوں سمیت بولی تھی۔

میں تو کبھی بھی آپ سے نفرت کر ہی نہیں سکی۔ کیا کروں دل پر کس کا اختیار ہوتا ہے۔ ایک بار پھر ردا کی آواز بازل کو سنائی دی تھی۔

بازل نے ردا کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسکی آنکھوں پر اپنا لمس چھوڑا تھا۔ بس بہت بہا لیے آنسو اب ان خوبصورت آنکھوں سے آنسو نا نکلیں۔ بازل نے مسکراتے کہا تھا۔

آپ پر بھی ہٹلر کا روپ ہی اچھا لگتا ہے۔ یہ جو غصہ آپکی ناک پر رہتا ہے نا اسکی ہی تو میں دیوانی ہوں۔ ردا بھی بازل کے گال پر ہاتھ رکھتی ایک ادا سے بولی تھی۔

ردا کی بات سن بازل مسکرایا تھا۔ آپ کھانا کھالیں ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ ردا نے بازل کی توجہ کھانے کی طرف کروائی تھی۔

اتنی خوبصورت بیوی کے ہوتے ہوئے شوہر کھانے پر توجہ دے یہ تو ظلم ہو گا بیگم۔ بازل ردا کو اپنی جانب کھینچتے بولا تھا۔

جب ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا تھا اور رائمہ اپنے ٹیڈی بیئر کو پکڑے اندر کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ ردا نے بازل سے دور جانے کی کوشش کی تھی جب بازل نے اسکا ہاتھ سختی سے تھام کر اسے ایسا کرنے سے روکا تھا۔

رائمہ جو نیند میں تھی لیکن اندر کی سجاوٹ دیکھ وہ اپنی نیلی آنکھوں کو بڑا کیے کمرے کے وسط میں آئی تھی۔

واااااؤ! اس نے پورے کمرے کا جائزہ لیتے کہا تھا۔ اسکے ری ایکشن پر بازل اور ردا کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

تیت!

کیک!

رائمہ ٹیبل پر پڑے کیک کو دیکھتی خوشی سے چلائی تھی۔بازل اور ردا اب رائمہ کی جانب بڑھے تھے۔

جی میری پرنسس کا فیورٹ کیک ردا نے رائمہ کو چیئر پر بیٹھاتے کہا تھا۔رائمہ ردا کو آنکھیں کھولے دیکھ رہی تھی۔رائمہ نے ردا کو شاید پہلے کبھی اتنا تیار نہیں دیکھا تھا۔

ماما آپ پالی لدری ہو۔

(ماما آپ پیاری لگ رہی ہو۔)

رائمہ اشتیاق سے ردا کے چہرے پر اپنے ننھے ہاتھ رکھتی بولی تھی۔رائمہ کی بات سن کر ردا مسکرائی تھی۔

پرنسس پارٹی بدل لی؟ بازل خفگی سے بولتا رائمہ کے سائیڈ پر آ کر ٹکا تھا۔جب رائمہ اب اسکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

بابا!!!رائمہ اب بازل کو دیکھتے خوش ہوتی اسکی گود میں چڑھی تھی۔

آج میری بیٹی جلدی سو گئی تھی۔بازل نے رائمہ کا ماتھا چومتے کہا تھا۔

تیت تھائیں؟؟

(کیک کھائیں؟؟)

رائمہ اپنے مطلب کی بات پر آئی تھی۔اسکی بات سن بازل اور ردا ہنسے تھے۔ایک حسین صبح ان کی منتظر تھی۔

* _____ *

ماما میری طبعیت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔میں رائیڈ بُک کروا کر گھر جا رہی ہوں۔آپ لوگ آ جایئے گا۔

زارا بیگم جو سٹیج پر باقی سب خواتین کے ساتھ کھڑی تھی زویا کا میسج پڑھ کر ایک دم پریشان ہوئیں تھی۔

زارا!زویا کہاں ہے نظر نہیں آ رہی؟شازیہ بیگم نے دریافت کیا تھا۔

بھابھی وہ گھر چلی گئی ہے اسکی طبعیت ٹھیک نہیں تھی۔زارا بیگم کے لہجے سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

کیا مطلب اکیلی ہی چلی گئی ہے؟ شازیہ بیگم نے اچھنبے سے انکی طرف دیکھا۔

جی بھابھی۔ زارا بیگم محظ جی ہی کہہ سکی۔

روحان ادھر آؤ۔ ابھی شازیہ بیگم کوئی بات کرتی جب مسز شرمین کی آواز انکی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔ زارا بیگم نے انکی نظروں کے تاکب کیا تھا۔

جہاں کچھ دور ایک خوبرو مرد کھڑا تھا جو اب مسز شرمین کے بلانے پر انکی طرف آرہا تھا۔

السلام علیکم! روحان نے ادھر آکر ادب سے سب کو سلام کیا تھا۔

یہ میرا بیٹا روحان ہے۔انگلینڈ میں ہوتا ہے کچھ دن پہلے ہی آیا ہے۔مسز شرمین فخر سے روحان کے بارے میں بتا رہی تھی۔اب وہ باقی سب خواتین کا روحان سے تعارف کروا رہی تھی۔روحان رسماً مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا۔

یہ ہانیہ کی کزن زویا کی مدر ہیں۔مسز شرمین کے کہنے پر روحان زارا بیگم کی جانب متوجہ ہوا تھا۔نا جانے انکی نظر میں ایسا کیا تھا روحان ملک نظریں جھکانے پر مجبور ہو گیا تھا۔

موم میں چلتا ہوں مجھے کچھ کام ہے۔روحان نے کہا اور بنا کچھ سنے اپنے دوستوں سے ملتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

تو یہ وجہ تھی طبعیت خرابی کی۔زارا بیگم نے ایک لمبا سانس بھرا تھا۔

روحان فنکشن سے آنے کے بعد بے مقصد سڑکوں پر گاڑی گھما رہا۔زویا کی خالی آنکھیں، آنکھوں سے گرتے قطرہ قطرہ آنسو روحان ملک کے دل کے درد کو بڑھا رہے تھے۔

روحان نے ایک دم گاڑی روکی اور اپنا سر سٹئیرنگ سے ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔زویا کا چہرہ اب بھی اسکے تصور میں تھا روحان کی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر گرے تھے۔وہ ایک بار پھر ماضی میں کھویا تھا۔

ماضی

روحان کو انگلینڈ آئے دو سال سے زائد عرصہ ہو چکا تھا۔ اُس نے اپنا ایم بی اے کمپلیٹ کرنے کے بعد پاکستان میں پھیلے اپنے بزنس کی برانچ انگلینڈ میں کھولی تھی۔

چونکہ پاکستان میں بھی ایک نام تھا انکے بزنس کا اس کے علاوہ ریاست صاحب کے تعلقات تھے سو اسے کامیاب ہونے کے لئے اتنی زیادہ محنت نا کرنی پڑی تھی۔ وہ جلد ہی ایک اچھے مقام پر تھا۔

ان کچھ سالوں میں کئی لڑکیوں نے روحان کو اپروچ کرنے کی کوشش کی تھی کچھ اسکی لکس پر مرتی تھی تو کچھ اسکے سٹیٹس پر جان دیتی تھی۔

لیکن روحان ملک تو اپنا دل اپنی چھوٹی سی جادو گرنی کو دے آیا تھا۔ ہر وقت وہ زویا اسکے خیالوں میں رہتی تھی۔ وہ کیسی ہو گئی؟؟ اب کیا کر رہی ہو گئی؟ وہ چاہ کر بھی زویا کے سحر سے نہیں نکل پایا تھا۔

روحان اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا سگرٹ پر سگرٹ پھوک رہا تھا۔

(روحان آپ برے نہیں بہت برے ہیں)

اسے کہیں دور سے زویا کی آواز سنائی دی تھی۔ روحان نے پٹ سے آنکھیں کھولی تھی۔

زویا دھوکا میں نے تمہیں نہیں دھوکا تو میں خود کو دے بیٹھا ہوں۔ میں تب کیوں نہیں سمجھ پایا جب تمہارے ساتھ رہنا تمھارے ساتھ مل کر شرارتیں کرنا مجھے سکون بخشتا تھا۔

روحان کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔میں تو تم سے پہلی نظر میں ہی محبت کر بیٹھا تھا۔جب تمہاری شرارت سے چمکتی بھوری آنکھوں میں جھانکا تھا۔

روحان ملک تو اس دن ہی تمہارا اسیر ہو گیا تھا۔روحان نے آنکھیں بند کر کے اپنا سر کرسی کی پشت سے ٹکایا تھا۔ روحان نے اپنا موبائل اٹھایا اور کسی کو کال ملانے لگا۔کچھ دیر بعد کال اٹھالی گئی تھی۔حارث کی آواز سن روحان کی آواز نکلنے سے انکاری تھی۔اس بدلے کے چکر میں روحان اپنے دوستوں کو بھی کھو چکا تھا۔

حارث کیسا ہے؟روحان کی آواز سن حارث کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

خیریت ہے آج اتنے عرصے بعد روحان ملک نے فون کیا ہے؟تو نمبر دیکھ لے غلطی سے میرا ڈائل ہو گیا ہو گا ورنہ ہماری اتنی اہمیت کہاں ہے کہ مسٹر روحان ہم سے کوئی بات کرنا چاہیں۔حارث کی کرخت آواز سن کر روحان شرمندہ ہوا تھا۔

نہیں فون تجھے ہی کرنا تھا۔ روحان خود کو سمبھال کر بولا تھا۔

مسٹر کام کی بات کریں اگر کوئی کام نہیں ہے تو میرا وقت ضائع نا کریں حارث مکمل طور پر بے تعلق بنا بیٹھا تھا۔

حارث کیا سب پہلے جیسا نہیں ہو سکتا؟؟ روحان مدھم آواز میں بولا۔

نہیں! تم تو اپنی محبت کے ساتھ ساتھ اتنے سالوں کی دوستی بھی کھو بیٹھے ہو۔ کچھ دیر بعد حارث کی آواز روحان کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔

یہ کہتے ساتھ ہی حارث نے کال بند کی تھی۔ جبکہ روحان اب فیصلہ کر چکا تھا وہ ضرور پاکستان جائے گا۔ اور پھر کچھ عرصے بعد ہی وہ اپنا بزنس پاکستان شفٹ کر چکا تھا۔ گھر میں اس نے کسی کو بھی پاکستان آنے کا نہیں بتایا تھا۔

جب وہ گھر پہنچا تو حارث کو مسز شرمین کے ساتھ بیٹھا پایا تھا۔ حارث اور مسز شرمین روحان کی آمد پر کھڑے ہوئے۔ مسز شرمین تو خوشی سے روحان کی طرف بڑھی تھی جبکہ حارث سرد نگاہوں سے روحان کی جانب تک رہا تھا۔ روحان حارث کی طرف بڑھا تھا جب حارث نے ہاتھ اٹھا کر اسے اپنے پاس آنے سے منع کیا تھا۔

اچھا آنٹی اب میں چلتا ہوں۔ امید ہیں آپ شادی میں ضرور آئیں گی۔ حارث کہتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔ جب کچھ یاد آنے پر رک کر مڑا۔

اگر آپکا بیٹا آنا پسند کرے تو اسکو بھی لے آیئے گا۔ حارث کہتا فوراً باہر نکلا تھا۔ جبکہ روحان اب تک حارث کے رویے کی وجہ سے شاک میں تھا۔ پر یہ رویا بھی تو اسی کی حرکت کا ہی نتیجہ تھا۔

بہت ناراض ہیں تم سے سب تمہیں ان سب کو تو بتانا چاہیے تھا کہ تم انگلینڈ جا رہے ہو۔ مسز شرمین نے روحان کو گم سم دیکھتے کہا تھا۔ روحان غائب دماغی سے دنکی جانب دیکھنے لگا۔

اچھا تم تھک کر آئے ہو گے چلو ریسٹ کر لو۔ مسز شرمین نے اسے کھڑے دیکھ کہا تھا۔

موم ش۔۔شادی کس کی ہے؟روحان نے کسی خدشے کے تہت پوچھا تھا۔ آج روحان ملک کی زبان میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔

سائرہ اور علی کی ہے۔ مسز شرمین کی بات سن روحان کا سانس بہال ہوا تھا۔روحان سر ہلاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

کمرے میں پہنچ کر روحان نے سب سے پہلا کام اپنی سم ایکٹو کرنے کا کیا تھا۔وٹس ایپ پر زویا کے کئی مسجز اور وائس ناٹس پڑی تھی جنکو روحان اس دن سنے بغیر ہی اپنا فون بند کر چکا تھا۔روحان نے کانپتے ہاتھوں سے پہلا وایس نوٹ چلایا تھا۔

روحان مجھے پتا ہے آپ مذاق کر رہے ہیں دیکھیں یہ مذاق بہت برا ہے۔ آپ ایسا مذاق نا کریں۔ زویا کی بھیگی ہوئی آواز روحان کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

پہلا وائس ناٹ ختم ہونے کے ساتھ دوسرا چلا تھا۔

روحان میں۔۔۔ میں آپ سے دوبارہ معافی مانگ لوں گی۔ جیس۔۔۔ جیسے آپ کہیں گے ویسے معافی مانگ لوں گی پر مجھے ایسی سزا نا دیں۔ می۔۔۔۔ میں آپکو تھپڑ نہ۔۔۔ نہیں مارنا چاہتی تھی۔ مجھ س۔۔۔ سے پتا نہیں کیسے ہو گیا تھا۔ زویا کی ہچکیوں سے بھری آواز روحان کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

آپ ٹھیک تو ہیں؟؟ پلیز ریپلائے کریں۔ زویا کی آواز پھر روحان کو سنائی دی تھی۔ اور بھی نا جانے کتنے ہی مسجز تھے روحان ایک کے بعد ایک سنتا اور پڑھتا گیا تھا۔

زویا کی آواز میں چھپا درد روحان کی آنکھیں بھیگا گیا تھا۔ روحان نے سختی سے آنکھیں میچ کر خود کو پر سکون کرنا چاہا تھا۔ پر سکون کہیں میسر نہیں تھا۔ اس نے زویا کی ڈی پی دیکھنی چاہی مگر کوئی ڈی پی نہیں تھی۔

خیال کیجئے کہیں مر نا جائیں ہم

بہت زہریلی ہیں خاموشیاں آپ کی۔۔۔

زویا کا اباؤٹ پڑھ کر روحان ملک کا سانس اٹکا تھا۔ اسنے زویا سے بات کرنی تھی وہ کیسی ہے اسے جاننا تھا۔ پر اگر وہ اس نمبر سے کال کرتا تو شاید وہ کال نا اٹھاتی سو اس نے ایک نئی سم لے کر زویا کو کئی بار کال کی تھی مگر کچھ بولنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔

بس وہ زویا کی آواز سن کر کال بند کر دیتا تھا۔ پر آج زویا کو دیکھ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اس سے معافی مانگنا چاہتا تھا اسکو بتانا چاہتا تھا وہ اکیلی اس جدائی کی مسافر نہیں ہے۔ پر زویا کی حالت دیکھ تمام باتیں اسکی آواز کہیں کھو چکی تھی۔

_____

زویا گھر پر دھیان دیتے بغیر فوراً اپنے کمرے میں گئی تھی۔

سارے راستے اس نے خود کو رونے سے بعض رکھا تھا۔اب وہ اور خود پر ضبط نہیں کر سکتی تھی۔کمرے میں آتے ساتھ وہ دروازہ بند کیے فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔ایک بار پھر وہ ٹوٹی تھی وہ اس شخص کو بھولنا چاہتی تھی پر آج وہ پھر اسکے سامنے تھا۔کئی گھنٹوں تک زویا کی ہچکیاں کمرے میں گونجتی رہی تھی۔

میں کیوں رو رہی ہوں؟ اچانک زویا بڑبڑائی تھی۔مجھے نہیں رونا میں نے خود سے وعدہ کیا تھا میں اب نہیں رو گی زویا نے کہتے ساتھ اپنے آنسو صاف کیے تھے۔کچھ دیر بعد خود کو پر سکون کر کے وہ کپڑے بدلنے کے لئے اٹھی تھی پھر اسکے بعد اسے اپنے اندر لگی آگ کم کرنے کے لئے کافی کا سہارا لینا تھا۔

وہ اب سمبھل چکی تھی۔کچھ دیر بعد وہ اپنی کافی کا مگ تھامے کھڑکی کے سامنے جا کر بیٹھی تھی۔اب یہ تنہائی ہی اسکو پسند تھی کیونکہ یہ تنہائی ہی تو اسکے ہر دکھ ہر غم کی ساتھی تھی۔

حال

مسلسل بجتی فون کی گھنٹی نے اس کی سوچوں کا تسلسل توڑا۔زویا جو رات کے پہر اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے تنہائی میں بیٹھی چاند کو دیکھنے میں مصروف تھی اسے پتا ہی نہ چلا وہ کب ماضی میں کھو گئی۔حسب عادت بلیک کافی اُس کے ہاتھ میں تھی۔اُس نے گہرا سانس بھر کے خود کو پر سکون کیا اور کال اٹھائی۔

اسلام وعلیکم!جی کون؟

آگے سے جواب نہ پا کر وہ دوبارہ گویا ہوئی جب بات نہیں کرنی ہوتی کچھ بولنا نہیں ہوتا تو فون کیوں کرتے ہو۔وہ فون رکھنے ہی والی تھی کے مقابل کی آواز پر اسکے ہاتھ ساکت ہوئے۔

وہی آواز ہاں یہ وہی آواز تو تھی۔ جسکو وہ ہزاروں کیا لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ خیالوں میں بھی تو یہ آواز اُسے الجھائے رکھتی تھی۔ وہ کیسے نہ پہنچانتی اِس آواز کو ہاں یہی تو تھا اُسکا ستمگر جس کی وجہ سے زویا اِس حال میں تھی

ہیلو (مدھم مگر بھاری آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی)

فون کرنے کی کوئی خاص وجہ؟

(روحان کو تھوڑی حیرت ہوئی وہ جانتا تو تھا کہ وہ اسکو پہچان لے گئی مگر ایک لفظ سے ہی پہچان لینا اسکے لئے حیران کن بات تھی۔ پر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اُسنے محبت تھوڑی اسنے تو عشق کیا تھا۔ وہ تو اس ستمگر کی آواز کیا اسکی آہٹ، اسکی خوشبو حتیٰ کہ اسکی سانسوں کو بھی پہچان سکتی ہے)

کیسی ہو؟(روحان نے مدھم آواز میں پوچھا)

زندہ ہوں۔(زویا کی کرب زدہ آواز پر روحان نے اپنے جبڑے بھینچے)

معافی مل سکتی ہے؟(مدعا پیش کیا گیا)

شرمندہ ہیں یہ سکون نہیں ملتا؟

شرمندہ ہوں اور سکون تو چار سال سے میسر ہی نہیں ہے۔

خیر میں نے آپکو معاف کیا۔اب کبھی فون نہ کیجئے گا۔

میں جانتا تھا تم اب بھی مجھ سے محبت کرتی ہو۔(پر مسرت لہجے میں کہا گیا)

آپ جانتے ہیں کہ آپ مجھے کبھی سمجھ ہی نہیں سکے۔

مطلب؟(روحان اک دم ہی سنجیدہ ہوا)

میں آپ سے محبت نہیں عشق کرتی تھی یہ یوں کہہ لیں کہ کرتی ہوں۔اور جانتے ہیں کہ عشق کا رتبہ محبت سے بہت اوپر ہے۔یہ تو بغیر کسی غرض کے ہوتا ہے۔محبوب ملے یہ نہ ملے کوئی فرق نہیں پڑتا۔اسی لیے آپ مجھے ملیں یہ پھر نہ ملیں مجھے تو عشق کی آگ میں جلنا ہے۔ہاں بس اب بھروسہ اٹھ گیا ہے انسانوں سے۔

کبھی روح کو یہ خوف تھا کہ کھو نہ جائے وہ شخص

آج انا کہتی ہے مجھے چاہیے ہی نہیں۔۔۔۔

اسکی باتوں پر روحان کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

اب تو بس عشق کی آخری منزل پر پہنچنا ہے۔مر کر اپنے عشق کو امر کرنا ہے۔

خدا کے لیے ایسے نہ کہو روحان تڑپ ہی تو گیا تھا اسکے مرنے کی بات سن کر تت تم مجھے کچھ بھی کہہ لو مگر خود ک ک کو اسطرح نہ کہو۔(وہ جو ہمیشہ اعتماد کے ساتھ بولتا تھا آج اسکی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی)

بے ساختا زویا کا قہقہہ بلند ہوا مگر اذیت سے بھرپور قہقہہ جسکا اندازہ روحان کو ہو چکا تھا کہ وہ کس اذیت میں ہے۔

اتنی فکر نہ کریں آپکی کرم نوازی سے موت کو دیکھ چکی ہوں۔شاید تب میرا وقت نہیں آیا تھا تو بچ گئی۔

تم ایسی تو نہیں تھی (بے اختیار روحان نے کہا وہ شوخ اور شرارتی لڑکی کس قدر سنجیدہ ہو چکی تھی۔ اسنے اِس لڑکی کو کیا سے کیا بنا دیا تھا۔ روحان کو اپنے ارد گرد آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی اسنے اپنا سینا مسلا)

آپکی ہی مہربانیاں ہیں۔

میں تمہیں کیسے بتاؤں زویا تکلیف میں تم تھی تو سکون میں تو میں بھی نہیں تھا۔ مانتا ہوں میری غلطی تھی لیکن میں بھی تو سکون میں نہیں۔

وہ اسکو کیسے بتاتا کہ وہ اسکے دل میں خاموشی سے داخل ہو چکی تھی۔ اسکو تکلیف دے کر وہ خود بھی سکون میں نہ تھا۔ سہی ہی تو کہہ رہا تھا جیت کر بھی ہار اسکا مقدر بنی تھی اور وہ ہار کر بھی جیت چکی تھی۔

اب ان باتوں کا مقصد (زویا نے سرد لہجے میں کہا)

تو کیا وہ اسکو پتھر کا بنا چکا تھا اور پتھر کو پگھلانا کوئی آسان کام تھوڑی ہے۔

اب دوبارہ یہاں فون نہ کیجئیے گا۔ جسکو آپ جانتے تھے اسکو آپ خود ہی چار سال پہلے مار گئے تھے۔ یہ بات کر کے زویار کی نہیں اور فون بند کر دیا۔

نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی زویا وضو کرنے چلی گئی اب تہجد ادا کر کے لیٹنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ روحان نے آج رات بھی جاگ کر گزارنی تھی سو وہ سگریٹ کی ڈبی اٹھا کر بالکنی کی جانب بڑھ گیا۔

ایک اور اذیت سے بھرپور رات ان دونوں نے گزارنی تھی۔ روحان جس نے گھر آنے کے بعد فیصلہ کیا تھا وہ زویا سے بات کرے گا زویا کی باتیں سن وہ اور پریشان ہوا تھا۔

* _____ *

آج سائرہ کی بارات تھی۔زویا نے جانے سے انکار کر دیا تھا جبکہ ردا رائمہ کو تیار کر کے خود تیار ہونے میں مصروف تھی جب بازل نے پیچھے سے آتے اسکے گرد بازو ہائل کرتے اسکی گردن پر لب رکھے تھے۔بازل کی حرکت پر ردا کے لپ اسٹک لگاتے ہاتھ کپکپائے تھے۔

بازل کیا کر رہے ہیں چھوڑیں مجھے۔ہمیں آگے ہی دیر ہو گئی ہے۔ردا شرم سے سرخ پڑتی بولی تھی۔

میں تو تمہارا ہی کام آسان کرنے آیا تھا۔بازل نے ردا کو خود میں بھینچتے کہا تھا۔دونوں باقاعدہ شیشے میں ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے۔ردا اس وقت گرے اور مہرون میکسی میں تھی جبکہ بازل گرے کلر کے تھری پیس میں ملبوس تھا۔

اچھا وہ کیسے ؟ردا نے بازل کے ہاتھ جو اسکی کمر کے گرد بندھے ہوئے تھے ان پر ہاتھ رکھتے اپنا سر بازل کے سینے سے ٹکاتے کہا تھا۔

میں تمہارا نیچرل میک اپ کر دیتا ہوں۔ بازل نے کہتے ساتھ ردا کا رخ اپنی طرف کیا تھا اور بنا اسکو بولنے کا موقع دیے ایک شوخ جسارت کی تھی۔

کچھ دیر بعد جب بازل ردا سے دور ہوا تو ردا نے اپنا چہرہ شیشے میں دیکھا اب اسکے گال لال ٹماٹر ہوئے پڑے تھے۔ بے ساختا اس نے بازل نے نظریں چرائیں تھی۔ ردا کی حرکت دیکھ بازل نے مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

ردا! اب وہ ردا کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔ ردا کی تو زبان ہی کام کرنے سے انکاری تھی۔

میں سوچ رہا ہوں رائمہ اکیلی ہے اسکا کوئی بھائی بھی آجانا چاہیے۔ بازل کی بات سن ردا شرم سے سرخ ہوتی کمرے سے باہر بھاگنے کو تھی۔ جب بازل نے اسے ایک بار پھر اپنے قریب کیا تھا۔

پیکنگ کر لو کچھ دن تک ہم اپنے گھر میں جا رہے ہیں۔ بازل ردا کو کہتا باہر نکلا تھا جبکہ ردا نے اپنے تیز دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ چہرہ اب بھی حیا کے رنگوں سے گلنار تھا۔

٭ _____ ٭

آج کے فنکشن میں روحان بھی نہیں آیا تھا۔ علی اور سائرہ کا نکاح ہو چکا تھا ہانیہ اور ردا نے عروسی لباس میں سجی سنوری سائرہ کو علی کے پہلو میں لا کر بیٹھایا تھا۔ جب باقی سب سٹیج سے ادھر ادھر ہوئے تو علی سائرہ کے قریب ہوا تھا۔

کیا ہے دور ہو کر بیٹھو۔ سائرہ آس پاس کے لوگوں کا لحاظ کرتے دبے انداز سے غرائی۔

کیوں اپنی پراپرٹی سے کون دور رہتا ہے علی نے ایک دم سائرہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ سائرہ نے گھبرا کر علی کی جانب دیکھا پھر سامنے اتنے لوگوں کو دیکھا۔

یہ کیا کر رہے ہو لنگور ہاتھ چھوڑو میرا سارے ادھر ہی دیکھ رہے ہیں۔ سائرہ نے ہاتھ چھڑوانے کی مزاحمت کرتے ہوئے کہا تھا۔

جنگلی بلی اپنا یہ جنگلی پن روم میں دیکھانا ادھر چپ کر کے بیٹھی رہو۔ علی بھی اسی کے ہی انداز میں بولا تھا۔

علی ہاتھ چھوڑو وہ علی کے ہاتھ پر ناخن گاڑھتی ہوئی بولی تھی۔ جہاں سارے سائرہ کا لمحا بالمحا سرخ پڑتا چہرہ اور علی کی سرگوشیاں دیکھ معنی خیز مسکراہٹ سے انکی جانب دیکھ رہے تھے اگر کسی کو معلوم ہوتا کہ وہ دونوں اس وقت لڑ رہے ہیں تو ضرور اس انوکھے کپل پر حیران ہوتے۔

حارث اور ہانیہ کے آنے پر علی نے سائرہ کا ہاتھ چھوڑا تھا۔

ہانیہ کی نظر جب علی کے زخمی ہاتھ پر پڑی تو اسنے حیرت سے سائرہ کی طرف دیکھا جو مسکراہٹ ضبط کرنے کے چکر میں لب بھینچے بیٹھی تھی۔ ہانیہ ان دونوں کو دیکھ نفی میں سر ہلا گئی۔ کچھ رسموں کے بعد رخصتی ہو چکی تھی

سائرہ اس وقت علی کے کمرے میں موجود تھی۔ علی کچھ دیر بعد جب دروازے کھولے اندر داخل ہوا تو سائرہ کو دیکھ اسکا منہ کھل گیا۔

سائرہ بڑی شان کے ساتھ بیڈ پر براجمان پیزا اور زنگر برگر سے انصاف کرنے میں مصروف تھی۔

اس جنگلی بلی سے کوئی بھی امید کی جاسکتی ہے علی بڑبڑاتا آگے بڑھا تھا۔

اوووئے بلی تھوڑا صبر کر لیتی مجھے بھی آنے دیتی ہم دونوں مل کر پیزا پاڑٹی کرتے۔ علی نے سائرہ کے آگے سے پیزے کا ڈبہ اٹھاتے اپنی طرف کیا تھا۔

لنگور اسکو شرافت سے یہاں رکھو یہ میرا ہے خبردار جو تم نے ایک بھی سلائس کھایا تو؟؟ سائرہ انگلی اٹھاتی اسکو وارننگ دینے والے انداز میں بولی تھی۔

یہ تمہارا ہے تو تم میری ہو اور اس لحاظ سے تمہاری ہر چیز میری ہوئی علی نے کہتے ساتھ ایک پیس اٹھا کر کھایا تھا جب سائرہ نے آگے بڑھ کر باقی کا ڈبہ اٹھاتے اپنی طرف کیا تھا۔

دیکھو ابھی میرا دماغ نا کھاؤ میں نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہوا نا راضگی میں۔ اب مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ تمہیں بھی لگی ہے تو اپنے لئے دوسرا آرڈر کر لو۔ سائرہ کہتے ساتھ پھر پیزا کھانے لگی تھی۔

کیوں ہم دونوں یہی کھائیں گے اس طرح پیار بڑھتا ہے۔ علی نے کہتے ساتھ ڈبے میں رکھا پیزے کا آخری پیس بھی کھایا تھا۔

میں تمہارا خون پی جاؤں گی علی۔ پیزے کا آخری پیس علی کو کھاتے دیکھ وہ غصے سے کھڑی ہوتی ہوئی چلائی تھی۔

ہاں تو پی لو نا میرا خون میں بھی تو یہی چاہتا ہوں۔ علی کی ٹون ایک دم بدلی تھی۔ علی کا لہجہ دیکھ سائرہ نے بے ساختا پیچھے کو قدم اٹھائے تھے۔

کیا ہوا کہاں بھاگ رہی ہو؟ سائرہ کی ہوائیاں اڑتے دیکھ علی مسکراہٹ ضبط کرتے اسکے اور قریب جاتے بولا تھا۔

دیکھ۔۔۔ دیکھو لنگور دو۔۔۔ دور رہو سائرہ کی زبان لڑکھڑائی تھی می۔۔ میں حارث بھائی کو بتاؤں گی۔ ایک دم سائرہ کا پاؤں بری طرح لہنگے میں اٹکا تھا جسکی وجہ سے سائرہ بیڈ پر گری تھی۔ علی منٹ کی دیر کیے بنا سائرہ پر جھکا تھا۔

ہاں کیا بتاؤ گی حارث کو؟؟ علی نے مسکراتے لہجے میں پوچھا تھا۔

یہ۔۔ یہ کیا کر رہے ہو تم پاگل ہو۔ دور ہٹو مجھ سے۔ سائرہ اپنی گرے آنکھوں کو بڑا کرتے ہوئے بولی تھی اور علی ان گرے آنکھوں کے سحر میں کھو گیا تھا۔ گرے سجی سنوری آنکھیں سرخ رنگ سے رنگے لب ناک میں پہنی نتھلی علی کے صبر کا امتحان لے رہے تھے۔

تمہاری یہ آنکھیں علی نے سائرہ کی آنکھوں پر انگلیاں پھیرتے کہا تھا علی کی حرکت پر سائرہ جی جان سے لرزی تھی۔

بالکل بلی جیسی ہیں۔ علی بات مکمل کرتا ہنستا ہوا سائرہ کے اوپر سے ہٹا تھا۔ سائرہ جو اپنی آنکھوں کی تعریف سننے کے لئے بے تاب تھی علی کی بات سن غصے سے اسکو بیڈ پر گرا کر اسکے کالر کو دبوچ گئی تھی۔

تمہیں مسلہ کیا ہے میری آنکھوں سے اتنی پیاری تو ہیں میری آنکھیں جب دیکھو بلی بلی کہتے رہتے ہو۔ وہ غصے میں اس وقت بھول چکی تھی کہ علی کے کتنے قریب آچکی ہے۔

علی نے نامحسوس انداز میں اسکی کمر کے گرد بازو حائل کیے تھے۔ جب اسے احساس ہوا وہ کہاں ہے تو خجل سی ہوتی اٹھوے لگی پر یہ کیا علی مکمل طور پر اسے اپنی گرفت میں کر چکا تھا۔

اب رہائی ناممکن ہے جنگلی بلی علی نرمی سے کہتا اسکو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔ جبکہ دور چمکتا چاند انکے ملن پر مسکرایا تھا۔

٭ ٭

زویا بیٹا بات سنیں صدیقی صاحب کی آواز پر زویا کے چلتے قدم رکے تھے۔وہ خاموشی سے لاونج میں آکر صدیقی صاحب کے ساتھ صوفے پر بیٹھی تھی بلیک کافی کا مگ اس نے سامنے ٹیبل پر رکھا تھا۔

مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔صدیقی صاحب نے کہا تھا زویا کی نظر کافی سے اڑتے دھویں پر تھی جبکہ زارا بیگم کی نظر زویا کے چہرے پر تھی۔

آپکے لئے ایک رشتہ آیا ہے ہمیں لڑکا اچھا لگا ہے۔پر ہم آپ سے اپکی مرضی پوچھنا چاہتے ہیں۔ صدیقی صاحب نے شفقت سے کہا تھا۔ زویا کا چہرہ اب بھی بے تاثر تھا۔

لڑکے کو تم نے شاید دیکھا ہو گا تمہاری یونی ورسٹی میں پڑھتا تھا۔ اسکے والد صاحب ایم این اے ہیں عمار حمدانی لڑکے کا نام ہے۔ اب زویا نے حیرت سے نظر اٹھا کر صدیقی صاحب کی جانب دیکھا تھا۔

مجھے کچھ ٹائم چاہیے زویا نے خود کو سمبھالتے ہوئے کہا تھا۔

کوئی جلدی نہیں ہے بیٹا آپ سوچ لو پھر بتا دینا۔ صدیقی صاحب کی بات پر زویا سر ہلاتی اپنی کافی لے کر کمرے کی جانب بڑھی تھی پیچھے زارا بیگم زویا کی تکلیف کا سوچ کر اپنے بہنے والے آنسوؤں پر ضبط کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

روحان اس وقت ریاست صاحب اور مسز شرمین کے ساتھ بیٹھا تھا۔ جب مسز شرمین نے روحدن کو مخاطب کیا تھا۔

روحان میں اب تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں۔ تم بتادو اگر تمہیں کوئی پسند ہے نہیں تو میں نے تمہارے لئے لڑکی دیکھ لی ہے۔ مسز شرمین نے گویا روحان پر دھماکا کیا تھا۔

موم مجھے ایک لڑکی پسند ہے۔ روحان کی بات پر مسز شرمین کا چہرہ مرجھایا تھا۔ وہ تو دسکو اپنی بہو بنانا چاہتی تھی جسکو انھوں نے پسند کیا تھا۔ پر بیٹے کی خوشی زیادہ عزیز تھی۔

اچھا کون ہے وہ؟؟ ریاست صاحب بھی اب اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

وہ ہانیہ کی کزن زویا ہے اور میں اسے یونی کے ٹائم سے ہی جانتا ہوں روحان نے مدھم لہجے میں کہا تھا۔ روحان کی بات سن شرمین بیگم نے کے چہرے کی چمک واپس آئی تھی۔

مجھے بھی شادی میں وہ بہت پسند آئی ہے۔ ریاست صاحب اب کل ہی انکے گھر چلتے ہیں۔ مسز شرمین نے روحان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تھا۔

موم میں بس اس سے ہی شادی کروں گا انکو منانا اب آپکا کام ہے۔روحان نے گویا اعلان کیا تھا۔

کیوں نہیں مانیں گے وہ ضرور مانے گے میرا بیٹے میں کونسا کوئی کمی ہے۔مسز شرمین نے فخریہ لہجے میں۔

اگر وہ مان بھی گ ئے تو شاید زویا کبھی نا مانے روحان نے بے بسی سے سوچا تھا۔

* _____ *

ہانیہ کا آج لاسٹ پیپر تھا۔وہ زویا سے ملتی یونی سے باہر نکلی تھی جب حارث پہلے سے ہی موجود تھا۔ہانیہ جا کر کار میں بیٹھی تھی جب حارث بھی ہانیہ کے بیٹھنے پر بیٹھا تھا۔ہانیہ بنگلو میں داخل ہوئی تو ایک دم ٹھٹھک کر رکی تھی۔باہر واچ مین کے علاوہ اور کوئی بھی سرونٹ نہیں تھا۔ہانیہ اس بات کو اگنور کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔حارث ابھی باہر ہی تھا۔ہانیہ کمرے میں داخل ہوئی تو بیڈ پر گاؤن اور اسکے ساتھ پڑی جیولری دیکھ رکی تھی۔اسکے ذہن میں حارث کی بات گونجی تھی۔آج اسکا لاسٹ پیپر تھا۔

اوونو!ہانیہ کی آنکھیں ایک دم خوف سے پھیلی تھی۔

اب۔۔۔اب کیا کروں وہ خود سے بڑبڑاتی کمرے سے باہر نکلی تھی جب اندر آتے حارث کو دیکھ وہ رکی تھی۔

حارث وہ مجھے ماما کے گھر جانا تھا انکی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں تھی آج انکی یال آئی تھی۔ہانیہ نے اٹکتے ہوئے کہا تھا۔ جبکہ ہانیہ کی بات سن حارث کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی تھی۔

اچھاا!یہ لو تمہارا فون گاڑی میں رہ گیا تھا آنٹی کی کال آئی تھی انھوں نے مجھے تو نہیں کہا کہ تمہیں ادھر لے کر آؤں۔حارث کے ہاتھ میں اپنا فون دیکھ کر ہانیہ کا ننھا دل کانپ کر رہ گیا تھا۔

وہ۔۔وہ بھ۔۔بھول گئی ہوں گی۔حارث کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ ہانیہ کی ہیزل آئیز میں خوف اترنا شروع ہو گیا تھا۔

ہانیہ تم خود تیار ہو گی یا میں کروں؟ حارث ہانیہ کی بات کو نظر انداز کرتا بولا تھا۔

حارث میرے سر میں بہت درد ہو رہی ہے۔ ہانیہ کی کانپتی آواز حارث کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

اوکے تو تم نہیں پہن رہی حارث کہتے ساتھ اسکی شال اتار گیا تھا۔ اب وہ گاؤن کی طرف بڑھا تھا حارث گاؤن پکڑے جب ہانیہ کی طرف پلٹا تو اسے بری طرح روتے دیکھ اسکا دماغ خراب ہوا تھا۔ ایک دم اسنے گاؤن ہانیہ کے پیچھے پڑے صوفے پر پھینکا تھا۔ حارث کی حرکت پر ہانیہ ڈر کے ایک دم پیچھے ہوئی تھی۔

بس کرو کھا نہیں رہا تمہیں حارث غصے سے چلایا تھا۔ باہر ڈنر کا پلان تھا اس لئے کہا تھا ریڈی ہو جاؤ۔ حارث کے تیور دیکھ ہانیہ کے رونے میں اضافہ ہوا تھا۔

پر تم حارث جملہ ادھورا چھوڑ تا غصے سے دھار سے دروازہ مار تا باہر نکلا تھا۔ حارث کو غصے میں دیکھ ہانیہ کو اپنی غلطی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔ پر وہ کیا کرتی اب بھی حارث کا ڈر اس کے دل میں کہیں چھپا ہوا تھا۔ وہ حارث کے اس غصے اور جنونی انداز سے ہی تو ڈرتی تھی۔

کچھ سوچنے کے بعد اس نے گاؤن پکڑا اور واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ حارث کی لائی گی چیزیں پہن کر کمرے سے باہر نکلی تھی۔ اس نے ڈریس کے ساتھ میچنگ ہیل پہن رکھی تھی پر مسلہ یہ تھا وہ ہیل نہیں پہنتی تھی سیڑھیوں سے وہ بہت احتیاط کے ساتھ اتر رہی تھی۔

حارث جو ہیل کی آواز پر سیڑھیوں کی جانب متوجہ ہوا تھا ہانیہ کو۔ سجا سنورا دکھ مسمیرائز ہوا تھا پر پھر خود پر غصے کا خول چڑھائے سرد نظروں سے ہانیہ کی جانب دیکھتا رہا۔ ہانیہ نے جب نظر اٹھا کر سامنے دیکھا حارث کو خود کو تکتا پا کر ایک دم وہ لڑکھڑائی تھی اس سے پہلے وہ گرتی حارث نے اسے اپنی مضبوط بازوؤں کے حصار میں لیا تھا۔

آرام سے نہیں چل سکتی ابھی گر جاتی۔ حارث نے اسے ڈانٹا تھا۔ حارث کی پیار بھری ڈانٹ سن کر ہانیہ نے اپنے ہونٹوں کو چباتے ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کی تھی۔

کیا ہے اب ہنس کیوں رہی ہو؟ حارث اسکو ہنستے دیکھ خفگی سے بولا تھا۔

چلیں؟ ہانیہ نے اسکی بات نظر انداز کرتے کہا تھا۔

نہیں اب میرا موڈ نہیں ہے۔ حارث ناراضگی سے کہتا ہوا صوفے پر جا کر ٹکا تھا۔

چلیں نا پلیز میں نے کچھ بھی نہیں کھایا ہوا ہانیہ نے حارث کے پاس بیٹھتے کہا تھا ہانیہ کی بات سن حارث خفگی سے ہانیہ کو دیکھنے لگا۔

کیا ہوا اٹھیں نا؟ ہانیہ اب حارث کے پاس اور کھسکی تھی۔ ھانیہ کی حرکت دیکھ حارث کی آنکھیں مسکرائی تھی۔

تھوڑا سا اور پاس آؤ حارث نے دل میں کہا تھا۔

مجھے نہیں جانا اب حارث موبائل نکال کر بیٹھا تھا۔حارث کا رویہ دیکھ ہانیہ اب اسکے بالکل پاس بیٹھی۔

سوری معاف کر دیں نا اپنی ہانی کو ہانیہ نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے معصومیت سے کہا تھا۔ہانیہ کی بات سن حارث ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا تھا اسنے اپنا ہاتھ بڑھا کر ہانیہ کو اپنے قریب کیا تھا۔

اب ڈر نہیں لگ رہا میری ہانی کو؟حارث سرگوشی نما آواز میں بولا۔

نہیں!ہانیہ نے ایک لمبا سانس بھر کر کہا تھا۔وہ کیوں ڈر رہی تھی اس سے وہ اسکا محرم تھا اس پر سارے حق رکھتا تھا۔یہ تو اسکی اچھائی تھی جو اب تک اسکی ہاں کا منتظر تھا اگر اب بھی ہانیہ اسکو جھٹلاتی تو یہ اسکے ساتھ ناانصافی ہوتی۔سو ہانیہ اپنی رضامندی سے حارث کے پاس آئی تھی۔

اب اس بات پر بعد میں بھی قائم رہنا مسز۔ بیٹھو میں ریڈی ہو کر آتا ہوں وہ ہانیہ کو کہتا ایک جسارت کر کے اٹھا تھا۔ جبکہ ہانیہ اپنے دھک دھک کرتے دل کو سمبھالنے میں مصروف ہوئی تھی۔

* _____ *

زویا گھر کے اندر داخل ہوئی تو ڈرائینگ روم سے آتی آوازوں پر ٹھٹکی تھی۔

آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں روحان ماشاءاللہ بہت قابل بچا ہے پر ہم زویا سے پوچھ کر ہی آپکو بتائیں گے۔ زارا بیگم کی آواز زویا کے کانوں میں پڑی تھی۔

ٹھیک ہے لیکن ہم بہت امید کے ساتھ آئیں ہیں ہمیں جواب اثبات میں چاہیے۔ مسز شرمین نے کہا تھا زویا خاموشی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی تھی۔ رات کے پہر زویا

صدیقی صاحب کے کمرے میں دروازہ ناک کرتی داخل ہوئی تھی۔

ماما مجھے کچھ کہنا ہے۔اسنے آتے ساتھ ہی اپنی آنی کا مقصد بتایا تھا۔

جی بولو بیٹا زارا بیگم در حقیقت زویا کو اتنے عرصے بعد اپنے کمرے میں دیکھ خوش ہوئی تھی۔

ماما میں عمار حمدانی سے شادی کے لئے تیار ہوں۔ اس نے گویا اپنی ماں پر بم پھوڑا تھا۔زارا بیگم یک ٹک زویا کی جانب دیکھنے لگی پر اسکا چہرہ جذبات سے عاری تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ بولتی زویا ایک بار پھر بولی

ان سے کہیں بے شک وہ اسی ہفتے نکاح کر لیں۔میں جلد از جلد نکاح چاہتی ہوں۔زویا نے خالی آنکھوں سے بولا تھا۔

زویا تم ایک بار پھر سوچ لو۔زارا بیگم نے زویا کا ہاتھ پکڑے اسے سمجھانا چاہا تھا۔

میں سوچ چکی ہوں ماما امید ہے میری مرضی کو ہی اول رکھا جائے گا۔ اور اسی ہفتے میرا نکاح ہو گا۔زویا کہتے ساتھ باہر کی جانب بڑھی تھی۔ جبکہ زارا بیگم اپنا سر پکڑ گئی تھی۔وہ زویا کو یہ بھی نہیں بتا سکتی تھی کہ وہ سب کچھ جانتی ہیں۔ جسکو چھپانے کے لئے وہ اپنے اوپر خول چڑھا کر گھومتی ہے۔ وہ غلط فیصلہ کر رہی ہے وہ اسے کیسے بتاتی۔

روحان اس وقت آفس میں بیٹھا فائل پر جھکا ہوا تھا۔جب عمار آفس کا دروازہ کھولتا اندر آیا تھا۔اسکے پیچھے گارڈ بھی اندر آئے تھے۔

سر یہ زبردستی ہی اندر آئے ہیں۔ گارڈ نے گھبراتے ہوئے روحان سے کہا تھا۔

تم جاؤ میں دیکھ لیتا ہوں روحان کھڑا ہوتا ہوا بولا تھا۔

کیوں آئے ہو؟ روحان سرد لہجے میں بولا۔

اوویار اتنے عرصے بعد مل رہے ہیں بندہ کوئی چائے پانی پوچھتا ہے دشمن ہی سہی پر تھوڑے تو مینرز ہونے چاہیے نا روحان ملک۔ عمار کرسی پر بیٹھتا پر سکون انداز میں بولا تھا۔

ویل اتنا غصہ نا کرو ابھی اور بھی دھچکے باقی ہیں۔ عمار روحان کا غصے سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ بولا تھا۔

یہ لو اپنی شادی پر انوائیٹ کرنے آیا ہوں۔ آخر تمہارے سب سے بڑے دشمن کی اور تمہاری محبوبہ کی شادی ہے تو تمہیں تو ضرور آنا چاہیے۔ عمار نے شادی کا کارڈ ٹیبل پر رکھتے کہا تھا۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم؟ روحان غصے سے عمار کی طرف بڑھا تھا۔

نا نا روحان ملک اگر تم نے مجھے مارنے کی کوشش کی تو یقین مانو تمہاری محبوبہ کو اتنا تڑپاؤں گا کہ موت کی بھیک مانگے گی۔ ویسے بھی شادی تو میں ایک ہی مقصد کے لئے کر رہا ہوں کیا کروں وہ ہے ہی اتنی خوبصورت اس میں جو بات ہے وہ کسی میں کہاں۔ عمار کی باتوں پر روحان مٹھیاں بھینچ چکا تھا۔

اسکے ریشمی بال۔۔۔۔ابھی عمار کچھ اور بولتا کہ روحان اسکا کالر دبوچ گیا

بکواس بند کر اور نکل یہاں سے روحان نے عمار کو دھکا دیتے کہا تھا۔

جارہا ہوں پر شادی میں ضرور آنا۔عمار ایک مسکراہٹ کے ساتھ بات مکمل کر کے باہر کی جانب بڑھا تھا۔جبکہ روحان فوراً کارڈ کی طرف لپکا تھا کارڈ پر عمار کے ساتھ زویا کا نام لکھا دیکھ روحان نے غصے سے کارڈ کے ٹکڑے کیے تھے۔

ایسا نہیں ہو سکتا زویا ایسا نہیں کر سکتی۔

وہ اِس سے شادی کیسے کر سکتی ہے۔روحان کہتا ٹیبل سے اپنی چیزیں اٹھا کر باہر نکلا تھا۔زویا یونی میں ایک خاموش گوشے میں بینچ پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اگلے جمعے زویا کا نکاح تھا۔گھر میں تیاریاں چل رہی تھی۔

جبکہ وہ ان تیاریوں سے بچنے کے لئے پریکٹیکل کا بہانا بناتی یونی آگئی تھی۔اب وہ سب سے الگ تھلگ بیٹھی ہوئی اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔ناجانے اپنی ہاتھوں کی لکیروں میں وہ کیا ڈھونڈ رہی تھی۔

روحان جانتی ہوں آپکو میری شادی کا سن کر تھوڑا بہت فرق پڑے گا۔پر میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی اگر میری آپ سے شادی ہوئی تو میں آپ سے شاید اچھا سلوک نا کر پاؤں اور میں آپکو اپنے رویے سے تکلیف نہیں دینا چاہتی۔زویا بے بسی سے بڑبڑائی تھی۔

اس سے بڑی اور کیا تکلیف ہو گئی تم میری آنکھوں کے سامنے کسی اور کی ہونے جا رہی ہو۔روحان کی بات پر زویا نے ایک دم پیچھے مڑ کر دیکھا تھا جہاں روحان نم آنکھوں سے اسے دیکھنے میں مصروف تھا۔زویا خاموشی سے اپنی چیزیں سمیٹنے لگی تھی۔

زویا پلیز ایسے نا کرو۔ روحان زویا کو چیزیں سمیٹتے دیکھ گویا ہوا تھا۔ مجھ سے غلطی ہوئی تھی لیکن تم عمار کے ساتھ شادی کر کے اپنی زندگی برباد مت کرو مجھے اور سزا نا دو چار سال سے تمہاری محبت میں تڑپ رہا ہوں۔ روحان نے نم لہجے میں کہا تھا۔

میں کون ہوتی ہوں آپکو سزا دینے والی۔ زویا زخمی سا مسکرائی تھی۔

سزا تو میں خود کو دے رہی ہوں۔ آپ سے عشق کرنے کی سزا ایک نامحرم کی محبت میں گرفتار ہونے کی سزا کسی پر بے انتہا اعتبار کرنے کی سزا عمار کی صورت میں تو بنتی ہے۔ زویا خالی آنکھوں سے بینچ پر بیٹھی ہوئی ہی بولی تھی۔

زویا پلیز ایسا نا کرو تم جانتی نہیں اُس نے تمہارے ساتھ کیا کرنا چاہا تھا؟؟

اس نے تو کرنا چاہا تھا۔ پر آپ تو زندہ ہوتے ہوئے بھی فاتح پڑھ گ ئے تھے۔ زویا نے سرد لہجے میں جواب دیا تھا۔

پلیز زویا میں نہیں دیکھ سکتا تمہیں کسی اور کے ساتھ۔ میں مر جاؤں گا۔ تم جانتی ہو میں تمہیں وہ سب کہہ گیا لیکن میرا یقین کرو میں تو شروع دن سے ہی تم سے محبت کر بیٹھا تھا۔ روحان زویا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا۔ روحان کی آنکھوں سے آنسو گرتے دیکھ زویا کی آنکھیں نم ہوئیں تھی۔

یقین مانیں روحان کوئی کسی کے ل ئے نہیں مرتا۔ اگر مرتا ہوتا تو میں اس وقت آپ کے سامنے نا ہوتی۔ میں تب ہی مر جاتی جب مجھے نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ زویا انتہائی سخت لہجے میں کہتی اٹھی تھی۔ زویا کی بات سن روحان ساکت ہوا تھا۔

کیا۔۔ کیا مطلب تمہیں نروس بریک ڈاؤن ہوا تھا روحان کی آنکھیں انتہائی سرخ ہو رہی تھی۔

امید ہے آپ شادی میں ضرور آئیں گے۔زویا کہتے ساتھ آگے کو بڑھ گئی تھی۔جبکہ روحان ملک بینچ پر بیٹھتا ایک بار پھر اپنا سر تھام گیا تھا۔

_____

روحان کیا ہوا ہے؟؟شرمین بیگم جو روحان کو کھانے پر بلانے کے لئے اسکے کمرے میں آئیں تھی کمرے کی لائیٹ آف دیکھ انھوں نے لائیٹ جلائی تھی۔کمرے میں پھیلا دھواں اور سگرٹ کی بو جبکہ روحان بیڈ سے ٹیک لگائے سگرٹ پھونکنے میں مشغول تھا۔مسز شرمین روحان کے ہاتھ میں سگرٹ دیکھ ٹھٹھکی تھی ۔روحان کب سے سموکنگ کرنے لگا تھا۔روحان یہ کیا حالت بنا رکھی ہے۔بکھرے بال،سرخ نم آنکھیں،ہاتھ میں سگرٹ شرمین بیگم ایک دم اسکے پاس آکر اسکا چہرہ تھام کر گویا ہوئی تھی۔

موم وہ۔۔۔وہ شادی کر رہی ہے۔روحان نے اٹکتے ہوئے کہا تھا۔روحان کی سرخ سوجھی ہوئی کالی آنکھیں رونے کی چغلی کھا رہی تھی۔

کون شادی کر رہی ہے۔ شرمین بیگم نے پوچھا تھا۔

موم زویا شادی کر رہی ہے۔ روحان کی بھاری آواز ایک بار پھر کمرے میں گونجی تھی۔

تو کیا ہوا میرے بیٹے کے لئے لڑکیوں کی کوئی کمی ہے۔ چلو اٹھو یہ اپنا حلیہ درست کرو شرمین بیگم نے روحان کے بال سنوارتے ہوئے کہا تھا۔

آپ نہیں جانتی موم آپ کچھ نہیں جانتی وہ میری وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے جا رہی ہے۔ روحان اپنے بال جکڑتا پھوٹ پھوٹ کر رویا تھا۔ روحان کو روتا دیکھ شرمین بیگم کا رنگ فق ہوا تھا روحان تو بچپن میں کبھی کسی بات پر نہیں رویا تھا تو اب کیوں رو رہا تھا۔

لیکن اس میں آپکا کیا قصور ہے۔ شرمین بیگم نے پوچھا۔

موم آپ پلیز حارث کو کال کر کے بلا دیں وہ میری کال پک نہیں کر رہا۔ آپ ابھی کال کریں اور اسکو یہ نا بتایئے گا کہ میں نے اسے بلایا ہے۔ روحان التجائیہ ہوا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے میں کرتی ہوں فون روم میں ہے۔ ویٹ کرو شرمین بیگم کہتے ساتھ ہی اٹھی تھی جبکہ روحان سر ہلاتا بھر سگریٹ سلگھا کیا تھا۔

_____

مسز شرمین کے بلانے پر حارث روحان کے گھر آیا تھا۔

کیا ہوا آنٹی خیریت؟؟ اتنی ایمرجینسی میں مجھے کیوں بلایا ہے۔ حارث مسز شرمین کو روتا دیکھ مخاطب ہوا تھا۔

بیٹا زویا کی شادی ہے اور روحان کہہ رہ ہے سب کچھ اسکی وجہ سے ہوا ہے اسکی وجہ سے زویا اپنی زندگی برباد کرنے لگی ہے۔

لیکن وہ مجھے کچھ نہیں بتا رہا تم جا کر اسے دیکھو وہ رو رہا ہے مسز شرمین نے روتے ہوئے ساری بات حارث کو بتائی تھی۔

اچھا آنٹی میں دیکھتا ہوں آپ ٹینشن نا لیں۔حارث نے کہا اور روحان کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔

حارث روحان کے کمرے میں داخل ہوا تو روحان ہاتھ میں پکڑی سگریٹ کو تکنے میں مصروف تھا۔مسز شرمین کی طرح حاذث کو بھی روحان کے ہاتھ میں سیگرٹ دیکھ جھٹکا لگا تھا۔

روحان کیا ہوا ہے کیوں آنٹی کو تنگ کر کے رکھا ہے؟؟حارث سرد لہجے میں بولا تھا۔

حارث زویا شادی کر رہی ہے۔روحان کی بات پر حارث حیران ہوا تھا کیونکہ ابھی تک اسکو اور ہانیہ کو زویا کی شادی کی خبر نہیں ہوئی تھی۔

تو اِس سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے۔ تم تو اپنا اور اسکا ریلیشن ختم کر چکے ہو۔ حارث بھی دوبدو بولا تھا۔

نہیں کیا تھا۔ سب بکواس کی تھی میں نے ایسا کچھ نہیں تھا۔ مرد تھا نا بس اپنی انا کی تسکین کے لئے وہ سب بول دیا۔ روحان ایک دم چیخا تھا حارث دروازہ بند کر کے صوفے پر جا کر بیٹھا تھا جبکہ روحان اب بھی بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

اگلے جمعہ کو عمار کے ساتھ نکاح ہے زویا کا۔ روحان نے بے بسی سے کہا تھا۔

روحان کی بات سن اب صحیح معنی میں حارث بھی پریشان ہو چکا تھا۔ زویا کا شادی کرنا تو ٹھیک تھا پر عمار کے ساتھ شادی کرنا زویا کی زندگی برباد کر سکتا تھا۔

حارث میں کیا کروں میں نے غلطی کی تھی پر میں چار سال خود بھی تو بے سکون رہا ہوں۔ روحان کے آنسو ایک بار پھر بہنے لگے تھے۔

تو جانتا ہے تیرے جانے کے بعد وہ موت کے منہ سے واپس آئی تیری باتوں کا اتنا اثر ہوا تھا اس پر کہ سٹریس کی وجہ سے اسکو نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا۔

دیکھا ہے تم نے اسے یہ وہی لڑکی تھی جس سے یونی کے سٹوڈنٹس دور بھاگتے تھے۔ جسکی شرارتیں پوری یونی میں مشہور تھی۔ آج دیکھو اس لڑکی وہ تو اب کسی سے مطلب کی بات بھی نہیں کرتی اتنی خاموش ہو چکی ہے۔

چلو اس سے تو تم بدلہ لے چکے تھے پر کیا ہماری دوستی اتنی مطبوط نہیں تھی کہ تم ہمیں ہی انگلینڈ جانے کا بتا دیتے۔

میں تجھ سے ملنے آیا تھا جب یہاں آکر مجھے پتا چلتا ہے کے مسٹر روحان ملک انگلینڈ جا چکے ہیں۔ اب کس بنیاد پر تم نے مجھے بلایا ہے اپنی مدد کے لئے حارث کی باتیں روحان کو شرمندگی کی گہراؤں میں پہنچا چکی تھی۔

حارث میرے بھائی تو مجھ سے ناراض ہے تجھے حق ہے مجھ سے ناراض ہونے کا لیکن تو اُس گھر کا داماد ہے زویا کی شادی رکوا۔وہ ساری زندگی کیسے اُس شخص کے ساتھ گزارے گی جسکی بانہوں میں ہر دن ایک نئی لڑکی ہوتی ہے۔

میں کوشش ہی کر سکتا ہوں اسکے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتا حارث کہتا باہر نکلا تھا۔

* _____ *

ہانیہ حارث کی بات سن حیران ہوئی تھی۔

حارث آپ ابھی مجھے ماما کی طرف لے کر چلیں یہ پاگل لڑکی کر کیا رہی ہے۔ہانیہ غصے سے بڑبڑائی تھی۔

ہمم تیار ہو جاؤ چلتے ہیں۔حارث نے نرمی سے کہا تھا۔

ہانیہ سر ہلاتی کمرے کی جانب بڑھی تھی۔

زویا تم میری بات سن بھی رہی ہو؟؟ ہانیہ اب غصے سے بولی تھی۔ وہ کب سے زویا سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی اس سے پوچھ رہی تھی وہ ایسا کیوں کر رہی ہے۔ پر زویا مسلسل اسے اگنور کر رہی تھی۔

کیا بتاؤں؟ زویا مدھم آواز میں بولی تھی۔

تم پاگل ہو گئی ہو؟ عمار کے ساتھ شادی کر رہی ہو۔ ہانیہ کی آواز اب رندھ چکی تھی۔

یہ وہی عمار ہے زویا جس نے تمہاری عزت داغدار کرنے کی کوشش کی تھی۔ جو تمہاری عزت پر ہاتھ ڈال سکتا ہے وہ کیا خاک تمہارا محافظ بنے گا۔ ہانیہ زویا کو جھنجھوڑتے ہوئے بولی تھی۔

اس سے سو گناہ بہتر تو روحان بھائی ہیں۔ انھوں نے بدلہ لینا تھا تم سے پر کم سے کم تمہاری عزت سے تو نہیں کھیلا تھا انھوں نے۔ عمار سے شادی کرنے س بہتر ہے تم زہر کھا کر مر جاؤ۔ ہانیہ مکمل طور پر زویا پر برس رہی تھی جبکہ زویا نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

زویا کیوں کر رہی ہو ایسا؟؟ ہانیہ کی آنکھوں سے اب آنسو بہنے لگے تھے۔

کیونکہ میں روحان کو تکلیف نہیں دینا چاہتی۔ زویا نے کہتے ساتھ ایک سسکی لی تھی۔ اگر میں ان سے شادی کر لوں رو میں کبھی بھی ایک نارمل لائیف نہیں گزار پاؤں گی میں ان سے سہی سے بات نہیں کر پاؤں گی میں خاموش رہوں گی۔ ان چار سالوں میں وہ بولنے والی زویا صدیقی مر چکی ہے ہانیہ اب تو مجھے خاموشیوں کی عادت ہو چکی ہے۔

عمار کو میری خاموشی سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ وہ بس اپنی تسکین کے لئے میرے پاس آیا کرے گا۔ پر روحان کو میری خاموشی سے میرے رویے سے فرق پڑے گا ہانیہ انکو فرق پڑے گا انکو تکلیف ہو گئی۔ جب

بھی وہ میری اجڑی حالت دیکھیں گے وہ ماضی میں اپنی کی گئی غلطی پر پچھتائیں گے وہ ہمہ وقت تکلیف میں مبتلا رہیں گے۔

میں کیسے انکو تکلیف میں دیکھو گی۔ میں نہیں دیکھ سکتی۔ کون کہتا ہے محبوب کی بے وفائی کے بعد عشق ختم ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو زویا صدیقی کو آج بھی خود سے زیادہ روحان کی فکر نا ہوتی۔ زویا اب پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

روحان آئے تھے میرے پاس آج وہ رو رہے تھے مجھ سے دیکھا نہیں گیا ہانیہ۔ زویا نے ہچکی بھری تھی وہ کہیں سے بھی وہ روحان نہیں لگ رہے تھے جنکو چار سال پہلے میں دیکھا کرتی تھی۔ آنکھوں کے گرد ہلکے، بکھری ہوئی حالت زویا نے کہتے ساتھ سر تھاما تھا۔ زویا کی باتیں سن ہانیہ کی آنکھوں سے بھی آنسو گرنے لگے تھے۔

بہت عجیب چیز ہوتی ہے یہ عشق بھی۔جو مرضی ہو جائے محبوب کے لئے کہیں نا کہیں دل میں نرم گوشہ ہوتا ہی ہے۔ ہانیہ زویا کی حالت دیکھ کر رہ گئی اتنی تکلیف میں ہونے کے باوجود بھی اسے روحان کی پرواہ تھی۔

وہ دونوں عشق کی منزل کے مسافر ایک دوسرے کی فکر میں خود کو قربان کرنے سے پیچھے نہیں ھٹ رہے تھے۔زویا کو فکر تھی روحان ملک کی تکلیف کی جبکہ روحان ملک کو فکر تھی زویا کے مستقبل کی اور عمار جیسے آیاش شخص کے ساتھ شادی کی۔

ہانیہ جاؤ اب تم مجھے کچھ دیر اکیلے رہنا ہے زویا آنسو صاف کرتی گویا ہوئی۔جبکہ زویا کی بات سن ہانیہ باہر نکلی تھی سامنے زارا بیگم کو کھڑے دیکھ وہ نظر جھکا گئی زارا بیگم کی آنکھیں بھی پانی سے بھری ہوئی تھی۔

* *

زویا یہ دیکھو تمہارے سسرال سے بارات کا سوٹ آیا ہے۔زویا جو ابھی کمرے سے باہر نکلی تھی شازیہ بیگم کی آواز پر رکی تھی۔

جی تائی جان پیارا ہے۔زویا ایک سرسری نظر سامنے پڑے لاکھوں کے عروسی لباس پر ڈال کر کہا تھا۔

یہ دیکھو ان میں سے کونسا سیٹ اسکے ساتھ اچھا لگے گا۔ردا نے پوچھا تھا۔

آپی جو آپکو بہتر لگے وہی ٹھیک ہے۔زویا مدھم آواز میں کہتی اپنے کمرے میں بند ہوئی تھی۔

بلا آخر آج زویا کی مہندی تھی۔بیوٹیشن بڑی مہارت سے زویا کو تیار کر کے گئی تھی۔ہرے اور پیلے رنگ کا شرارہ زیب تن کیے سر پر آج بھی حجاب پہنے گندمی رنگت میں وہ آج بہت حسین لگ رہی تھی۔

بھوری آنکھوں کو کاجل اور مسکرا اسے اور نمائیاں کیا گیا تھا۔ جبکہ ہونٹوں پر ہلکی سی لپ اسٹک موجود تھی۔ زویا نے ایک نظر خود کو آئینے میں دیکھا تھا۔ سب کچھ ٹھیک تھا بس آنکھیں کیوں بے رونق تھی۔

زویا نے آئینے میں دیکھ مسکرانے کی کوشش کی تھی جب ایک آنسو ٹوٹ اسکی آنکھوں سے گرا تھا۔ ہانیہ اور ردا کے اندر آنے پر زویا نے فوراً آنسو صاف کیا تھا۔ پر زویا کی یہ حرکت ان دونوں سے مخفی نہ رہ سکی تھی۔ ہانیہ نے آگے بڑھ کر زویا کو اٹھایا تھا۔ ہانیہ اور ردا کے ساتھ زویا لان تک آئی تھی جہاں مہندی کی ساری ارینجمنٹس کی گئی تھی۔

عمار کے گھر والوں نے مہندی کا فنکشن بھی کمبائین کرنے کا کہا تھا پر صدیقی صاحب نے انکار کر دیا تھا۔ رسم شروع ہو چکی تھی پر زویا تو جیسے غائب دماغی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ زویا نے لان میں نظریں گھمائیں تھی کہ شاید ستمگر یہاں موجود ہو پر زویا کی نظریں مایوس ہو کر پلٹی تھی۔

روحان کہاں ہیں آپ؟ پلیز آ جائیں میں آخری بار آپکو دیکھنا چاہتی ہوں۔ کل سے نکاح کے بعد ویسے بھی آپکو سوچنا میرے لیے گناہ بن جائے گا۔

پلیز ایک بار آ جائیں اب تو ساری عمر کی جدائی سہنی ہے آخری بار نظر بھر کر تو دیکھ لوں میں آپکو زویا نے کرب سے سوچتے آنکھیں میچی تھی۔

سائرہ جو گجرے لینے اندر آئی تھی علی کی آواز پر چونکی تھی۔

اوئے ے جنگلی بلی کیا چوری کر رہی ہو؟ علی کی بات پر سائرہ چڑی تھی کوئی ایسا موقع علی ہاتھ سے نہیں جانے دیتا تھا جب وہ سائرہ کو تنگ کر سکے۔

یہاں کچن سے ٹماٹر پیاز ہی تو چوری کرنے تھے نا میں نے؟ سائرہ نے تنک کر جواب دیا۔

اچھا علی کہتا سائرہ کے قریب ہوا تھا جب سائرہ دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

دیکھو لنگور یہ رومانس کا ٹائم نہیں ہے انکے گھر میں اتنے زیادہ مہمان ہیں کوئی دیکھ لے گا دور رہو سائرہ علی کو دور کرتے ہوئے بولی۔

ہاں تو دیکھ لے اپنی بیوی سے رومینس کر رہا ہوں کسی کی بیوی سے تھوڑی کر رہا ہوں۔ علی سائرہ کو اپنے پاس کھینچتے بولا تھا۔

علی اگر تم دو سیکنڈ میں پیچھے نا ہوئے نا تو آج میں نے تمہیں جنگلی بلی بن کر دیکھا دینا ہے۔ سائرہ نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا

اچھا میں تو نہیں ہو رہا۔ علی کہتا سائرہ کو قریب سے قریب تر کر چکا تھا۔ جب سائرہ نے علی کے ہاتھ کی پشت پر دانت گاڑھے تھے۔ علی اچانک اکتفاد پر بوکھلایا تھا۔

جب سائرہ نے علی کا ہاتھ چھوڑا تو دانتوں کے نشان علی کے ہاتھ پر واضح نظر آ رہے۔ علی نے ایک نظر اپنے زخمی ہاتھ کو دیکھا پھر نظر اٹھا کر سائرہ کی جانب دیکھا۔

بدلہ تو بنتا ہے جنگلی بلی علی کہتا سائرہ کی طرف بڑھا تھا۔

یہ کیا کہہ رہے ہو لنگور تم نے ہی تو کہا تھا سائرہ گھبراتی ہوئی علی کو دھکا دیے کچن سے بھاگنے کی کوشش کی تھی۔ جب علی نے پھرتی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال اسے خود کے قریب کیا تھا۔ علی کی حرکت دیکھ سائرہ جی جان سے کانپی تھی۔

جب علی سائرہ کے کان کی لو پر ہلکا سا کاٹتا دور ہوا تھا اور گجروں کی تھال میں سے گجرے پکڑ کے سائرہ کے ہاتھ میں پہناتے اسکے ہاتھوں پر اپنے لب رکھے تھے۔ علی کی حرکت پر سائرہ کی آنکھیں جھکی تھی۔ سائرہ کو شرم سے سرخ پڑتا دیکھ علی مسکراتا ہوا باہر نکلا تھا۔

٭ ٭

ماما میں تھک گئی ہوں مجھے کمرے میں جانا ہے۔زویا نے پاس کھڑی زارا بیگم سے کہا تھا۔جب اندر آتے ستمگر کی نظروں سے اسکی نظریں ٹکرائی تھی۔کالی شلوار قمیض میں اسکی سفید رنگت دمک رہی تھی۔پر آنکھوں کے گرد ہلکے بکھرے بال افسردہ چہرہ دیکھ زویا کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

ہانیہ!زویا کو روم میں لے جاؤ۔زارا بیگم ہانیہ سے مخاطب ہوئی تھی۔ہانیہ سر ہلاتی زویا کو تھامے اندر کی طرف بڑھی تھی۔روحان ملک جہاں تھا وہی کھڑا تھا۔دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھنے مصروف تھے پر کچھ دیر بعد ہی وہ پری پیکر اسکے پہلو سے گزر کر آگے بڑھ گئی تھی۔پیچھے روحان ملک آنسو چھپانے کی تگ و دو میں اپنا چہرہ سرخ کر چکا تھا۔

ہانیہ اس وقت حارث کے سامنے تھی۔روحان بھائی کو کس نے بلایا ہے؟؟ہانیہ کڑے تیوروں سے بولی تھی۔

میں نے بلایا ہے۔حارث نے پر سکون انداز میں جواب دیا تھا۔

کیوں بلایا ہے آپ کو نہیں پتا کیا کچھ بھی زویا کے بارے میں؟؟؟ ہانیہ کی آواز رندھ گئی تھی۔

میں چاہتا ہوں روحان بھی وہی درد محسوس کرے وہ جو وہ کبھی زویا کو دے کر گیا تھا۔ حارث نے کرخت لہجے میں کہا تھا۔ ہانیہ سر نفی میں ہلاتی چلی گئی تھی۔ جب علی حارث کے پاس آیا تھا۔

ہاں ذیشان کہاں ہے؟ حارث نے پوچھا تھا۔

میں یہاں ہوں۔ ذیشان آ کر بولا تھا۔

۔ ذیشان نے کہا تھا۔ جبکہ حارث سر ہلا گیا تھا۔

کام ہوا؟؟ حارث نے سوالیہ نظروں سے ذیشان کے ساتھ کھڑے علی کی جانب دیکھا تھا۔

یہ لو! علی نے پن ڈرائیو حارث کو دی تھی۔ ایک پراسرار سی مسکراہٹ نے حارث کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔

شکریہ باقی میں دیکھ لوں گا۔ حارث نے مسکراتے ہوئے ان دونوں کی جانب دیکھتے کہا تھا۔ وہ تینوں مسکراتے ہوئے اندر بڑھے تھے۔

اور سناؤ ردا کیسی ہو؟؟ ردا جو رشتے داروں کے ساتھ بیٹھی تھی ایک نے اس سے پوچھا تھا۔

اللہ کا شکر ہے آنٹی۔ ردا نے مسکراتے جواب دیا تھا۔

اور وہ تمہاری سوتن کیسی ہے؟؟اس عورت کی بات سن ردا کو لگا جیسے اسکے دل کے ایک بار پھر ٹکڑے ہوئے ہوں۔ ردا نے ایک زخمی نظر اُدھر آتے بازل پر ڈالی تھی۔ جبکہ بازل بھی ردا اور ساتھ بیٹھی عورت کا مکالمہ سن چکا تھا۔

آنٹی میں اسکو طالاق دے چکا ہوں۔بس کبھی کبھار انسان بھٹک جاتا ہے میں بھی بھٹک گیا تھا۔بازل نے ردا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔جبکہ پاس کھڑی عورت محظ مسکرا ہی سکی۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں جو کسی کو خوش نہیں دیکھ سکتے یا پھر دوسروں کے زخم اڈھیر کر انھیں سکون ملتا ہے۔

ایکسکیوز می! آپ مجھے بتا سکتے ہیں ریسٹ روم کہاں ہے۔روحان بازل سے مخاطب ہوا تھا۔

جی آپ اندر جائیں سٹیئرز کے سائیڈ پر ہے۔بازل نے مسکراتے جواب دیا تھا۔جبکہ روحان سر ہلاتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔

زویا جو شیشے کے سامنے کھڑی اپنا حجاب کی بعد چوڑیاں اتارنے میں مصروف تھی دروازہ کھل کر بند ہونے کی آواز پر پلٹی تھی پر روحان کو دروازہ لاک کرتے دیکھ اسکی آنکھیں حیرت سے کھلی تھی۔

روحان نے زویا کی جانب دیکھا تھا۔ڈوپٹا کندھے پر جھول رہا تھا جبکہ بھورے بال پشت پر بکھرے پڑے تھے۔گندمی رنگت پر مٹا مٹا میک اپ سوگوار سا حسن روحان ملک کو اپنے سحر میں جکڑ رہا تھا۔

روحان نیچے پڑے پھولوں کو اپنے بھاری پاؤں کے نیچے روندتا ہوا زویا کے قریب پہنچا تھا۔جبکہ زویا کی آنکھیں نم ہونا شروع ہوئی تھی۔روحان قدم باقدم زویا کی جانب بڑھا تھا۔جب زویا اپنا رخ پھیر گئی تھی۔

جائیں یہاں سے۔زویا نے خود کو سمبھالتے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔

رسم کرنے کا پہلا حق میرا بنتا تھا پر خیر آخر میں ہی صحیح۔روحان کی بھیگی آواز زویا کی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

روحان نے اب زویا کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

شادی مبارک ہو۔روحان نے بھیگی آنکھوں اور کانپتے ہاتھوں سے زویا کے چہرے پر ابٹن لگاتے کہا تھا۔

میرے بغیر رہ لو گئی؟؟روحان نے زویا کا جھکا چہرہ اوپر کرتے پوچھا تھا۔زویا کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔

چار سال سے بھی تو رہ رہی ہوں۔رونے کی وجہ سے زویا کی آواز نکلنے سے انکاری تھی۔

چار سال تو میری بن کر رہی ہو۔اب کسی اور کی بن کر رہ لو گئی۔اب کی بار روحان کی آنکھوں سے بھی اشک رواں ہوئے تھے۔

دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے۔ جبکہ آنسو زمین پر گرتے بے مول ہوتے جا رہے تھے۔

کچھ کام ناچاہتے ہوئے بھی کرنے پڑتے ہیں۔ زویا نے آنسو بہاتے کہا تھا۔

زویا ایسے نا کرو۔ روحان زویا کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا بے بسی سے گویا ہوا تھا۔ رونے کی وجہ سے آواز بھاری ہو رہی تھی۔

روحان پلیز جائیں یہاں سے۔ زویا نے روحان کے ہاتھوں کو اپنے چہرے سے ہٹایا تھا۔

چلا جاتا ہوں پہلے نظر بھر کر اپنی چھوٹی سی جادوگرنی کو تو دیکھ لوں جس نے روحان ملک کو عشق کرنا سیکھا دیا ہے۔ کیا پتا کل تمہارے رخصت ہونے کے بعد یہ بچی کچی سانسیں بھی رخصت ہو جائیں۔ روحان نے زویا کی ناک کو دباتے کہا تھا۔ روحان کی حرکت پر زویا کی ہچکیاں بندھی تھی۔

بہت قیمتی ہیں یہ آنسو ان کو زمین کی زینت نا بننے دو۔ روحان نے زویا کے آنسو صاف کرتے کہا تھا جو گالوں سے ہوتے ہوئے زمین پر گر رہے تھے۔

جائیں یہاں سے۔ زویا روحان کو دور جھٹکتی بولی تھی۔

روحان ایک آخری نظر زویا پر ڈالتا باہر کی جانب بڑھا تھا۔ جب سامنے آتی ہانیہ روحان کو زویا کے کمرے سے نکلتے دیکھ ٹھٹھک کر رکی تھی۔

جبکہ روحان ایک نظر ہانیہ کی جانب دیکھ آگے بڑھا تھا۔ ہانیہ تو روحان کی سرخ سوجھی ہوئی نم آنکھیں دیکھ حیران ہوتی زویا کے کمرے میں بڑھی تھی۔ جہاں زویا ڈریسنگ کے ساتھ کھڑی رونے میں مصروف تھی۔

اب رونے کا فائدہ؟؟ ہانیہ نے سرد لہجے میں کہا تھا۔ تمہارے ایک غلط فیصلے کی وجہ سے تمہارے ساتھ ساتھ وہ بھی اتنی تکلیف میں ہیں۔

چپ کر جاؤ ہانیہ، چپ ہو جاؤ! زویا بے بسی سے گویا ہوتی واشروم میں جاتی دروازہ بند کر چکی تھی۔

* _____ *

بازل ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ردا رائمہ کو سلانے میں مصروف تھی۔جبکہ ابھی وہ خود فنکشن والے کپڑوں میں ہی تھی۔بازل خاموشی سے اپنا نائیٹ ڈریس لیے چینجنگ روم میں۔داخل ہوا تھا۔بازل چینج کر کے باہر نکلا تو ردا کو جیولری اتارتے پایا تھا۔

بازل خاموشی سے بیڈ پر جا کر موبائل میں مصروف ہوا تھا۔بظاہر تو وہ موبائل میں مصروف تھا پر ساری حسیں ردا کی جانب تھی۔ردا گلے میں پہنی چین اتارنے کے بعد اب اپنی چوڑیاں اتارنے میں مصروف تھی۔جبکہ اتنے جارحانہ طریقے سے چوڑیاں اتارنے سے اسکی مومی کلائی سرخ ہو چکی تھی۔اچانک ایک چوڑی ٹوٹ کر ردا کی کلائی کو زخمی کر چکی تھی۔بازل کا ضبط بس یہی تک تھا منٹ کی دیر کیے بغیر اس نے ردا کے پاس پہنچ کر اسک کلائی تھامی تھی۔

یہ کیا پاگل پن ہے ردا؟ بازل ردا کی کلائی پر ہاتھ رکھتے غصے سے بولا تھا۔

دور رہیں۔ ردا بازل کو دھکا دیے چیخی تھی۔ جبکہ کب سے ضبط کیے آنسو ردا کی گالوں پر بہے تھے۔

ردا میری جان کیا ہوا ہے؟؟ بازل ردا کے چہرہ تھامتے بولا تھا۔

آپ نے میری ذات کو تماشا بنا دیا ہے۔ لوگوں کے لطف اندوز ہونے کے لئے ایک کہانی بن چکی ہوں میں۔ ردا چہرہ ہاتھوں میں چھپائے پھوٹ پھوٹ کر روتی ہوئی بولی تھی۔ بازل کو ردا کے رویے کی وجہ اب سمجھ آئی تھی۔ بازل کچھ بولنے کی بجائے ردا کو اپنی باہوں میں بھر چکا تھا۔

ردا ایک دم خود کو ہوا میں محسوس کیے گھبرائی تھی۔ یہ کیا کر رہے ہیں اتاریں نیچے۔ ردا نے بازل کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچتے کہا تھا۔ جبکہ بازل اسکی بات ان سنی کرتا اسے بیڈ پر لا کر لیٹا چکا تھا۔

تم جانتی ہو تم نے میری جان کو کتنی تکلیف دی ہے۔ بازل ردا کی کلائیوں پر لب رکھتے گویا ہوا تھا۔ جبکہ ردا بازل کا لمس محسوس کرتی جی جان کے کانپی تھی۔

اب سزا تو ملنی چاہیے نا؟ بازل کہتا ردا کے چہرے پر جھکا تھا۔ کچھ دیر بعد جب وہ ردا سے دور ہوا تو ردا کو روتا ہوا پایا۔ ردا اپنا رخ موڑے آنکھیں میچے زار و قطار رونے میں مصروف تھی۔ جبکہ اسکے بدن کی لرزش بازل کو محسوس ہو رہی تھی۔

اگر تم انکمفرٹیبل ہو تو اٹس اوکے۔ بازل نے ردا کے خوف کو بھانپتے اسکے اوپر سے ہٹنا چاہا تھا جب ردا نے پھرتی سے بازل کی گردن میں بازو حائل کرتے اسے ایک بار پھر خود پر جھکایا تھا۔ ردا کی حرکت پر بازل کے لب مسکرائے تھے۔

تھینک یو۔ بازل ردا کے کان میں سرگوشی کرتا اس پر کسی گھنی گھٹا کی طرح چھاتا گیا تھا۔ اس کے ہر ایک عمل سے ردا کے لئے پیار اور محبت جھلک رہا تھا۔ ردا بھی پر سکون ہوتی بازل کی پناہوں میں تھی۔

* _____ *

زویا کی ساری رات جاگ کر گزری تھی۔ نیند تو آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ اس وقت اسکا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ جب وہ بلیک کافی بنانے کمرے سے باہر نکلی تھی۔

زویا کچھ دیر تک تیار رہنا بازل تمہیں سیلون چھوڑ آئے گا اور ہانیہ تمہارے ساتھ جائے گی۔ زارا بیگم نے زویا کی سرخ سوجھی ہوئی آنکھوں میں جھانکتے کہا تھا۔

جبکہ زویا سر ہلا کر آگے بڑھ گئی تھی۔ زویا کی حالت دیکھ زارا بیگم کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں دبا لیا تھا۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھیں۔

زویا اس وقت ہال میں موجود تھی کچھ دیر پہلے ہی ہانیہ اور وہ سیلون سے فری ہو کر ہال آ چکے تھے۔

ہانیہ بات سنیں۔روحان کے مخاطب کرنے پر ہانیہ روحان کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

جی!ہانیہ بے تاثر لہجے میں بولی تھی۔

پلیز ہانیہ مجھے زویا کے پاس لے جائیں مجھے اس سے ملنا ہے۔روحان کی بات پر ہانیہ کچھ دیر خاموش رہی۔

آئیں میرے ساتھ کچھ دیر کے وقفے کے بعد ہانیہ کی آواز نے جیسے روحان کی ختم ہوتی سانسیں کچھ بڑھا دیں تھی۔

روحان ہانیہ کے پیچھے بڑ ائیڈل روم کی جانب بڑھا تھا۔

آپکا یہ احسان میں ساری زندگی نہیں بھولوں گا ہانیہ۔ روحان ہانیہ سے مخاطب ہوا تھا۔

دیکھیں آپ کے پاس زیادہ ٹائم نہیں ہے۔ ابھی کوئی نا کوئی زویا سے ملنے آتا ہو گا۔ پلیز آپ جلدی واپس آیئے گا میں یہی ہوں۔ ہانیہ نے التجا کی تھی۔ جبکہ روحان سر ہلاتا اندر کی جانب بڑھا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی روحان ساکت ہوا تھا۔ مہرون بھاری لہنگا زیب تن کیے حجاب کے اوپر ڈوپٹا سیٹ کیے ہاتھوں میں چوڑیاں، ناک میں نتھلی مختلف زیرور پہنے وہ مکمل طور بر سجی سنوری اپنے ہاتھوں کو تکنے میں اتنی مصروف تھی کہ روحان کا آنا بھی محسوس نہیں کر سکی تھی۔

روحان اسکے سوگوار سے چہرے کو نظروں کے حصار میں رکھتا اسکے قریب جا کر کھڑا ہوا تھا جب زویا نے سر اوپر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا تھا۔

روحان کو اپنے سامنے دیکھ وہ ایک دم کھڑی ہوئی تھی۔ اسکے کھڑے ہونے پر چوڑیوں اور پائل کی آواز نے ماحول میں ارتعاش پیدا کیا تھا۔ زویا نے ایک نظر روحان کے چہرے کی جانب دیکھا تھا خود سے لاپرواہ سے حلیے میں بھی وہ بے حد حسین دیکھ رہا تھا زویا نے اس سے نگاہیں پھیری تھی۔

آپکو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ میں اپنے کردار پر کوئی بات برداشت نہیں کر سکتی۔ زویا کی آواز میں روحان کو آج کوئی سناشائی کی رمق نظر نا آئی تھی۔

آج تو چاند کو بھی مات دے رہی ہو۔

روحان زویا کے لہجے کو اگنور کرتا آگے بڑھ کر اسکا سیٹ کیا ہوا ڈوپٹا سیٹ کرتے بولا تھا۔ جبکہ زویا نا جانے کیسے اپنے بہنے والے آنسوؤں پر بندھ باندھے کھڑی تھی۔

دور رہ کر بات کریں میں کسی اور کی امانت ہوں اور کچھ دیر بعد میرا نکاح ہونے والا ہے۔زویا روحان سے دور ہوتی بولی تھی۔

زویا کی بات روحان کے زخمی دل کو اور زخمی کر چکی تھی۔روحان ایک دم زویا کے قدموں میں بیٹھا تھا۔روحان کو اپنے قدموں میں بیٹھتے دیکھ زویا ایک دم پیچھے ہوئی تھی۔

زو۔۔زویا خدا کے لئے نکاح سے انکار کر دو ابھی بھی وقت ہے۔روحان زویا کے ہاتھ تھامتا نم آواز میں بولا تھا۔

یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟؟زویا اپنے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے بولی تھی۔

پلیز۔۔۔زویا می۔۔۔میں مر رہا ہوں مجھ سے یہ سب برداشت نہیں ہو رہا۔یہ سب میری برداشت سے باہر ہے۔

کبھی زویا صدیقی روحان ملک کے قدموں میں بیٹھی اپنے عشق کی بھیک مانگ رہی تھی۔ آج روحبن ملک زویا کے قدموں میں بیٹھا اپنے عشق کی بھیک مانگ رہا تھا۔

میں تمہیں کسی اور کا ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔ خود سے ہمیشہ کے لئے دور جاتے میں نہیں دیکھ سکتا۔

روحان زویا کے ہاتھوں کو لبوں سے لگائے بول رہا تھا۔ جب کہ زویا بھی اب رونے لگی تھی۔ روحان کے آنسو زویا کی ہاتھوں کے پشت پر گر رہے تھے۔ دونوں کے دل اس وقت بند ہونے کو تھے۔ درد تھا کہ انتہا کو پہنچ چکا تھا۔

اب۔۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ روحان آپ اس طرح کر کے مجھے کمزور مت کریں۔ زویا روحان کو تھامتے اٹھاتی ہوئی بولی تھی۔ جبکہ روحان زویا کے ہاتھ جھٹکتا ایک بار پھر اسکے قدموں میں بیٹھا تھا۔

زویا تمہیں یہ ڈر تھا نا تم میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرو گی۔ تم جیسا چاہے مجھ سے ویسا سلوک کر لینا میں کچھ نہیں کہوں گا میں ساری زندگی ایسے ہی رہ لوں گا۔

پر۔۔پر مجھ سے نکاح کر لو مجھے ہمیشہ کے ل ئے چھوڑ کر نا جاؤ۔

می۔۔۔۔میں تو تمہیں صرف چار سال کے ل ئے چھوڑ کر گیا تھا تم کیوں مجھے ساری زندگی کے ل ئے چھوڑ کر جا رہی ہو۔

روحان کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو رواں ہوئے تھے۔ مرد اپنی پسندیدہ عورت کے علاوہ کسی کے سامنے نہیں جھکتا اور روحان ملک نے یہ بات سچ کر دی تھی۔

روحان چلیں جائیں یہاں سے پلیز زززز ابکی بار زویا ملتجی ہوئی تھی۔

میں ایسا کچھ نہیں کر سکتی اپنے والدین کی عزت کو داغدار نہیں کر سکتی۔اور حقیقت یہ ہے کہ اب سے کچھ دیر بعد میرا اور عمار کا نکاح ہے۔زویا روحان کے ہاتھوں کو تھامتے بولی تھی۔

زویا اس سے اچھا تو تم میری جان لے لو۔مجھے مار دو۔موت کی تکلیف پھر برداشت کر لوں گا پر تمہارے دور جانے کی تکلیف ناقابلِ برداشت ہے۔

روحان کوٹ کے نیچے سے بیلٹ کے ساتھ لگی گن زویا کو تھماتے اسکا رخ اپنے دل کی جانب کرتے بولا تھا۔اپنے ہاتھ میں گن دیکھ زویا کے ہاتھ کانپ اٹھے تھے۔

زویا نے اپنے ہاتھ پیچھے کرنے چاہے تھے پر روحان زویا کے ہاتھوں کو اپنے بھاری ہاتھوں میں مضبوطی سے گن پکڑے بیٹھا تھا۔

پاگل ہیں آپ زویا گن کو دور پھینکتے روحان کا گریبان تھامتے چیخی تھی۔

ابھی کچھ ہو جاتا آپکو تو سوچا ہے میرا کیا ہوتا۔زویا روتے ہوئے چیختی اب خود بھی روحان کے سامنے بیٹھی تھی۔ جبکہ روحان اب سر جھکائے بیٹھا تھا۔

بولیں اب جواب کیوں نہیں دے رہے؟؟زویا نے ایک بار پھر روحان کو جھنجھوڑا تھا۔

میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں اگر تم کسی اور سے نکاح کرو گی تو میں مر جاؤں گا۔مجھے مرنے سے بچالو۔روحان زویا کا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا بولا تھا۔

نہیں باہر سب مہمان بیٹھے ہوئے ہیں میں ایسا نہیں کر سکتی میں اپنی بات سے اب انکار نہیں سکتی زویا سسکی تھی۔

بس زویا تم میرا ساتھ دو۔ تم نکاح سے انکار کر دو۔ میں سب کچھ صحیح کر دوں گا میں سب ہینڈل کر لوں گا روحان ایک بار پھر ملتجی ہوا۔

نہیں! اب نکاح تو عمار سے ہی ہو گا۔

زویا اس وقت روحان اور خود پر ظلم کی حد کرنے پر تلی تھی۔ ابھی روحان کوئی اور بات کرتا جب ہانیہ ڈورناک کر کے آئی تھی۔ روحان گن اٹھاتا اپنا منہ دوسری طرف کرتا فوراً کھڑا ہوا تھا۔ جبکہ زویا بھی کھڑی ہو چکی تھی۔

روحان کچھ دیر بعد بنا کچھ کہے باہر کی جانب بڑھا تھا۔ جبکہ ہانیہ حیرت سے روحان ملک کی نم آنکھیں اور اسکا بے رونق چہرہ دیکھ کر رہ گئی تھی۔ یہ وہی روحان ملک تھا جو کبھی اتنا روڈ اور ایروگینٹ ہوتا تھا۔ جس کے پیچھے یونی کی ساری لڑکیاں پاگل تھی۔

پر یہ عشق جسکو ہو جائے اسکو برباد کر کے ہی چھوڑ تا ہے۔روحان ملک بھی اس عشق کی آگ سے بچ نہیں پایا تھا۔

تم ٹھیک ہو؟ ہانیہ نے زویا سے پوچھا تھا۔زویا نے مخط سر اثبات میں ہلایا تھا

کچھ دیر بعد تمہیں باہر لے کر جائیں گے نکاح کے لئے بارات آ چکی ہے۔ ہانیہ نے کہا تھا۔ جبکہ زویا کا چہرہ اب بالکل بے تاثر تھا۔

* _____ *

روحان جو اپنے دھیان میں ہال سے باہر بڑھ رہا تھا عمار کے سامنے آنے پر رکا تھا۔روحان نے عمار کو نظر انداز کرتے سائیڈ سے باہر جانے کی کوشش کی تھی جب ایک بار پھر عمار روحان کے سامنے آیا تھا۔

ارے ے ے ارے ے! یہ کیا یہ روحان ملک ہی ہے نا؟ آج میرے سامنے آنے پر کوئی غصہ نہیں۔ عمار نے طنزیا مسکراہٹ سے کہا تھا۔ جبکہ روحان غائب دماغی سے عمار کے چہرے کو تک رہا تھا۔

روحان ملک ابھی سے کیوں صدمے میں چلے گ ئے ہو؟ ابھی تو تمہاری محبوبہ سے نکاح کر کے اسکے حسن کو میں نے خراج بھی پیش کرنا ہے۔

عمار کی بات سن روحان نے ضبط سے مٹھیاں بھینجی تھی جبکہ وہ بولا اب بھی کچھ نہیں تھا۔ عمار روحان کے دل کو اور جلا کر جا چکا تھا۔ روحان ہال سے باہر نکلنے والا تھا کہ اسکا ہاتھ حارث کی پکڑ میں تھا۔

کدھر جا رہے ہو؟ حارث نے کڑے تیوروں سے پوچھا تھا

گھر جا رہا ہوں طبعیت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ روحان نے کہتے ساتھ باہر نکلنے کی تھی جب علی روحان کے سامنے آیا تھا۔

کیا ہے پیچھے ہٹو روحان علی کو سامنے پھیلا دیکھ بولا تھا۔

پہلے فنکشن اٹینڈ کرو پھر چلے جانا آفٹر آل مینیو ہم سب کا فورٹ ہے۔ذیشان نے آتے ہوئے کہا تھا۔

ذیشان کی بات پر جہاں حارث اور علی نے اسے گھورا تھا وہی روحان نے زخمی نگاہوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔ جب وہ تینوں روحان کو اپنے ساتھ لے آئے تھے۔

زویا کو عمار کے سامنے لا کر بیٹھا دیا گیا تھا۔جب کہ درمیان میں ایک پردہ حائل تھا۔کچھ دیر میں ہی نکاح کا شور اٹھا تھا جب صدیقی صاحب مولوی کو لے کر سٹیج پر پہنچے تھے۔

روحان کی بس ہوئی تھی اگر وہ اور یہاں رکتا تو یقیناً درد کی شدت سے اسکا دل پھٹ جاتا۔روحان فوراً کھڑا ہوا تھا۔جبکہ روحان کو کھڑا ہوتے دیکھ حارث اور اسکے باقی دوست بھی اسکی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

کدھر جارہاہے نکاح کے بعد جائیں۔ علی نے کہتے ساتھ ہی روحان کو پھر اپنے ساتھ بیٹھایا تھا۔ جبکہ علی کی حرکت پر روحان نے نم آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا تھا۔ جسے وہ بڑی مہارت سے اگنور کر گیا تھا۔ کیا وہ سب جان کر بھی انجان بن رہے تھے۔ یا انھیں روحان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

زویا صدیقی ولد صدیقی احمد آپکا نکاح عمار حمدانی ولد شاہ نواز حمدانی سے باعوض حق مہر پچاس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت کیا جاتا ہے کیا آپکو یہ نکاح قبول ہے؟؟؟

مولوی صاحب کے الفاظ سن روحان نے اپنی نم سرخ ہوئی آنکھیں بند کر کے شدت سے دعا کی تھی

یا اللہ میں بہت گناہگار انسان ہوں لیکن اگر میں نے زندگی میں نے کوئی ایک بھی نیکی کی ہے تو اسکے صدقے مجھے زویا صدیقی عطا کر دے۔ یا اللہ کوئی معجزہ کر دے۔ یا پھر میری روح پرواز کر جائے۔ روحان نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں کھولی تھی۔ اب اسکی نظر زویا کی جانب تھی۔

نہیں زویا ہاں مت کرنا، نہ کہہ دو زویا ورنہ تمہارا روحان مر جائے گا۔ روحان نے سرخ آنکھوں سے زویا کی جانب دیکھتے اپنے دل میں کہا تھا۔

جبکہ زویا نے نظر اٹھا کر روحان کی جانب دیکھا تھا جسکی نگاہوں میں التجا، بے بسی کیا کچھ نہیں تھا۔ زویا کے دل میں ٹیس اٹھی تھی۔

اسے اب لگا تھا اس نے ایک انتہائی غلط فیصلہ کر دیا ہے۔ وہ روحان کی یادوں کے سہارے تو زندگی گزار سکتی تھی پر کسی کو روحان کی جگہ کیسے دیکھتی اس نے تو ہمیشہ روحان کے ساتھ ہی اس پاک رشتے کو قائم کرنے کا سوچا تھا۔ اسکی سوچیں تو روحان ملک سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہوتی تھیں۔ اس نے اپنی نم ہوتی آنکھیں بند کی تھی۔

زویا بیٹا جواب دو۔ زارا بیگم نے زویا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔ زارا بیگم کی آواز نے زویا کو خیالوں سے نکال کر حقیقی دنیا میں لا کر پٹخا تھا۔ ایک آنسو زویا کی آنکھ سے گرا تھا۔

رک جائیں مولوی صاحب! مسٹر عمار آپکو ہمارے ساتھ تھانے چلنا ہو گا۔

ہتھکڑی لگائیں انھیں۔ ایس ایچ او نے کانسٹیبل کو حکم دیا تھا۔ جواب ہتھکڑی لے کر عمار کی جانب بڑھا تھا۔ ایس ایچ او کی آواز پر سب انکی جانب متوجہ ہوئے تھے۔ جبکہ عمار پولیس کو یہاں دیکھ حیران ہوا تھا۔

کیا مطلب مجھے کیوں جانا پڑے گا میں نے کیا کیا ہے؟ عمار نے غصے سے کہا تھا۔

یہ تو آپکو تھانے جا کر ہی بتائیں گے۔ ایس ایچ او نے کڑے تیوروں سے کہا تھا۔

کیا بات کر رہے ہو تم جانتے بھی ہو کس کو گرفتار کر کے لے کر جا رہے ہو؟؟ شاہ نواز ہمدانی کی کرخت آواز ہال میں گونجی تھی۔

جبکہ باقی سب تماشا دیکھنے میں مصروف تھے۔روحان بھی خاموشی سے کھڑا اس اچانک ہونے والی صورتحال سمجھنے کی کوشش میں تھا۔جبکہ حارث علی اور ذیشان کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔

جی ایم این اے صاحب ہمارے پاس اریسٹ وارنٹ ہے منشیات کی سمگلنگ کے کیس میں ہم انکو گرفتار کر رہے ہیں۔عمار کو ہتھکڑی لگائی جا چکی تھی۔

یہی نہیں میں آپ سب کو ایک اور بات بھی بتاتا ہوں اب کی بار حارث میدان میں آیا تھا۔حارث کی بات سن زویا کے گھر والے اب اسکی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

مسٹر عمار نے ایک خفیہ نکاح بھی کر رکھا ہے اور یہی نہیں انکا تو ماشاءاللہ سے پانچ سال کا ایک بیٹا بھی ہے۔

حارث نے گویا سب پر ایک اور دھماکا کیا تھا۔حارث کی بات سن روحان کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیلی تھی۔

آپ سب کو یقین نہیں ہے پر یہ دیکھیں ثبوت حارث نے کہتے ساتھ اپنے موبائل سے عمار کے نکاح نامے کی تصویریں اور عمار کی اسکی فیملی کے ساتھ تصویریں نکال کر دیکھائی تھی۔

معاف کیجئے گا شاہ نواز صاحب ہم اپنی بیٹی کسی شادی شدہ مرد کے ساتھ رخصت نہیں کر سکتے صدیقی صاحب نے کہا تھا۔ صدیقی صاحب کی یہ بات شاہ نواز اور انکے ساتھ آئے لوگوں کو واپس بھیجنے کے لئے کافی تھی۔ جبکہ پولیس عمار کو لے جا چکی تھی۔

ہم معافی چاہتے ہیں صدیقی صاحب عمار کے اس نکاح کا ہمیں بھی کوئی علم نہیں تھا اور نا ہی ہمیں پتا تھا کہ عمار ہماری ڈھیل کا ناجائز فائدہ اٹھائے گا۔ شاہ نواز صاحب نے تھوڑی شرمندگی سے کہا تھا۔

خدا آپکی بچی کے نصیب اچھے کرے شاہ نواز صاحب زویا کے سر پر پیار دیتے باہر کو بڑھے تھے۔ انکے جاتے ساتھ ہی صدیقی صاحب صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھے تھے۔

جبکہ زویا تو اپنے کیے گئے فیصلے پر ہی ساکت ہوئی۔

روحان بدلہ لینے کے باوجود چار سال پہلے بھی زویا کی حفاظت کے لئے عمار سے دور رہنے کا صحیح کہتا تھا اور اب بھی عمار سے شادی نا کرنے کے لئے وہ سہی کہہ رہا تھا۔زویا کی آنکھوں سے لڑیوں کی صورت آنسو جاری ہوئے تھے۔

مسز شرمین اور ریاست صاحب اب سٹیج پر پہنچے تھے۔

بھائی صاحب روحان کا رشتا زویا بیٹی کے لئے اب بھی موجود ہے۔ ریاست صاحب نے صدیقی صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

موم،ڈیڈ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔روحان ان دونوں کو یہاں دیکھ حیران ہوا تھا۔

ہمیں حارث، علی اور ذیشان نے کل انوائیٹ کیا تھا۔ ریاست صاحب نے کہا تھا جبکہ روحان نے اب ان تینوں کی طرف دیکھا تھا جو روحان کے دیکھنے پر بے تعلق سے بن کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے تھے۔ روحان کو انکی ناراضگی پر بے تحاشا ہنسی آئی تھی۔ وہ تینوں اُس سے ناراض بھی تھے پر خیال بھی اسی کا کر رہے تھے۔ پر وہ اپنی ہنسی ضبط کر گیا۔

پلیز بھائی صاحب ہمارے بیٹے کو اسکی خوشیاں لوٹا دیں۔ وہ بہت اپ سیٹ رہا ہے زویا کی شادی کی وجہ سے ہم اس بات کی گرانٹی دیتے ہیں روحان زویا کو بہت خوش رکھے گا۔ ریاست صاحب ایک بار پھر گویا ہوئے تھے۔

جبکہ صدیقی صاحب مسکرائے تھے اور کچھ ہی دیر میں زویا صدیقی روحان ملک کی شریکِ حیات بن گئی تھی۔ وہ زویا صدیقی سے زویا روحان ملک بن چکی تھی۔ بے یقینی سے روحان کی آنکھیں جھلملائی تھی۔ روحان کی شدت سے کی گئی دعا عرش تک پہنچ چکی تھی جبکہ زویا کے چار سالوں کا صبر روحان کے ساتھ پاکیزہ رشتے میں جڑ کر اسے مل چکا تھا۔

زارا بیگم کی آنکھیں بھی نم تھی پر اس بار انکی آنکھیں خوشی سے نم ہوئی تھی۔

حارث، علی اور ذیشان اس وقت ھال کے باہر کھڑے تھے جبکہ اندر رخصتی کی تیاری چل رہی تھی۔ جب روحان انکے پاس آیا تھا۔

حارث اس سے کہہ دے ہمارے منہ لگنے کی ضرورت نہیں ہے واپس انگلینڈ ہی چلا جائے۔ علی نے منہ بناتے کہا تھا۔ جبکہ روحان نے باری باری سب کے گلے لگا تھا۔

بہت بہت شکریہ یار! روحان مدھم آواز میں بولا تھا۔

اور سوری بھی روحان کی آواز ایک بار پھر انکی سماعتوں سے ٹکرائی تھی۔

ایسی روکھی پھیکی سی سوری نہیں چاہیے ہمیں۔ مجھے اور علی کو ہنی مون پیکج بک کروا کر دے حارث اسے گلے لگاتے بولا تھا۔

کمینے ہو تم سب پورے کے پورے روحان نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔ صبر کرو زرا میں اپنی والی کو منا لوں پھر کرتے ہیں پلین روحان نے آنکھ ونک کرتے کہا تھا۔اسکی حرکت پر سبھی مسکرائے تھے۔

بے غیرتوں شرم نہیں آئے گی کنوارے دوست کے ہوتے ہوئے تم تینوں ہنی مون مناتے پھیرو گے ذیشان کی بات پر سبکا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔

ہاں تو تجھے کس نے کہا ہے کنوارا رہ ڈھونڈ لے تو بھی کوئی۔ علی نے اسے ایک جڑتے کہا تھا۔

کوئی ملتی ہی نہیں ہے۔ذیشان کے منہ بنا کر کہا تھا۔

ہاں کیا کر سکتے ہیں بھائی تیری شکل دیکھ کر ہی لڑکیاں ڈر جاتی ہوں گی۔ علی کے کہنے پر سب ہنسے تھے۔

جبکہ دور کھڑی شرمین بیگم نے انکو ایک بار پھر اک ساتھ مسکراتے دیکھ انکی دوستی سلامت رہنے کی دعا مانگی تھی۔ دنیا کے انمول ترین رشتوں میں سے سب سے انمول رشتا دوستی کا ہوتا ہے۔ ایک اچھا دوست جو کبھی آپکی کسی غلطی پر بھی آپکا ساتھ نا چھوڑے وہ قسمت والوں کو ہی میسر ہوتا ہے۔

* _____ *

زویا اس وقت روحان ملک کے کمرے میں موجود تھی ابھی کچھ دیر پہلے ہی شرمین بیگم زویا کو یہاں چھوڑ کر گئی تھی۔ زویا نے نظر بھما کر سارے کمرے کا جائزہ لیا تھا۔ کمرہ بھی روحان کی طرح شاندار تھا مکمل اسکی پرسنالٹی سے ملتا ہوا۔

روحان کی مخصوص خوشبو اسے روحان کے کمرے سے آرہی تھی۔ زویا کی نظر بے ساختا روحان کی فل سائز تصویر پر ٹھہری تھی۔ فان کلر کے پینٹ کوٹ پہنے کالی آنکھوں پر چشما لگائے وہ کیمرے کی جانب متوجہ تا تھا۔

زویا جہازی سائز بیڈ سے کھڑی ہوتی روحان کی تصویر کے سامنے جا کر رکی تھی۔روحان کو دیکھتے اسے اندازہ ہی نا ہوا اسے یہاں کھڑے تقریباً دس منٹ سے اوپر کا وقت ہو چکا ہے۔

کچھ دیر بعد زویا اپنا ہیوی ڈریس چینج کیے میک اپ مٹائے نم بالوں کے ساتھ واشروم سے باہر نکلی تھی جب روحان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔روحان کو آتا دیکھ زویا نظریں جھکائے انگلیاں چٹخانے میں مصروف ہوئی تھی اسکو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا وہ کیسے ری ایکٹ کرے۔

روحان کوئی بھی لفظ کہے بغیر آگے بڑھا تھا۔جبکہ زویا کے وجود پر لرزا طاری ہوا تھا۔روحان نے آگے بڑھ کر زویا کو خود میں بھینچا تھا۔روحان کے اتنے شدید عمل پر زویا کی سانس اسکے سینے میں ہی کہیں دب کر رہ گئی تھی۔زویا نے بھی اپنے ہاتھ روحان کی گردن میں حائل کیے تھے۔ہاں وہ انکاری تھی روحان کے وجود کی پر اسکا سکون بھی روحان ملک اسکے محرم میں ہی تھا۔

زویا کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو بہہ کر روحان کی شرٹ میں جذب ہونے لگے تھے۔وہ دونوں خاموش تھے مگر انکی روح آپس میں محو گفتگو تھی۔وہ دونوں ایک دوسرے کو روح سے چاہنے والے عشق کی منزل کو پانے والے کہاں الفاظ میں کچھ بیان کر سکتے تھے۔بس تمام گلے شکوے آنسوؤں میں بہہ رہے تھے۔کچھ دیر بعد زویا کو اپنا کندھا بھیگتا ہوا محسوس ہوا تھا جب زویا کی ہچکیاں بندھی تھی۔جبکہ روحان زویا کو ہچکیوں سے روتے دیکھ خود کو سمبھالتا دور ہوا تھا۔

بس اب ایک آنسو نا نکلے روحان کا لہجہ سخت تھا۔رو رو کر ان آنکھوں پر اتنا ظلم کرتی رہی ہو۔روحان نے کہتے ساتھ زویا کی آنکھوں پر عقیدت سے اپنا لمس چھوڑا تھا۔

جبکہ زویا اب بھی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔روحان نے جھک کر زویا کی سرخ ہوئی ناک پر لب رکھے تھے۔یہ خواہش کئی سال پہلے اسکے دل میں جاگی تھی جو آج زویا کو اپنے محرم بنا کر وہ پورا کر چکا تھا۔روحان نے زویا کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیے بیڈ تک لایا تھا۔جبکہ زویا اب بھی رونے میں مصروف تھی۔

روحان نے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس زویا کے آگے کیا تھا۔

مجھے نہیں پینا۔زویا نے روحان کے ہاتھ کو دور کرتے کہا تھا۔

چپ کر کے پیو۔روحان نے گلاس زبردستی زویا کے منہ کو لگایا تھا۔

تم نے مہندی نہیں لگائی؟روحان نے زویا کے ہاتھ پکڑتے پوچھا تھا۔زویا کے پاس روحان کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔وہ کیسے بتاتی روحان کو اسکے علاوہ وہ کسی اور کے نام کی مہندی کیسے لگا سکتی تھی۔زویا خاموشی سے سر جھکا کر بیٹھ گئی۔

تم تھک گئی ہو گی اور یقیناً کچھ کھایا بھی نہیں ہو گا۔روحان کہتا اٹھا تھا جب زویا اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

آپ کہاں جا رہے ہیں؟زویا نے روحان کو اٹھتے دیکھ پوچھا تھا۔

رکو آتا ہوں ابھی۔روحان زویا کی سرخ ہوئی ناک کو دباتے اٹھا تھا۔

جبکہ زویا روحان کی حرکت پر ماضی کی طرح ایک بار پھر چڑ کر اپنی ناک سہلائی تھی۔زویا کی حرکت دیکھ روحان مسکرایا تھا۔کئی عرصے سے ناراض ڈمپلز اب واضح ہوئے تھے۔ زویا نے فوراً اپنی نظریں پھیری تھی۔ زویا کے نظریں پھیرنے پر روحان مسکراتا ہوا باہر کی جانب بڑھا تھا۔

کچھ دیر بعد روحان ہاتھ میں ٹرے پکڑے کمرے میں داخل ہوا تھا۔اس نے کھانے کی ٹرے زویا کے سامنے لا کر رکھی تھی۔جبکہ زویا بے تعلق سی بنی بیٹھی تھی۔روحان نے نوالا بنا کر زویا کی جانب بڑھایا تھا۔

پلیز زویا کھالو میں جانتا ہوں تم نے یقیناً کچھ نہیں کھایا ہو گا۔روحان نے التجا کی تھی۔روحان سہی ہی تو کہہ رہا تھا زویا نے پچھلے کئی دنوں سے صحیح سے کھانا نہیں کھایا تھا۔

کھالو میر پیاری سی چھوٹی سی بیوی نہیں۔روحان ایک بار پھر اپنا ہاتھ زویا کے منہ کے قریب کر تا نرم لہجے میں بولا تھا۔اس بار زویا روحان کی بات سے انکار نہیں کر سکی تھی سو فوراً منہ کھول کر کھانا کھانے لگی تھی۔

اگر کھانا میں نے نہیں کھایا تو کیا انھوں نے کھایا ہو گا؟؟زویا متفکر ہوئی تھی۔

زویا کیا ہوا کھا کیوں نہیں رہی؟؟زویا کو مسلسل خود کو تکتے پا کر روحان مخاطب ہوا تھا۔جب زویا نے ایک نوالا بنا کر روحان کی جانب بڑھایا تھا۔زویا کی نوازش دیکھ روحان پہلے تو حیران ہوا پھر دیکھتے ہی دیکھتے روحان کی انکھیں نم ہوئیں تھی۔روحان کی نم ہوتی انکھیں دیکھ زویا گڑبڑائی تھی۔

آ۔۔آپ کو کیا ہوا ہے۔بے اختیاری میں زویا نے روحان کا بھاری ہاتھ تھاما تھا۔

کچھ نہیں۔روحان خود کو سمبھالتا بولا تھا۔جب زویا نے ایک بار پھر اپنا ہاتھ روحان کی جانب بڑھایا تھا۔

اگر میں نے کچھ نہیں کھایا تھا تو کھایا تو آپ نے بھی کچھ نہیں ہو گا۔زویا کی بات سن روحان نے کھانا کھانے کے ل ئے اپنا منہ کھولا تھا۔ کچھ دیر بعد روحان کھانے کی ٹرے واپس رکھ کر آیا تو زویا کو بیڈ کے کنارے پر لیٹا پایا۔

روحان مسکراتا آگے بڑھا اور لائیٹ آف کر کے خود بھی لیٹ گیا۔روحان کو اپنے ساتھ محسوس کر کے زویا کے دل کی دھر کنیں منتشر ہوئی تھی۔روحان نے لیٹتے ساتھ ہی زویا کو اپنی جانب کھینچا۔جب زویا نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھولی تھی۔

مجھے نی۔۔۔نیند آرہی ہے۔زویا نے اٹکتے ہوئے بات مکمل کی تھی۔ جبکہ زویا کی بات سن روحان مسکرایا تھا۔

زویا تمہیں نہیں لگتا اب یہ طویل ہجر ختم ہو جانا چاہیے۔روحان نے زویا کی ناک پر لب رکھتے خمار آلود آواز میں کہا۔

ک۔۔۔کیا مطلب؟؟زویا روحان کے پر حدت لمس پر گھبرائی تھی۔

میری جان بہت دوریاں سہہ لی میں نے۔روحان کہتے ساتھ زویا پر جھکا تھا۔جب زویا شرم سے سرخ پڑتی اپنا چہرہ روحان کی گردن میں چھپا گئی تھی۔زویا کی حرکت دیکھ روحان کا فلک شگاف قہقہہ کمرے میں گونجا تھا۔

آپ بہت برے ہیں۔زویا روحان کے سینے میں منہ چھپائے بولی تھی۔ جب روحان کو اپنی گردن پر جھکتے دیکھ اسکی روح فنا ہوئی تھی۔ زویا اپنی گردن اور چہرے پر جابجا لمس محسوس کرتی لمبے لمبے سانس بھرنے لگی تھی۔

زویا بے بی ابھی سے ہی بس ہو گئی۔ابھی تو چار سال کی تشنگی مٹانی ہے۔روحان نے زویا کے کان میں سرگوشی کرتا ایک بار پھر شدت سے اس پر جھکا تھا۔ایک حسین زندگی ان دونوں کی منتظر تھی۔

_____

سارے اس وقت روحان کے گھر پر موجود تھے۔

زاراڈارلنگ آپ کباب نہیں لے کر آئیں؟؟زویا نے سارا ناشتا دیکھتے ہوئے زارا بیگم کے کان میں سرگوشی کی تھی۔ زویا کی بات سن زارا بیگم نے حیرت سے زویا کی جانب دیکھا تھا۔

کیا ہوا؟زویا انکی آنکھوں میں آنسو دیکھ گویا ہوئی تھی۔

کچھ نہیں زارا بیگم نے زویا کا ماتھا چومتے ہوئے کہا تھا۔ ہمیشہ خوش رہو۔ وہ زویا کو سر پر پیار دیتی بولی تھی۔

زویا اس وقت روحان کے ساتھ بیٹھی ناشتا کرنے میں مصروف تھی۔جب زویا کا گود میں رکھا ہاتھ روحان نے اپنی سخت گرفت میں لیا تھا۔زویا نے ایک دم روحان کی جانب دیکھا تھا۔

ہاتھ چھوڑیں سب کی موجودگی کو مدِ نظر رکھتے دیکھ وہ سرگوشی نما آواز میں بولی تھی۔

زویا بیٹا کیا ہوا ناشتا کیوں نہیں کر رہی۔ شرمین بیگم کی آواز پر زویا بوکھلائی تھی۔ زویا کو گھبراتا دیکھ روحان نے کافی کا کپ منہ کو لگاتے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔

نہ۔۔ نہیں آنٹی میں کھا رہی ہوں۔ زویا نے گھبراتے ہوئے کہا تھا۔

روحان ہاتھ چھوڑیں۔ زویا مسلسل ہاتھ چھڑانے کی مزاحمت کرتی بولی تھی۔ جبکہ روحان اسکے ہاتھ پر گرفت اور سخت کر گیا تھا۔

بریڈ لینی ہے میں نے۔ زویا نے اب تنگ کر کہا تھا۔

جب روحان نے آگے بڑھ کر زویا کی پلیٹ میں بریڈ کا پیس رکھا تھا۔ زویا کی حالت دیکھ سب کے چہرے پر دبی دبی مسکراہٹ تھی۔

روحان تنگ ناکر وبچی کو شرمین بیگم کی آواز پر روحان مسکرایا تھا جبکہ زویا خفت سے سرخ ہوتی نظریں جھکا چکی تھی۔ جبکہ باقی سب زویا کی حرکت پر مسکرانے لگے تھے۔

رائمہ صوفے پر بیٹھی لیز کھانے میں مصروف تھی جب زویا دھپ سے اسکے پاس آکر بیٹھی تھی۔ ناصرف بیٹھی تھی بلکہ رائمہ کے ہاتھ سے لیز کا پیکٹ بھی پکڑ لیا تھا۔ جبکہ رائمہ حیرت سے اپنی نیلی آنکھیں بڑی کیے زویا کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ زویا ٹی وی سے اپنا دھیان ہٹا کر رائمہ کی جانب متوجہ ہوئی تھی جو اب حیرت سے آنکھیں اور منہ کھولے اسکو دیکھنے میں مصروف تھی۔

کیا ہوا ڈول زویا رائمہ کے بال بگاڑتی بولی تھی۔

پھتو میلا لید

(پھپھو میرا لیز)

رائمہ کے لہجے میں اب بھی حیرت صاف تھی۔رائمہ نے زویا کو کبھی اس آفت کے روپ میں جو نہیں دیکھا تھا۔ جبکہ رائمہ کی بات سن زویا ہنسی تھی جب اسکی نظر روحان پر پڑی تھی جو موبائل استعمال کرتا ہوا مصروف سا گیراج کی جانب بڑھ رہا تھا۔

پہلے زور سے بولو کھڑوس۔زویا کی شرارت سے بھرپور آواز پر روحان نے حیرت سے زویا کی جانب دیکھا تھا۔ جہاں وہ روحان کے دیکھنے پر رائمہ کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

یہ تم نے کس کو کھڑوس کہا ہے؟؟روحان بھی موبائل بند کرتا زویا کے پاس آیا تھا۔جبکہ رائمہ کبھی زنیا کو دیکھ رہی تھی کبھی روحان کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

آف کورس اپنے شوہر نامدار کو۔زویا نے مزے سے لیز کھاتے کہا تھا۔زویا کی شرارت سمجھ روحان مسکرایا تھا۔

اچھا پھر میں اپنی بیگم کو رومانٹک بن کر دیکھا دیتا ہوں۔ پر بعد میں بیگم کی سانسیں ہی سینے میں اٹک جاتی ہیں۔ روحان ذو معنی بات کرتا ہوا زویا کی جانب بڑھا تھا۔ زویا روحان کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ لیز رائمہ کی گود میں پھینکتی بھاگی تھی۔

زویا بے بی کدھر بھاگ رہی ہو اب ڈر کے؟؟ روحان بھی زویا کے پیچھے بھاگا تھا۔ روحان نے ایک ہی جست میں زویا کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔

ہاں اب بولو کیا کہہ رہی تھی؟؟ زویا کی شرارت سے چمکتی آنکھوں میں اپنی خمار آلود آنکھیں گاڑتے بولا تھا۔

میں؟؟ وہ میں کہہ رہی تھی۔۔۔ زویا جملہ ادھورا چھوڑے روحان کو دھکا دیے پیچھے ہوئی تھی۔ جبکہ اس پکڑن پکڑائی کو رائمہ بھرپور طریقے سے تالیاں بجاتی اور چیخیں مارتی انجوائے کر رہی تھی۔

اٹس ناٹ فیئر مسز! ہیں نا رائمہ آپکی پھپھو نے چیٹینگ کی ہے۔ روحان نے کہتے ساتھ رائمہ کو اپنی گود میں بھر کر اچھالا تھا جس کی وجہ سے وہ ایک بار پھر ہنستی ہوئی چیخی تھی۔

میں نے چیٹنگ کی ہے چیٹر تو آپ ہیں بات کہاں کی کہاں لے گ ئے تھے۔ زویا نے کہتے ساتھ صوفی پڑا کشن روحان کو مارا تھا جو روحان کی پشت پر جا کر لگا تھا۔

رائمہ کی چیخیں سن سارے لاؤنج میں آئے تھے مگر اندر کا منظر دیکھ سب کو جھٹکا لگا تھا۔اندر وہ تینوں بھرپور طریقے سے کشن فائیٹ میں مصروف تھے۔یوں معلوم ہو رہا تھا جیسے ہر چیز کو ہلا کر رکھ دیا گیا ہو۔

روحان میں کہہ رہی ہوں اب اگر آپ نے میرے بال کھینچے تو میں بہت برا پیش آؤں گی۔زویا غرائی تھی۔ جبکہ روحان قہقہہ لگا کر ہنسا تھا۔

اسکے ہنسنے پر رائمہ نے دو دانتوں کی نمائش کرتے اپنے چھوٹے چھوٹے سفید ہاتھوں میں تھاما کشن زویا کی جانب بڑھایا تھا۔رائمہ کی حرکت پر زویا بھی قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔

زویا کو پرانے روپ میں دیکھ زرارا بیگم کی آنکھیں بھر آئیں تھی۔ جبکہ مسز شرمین اور ریاست ملک روحان کو اس طرح کھلتے دیکھ منہ کھولے کھڑے تھے۔ سب کو دروازے میں کھڑا دیکھ روحان کی ہنسی کو بریک لگا تھا۔ جبکہ زویا بھی اب خاموش ہوئی تھی۔

وہ۔۔وہ سوری آنٹی زویا نے اِدھر ادھر کا جائزہ لے کر سر جھکاتے کہا تھا۔زویا کی حرکت پر مسز شرمین مسکرائی تھی۔

سوری کس بات کی تمہارا ہی گھر ہے۔ مسز شرمین نے زویا کے گال پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔ مسز شرمین کی بات سن زویا کے آنکھوں کی چمک واپس آئی تھی۔ بازل نے آگے بڑھ رائمہ کو اٹھایا تھا۔

رائمہ چڑیل سے دور رہنا یہ پھر زندہ ہو گئی ہے۔ بازل زویا کی جانب دیکھتے بولا تھا۔ جبکہ زویا کو اس طرح دیکھ خوش تو سارے ہی تھے۔

بالکل نہیں یہ تو میری ٹیم ہے۔زویا نے رائمہ کو بازل کی گود سے لیا تھا یا یوں کہنا بہتر ہو گا کہ چھینا تھا۔

کیوں رائمہ ؟؟زویا اب رائمہ سے تصدیق ہے جس پر رائمہ نے بڑے مزے سے ہاں میں سر ہلایا تھا۔رائمہ کی حرکت پر سب کا قہقہہ گونجا تھا۔

چلو جاؤ اب دونوں شام کو ریسیپشن ہے تم دونوں کی۔ریاست صاحب گھڑی کی جانب دیکھتے بولے تھے۔جبکہ ریاست صاحب کی بات پر روحان سر ہلاتا آگے بڑھا تھا زویا بھی روحان کے پیچھے ہی بھاگی تھی۔

* _____ *

زویا روحان کی ہمراہی میں ہال کے اندر داخل ہوئی تھی۔سپاٹ لائیٹ میں وہ دونوں ایک ساتھ چلتے مکمل لگ رہے تھے۔انکو دیکھ سارے مسکرائے تھے۔ وہ دونوں اب سٹیج پر جا کر بیٹھے تھے۔

روحان بات سنیں۔روحان ابھی اپنے کچھ کولیگز سے مل کر آیا تھا جب زویا کے بلانے پر اسکی جانب متوجہ ہوا تھا۔

ہاں بولو۔روحان نے زویا کو نظروں کے حسار میں لیتے کہا تھا۔جو سلور رنگ کی میکسی پہنے ہمیشہ کی طرح حجاب کیے ہوئے تھی۔

مینیو میں کیا ہے؟مجھے بھوک لگ رہی ہے۔.زویا نے مسکین سی شکل بنا کر کہا تھا۔جبکہ زویا کی شکل دیکھ روحان نے بامشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا تھا۔

تمہیں کیا کھانا ہے؟روحان نے مسکراتے پوچھا تھا۔

مجھے گول گپے کھانے ہیں زویا نے فرمائش کی تھی۔

گول گپے تو مینیو میں نہیں ہیں۔روحان نے زویا کو دیکھتے کہا تھا۔

تو کیا ہوا ہم باہر چلتے ہیں ناویسے بھی میں بور ہو گئی ہوں بیٹھ بیٹھ کر زار اڈارلنگ میرا مطلب ماما بھی اٹھنے نہیں دے رہی یہاں سے۔اور آپکو تو پتا ہی ہے مجھے بڑا شوق ہے ایڈونچر کا سب کو بتائے بغیر چلتے ہیں۔ زویا ایکسائیٹڈ ہوتی بولی تھی

زویا کی بات سن روحان کو جھٹکا لگا زویا تم یہ کہنا چاہ رہی ہو ہم اپنی ہی ریسیپشن کے فنکشن سے بھاگ جائیں؟ روحان نے حیرت سے پوچھا تھا۔

بالکل زویا پر سکون ہو کر بولی تھی۔ جبکہ روحان بھی شرارت سے مسکرایا تھا۔

زویا پر تم جا کہاں رہی ہو؟ ہانیہ جو زویا کے کہنے پر اسکے ساتھ ریسٹ روم آئی تھی زویا کو شال لیتا دیکھ بولی تھی۔

میں روحان کے ساتھ جا رہی ہوں حارث بھائی اور باقی سب کو بھی پتا ہے ہم رات تک آجائیں گے۔زویا مسکراتی ہوئی بولی تھی۔

تم نے جانا ہے تو سب بڑوں بھی کو بتا کر جاؤ۔ہانیہ نے پریشدنی سے کہا تھا

ایسے جانے کا کیا خاک مزا آئے گا۔ تھوڑا ایڈونچر بھی تو ہونا چاہیے نا لائف میں۔ زویا کہتی ساتھ ہانیہ کا گال کھینچی ہال کے بیک سائیڈ پر آئی تھی جہاں روحان کار سے ٹیک لگائے اسکے انتظار میں ہی مصروف تھا۔

زویا کے بیٹھنے پر روحان بھی پھرتی سے گاڑی سٹارٹ کرتا بھاگا لے گیا تھا۔ہال کی حدود سے باہر نکلنے کے بعد ان دونوں کا قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا۔

زویا کہاں ہے؟ مسز شرمین نے زارا بیگم سے پوچھا تھا ابھی تو یہی تھی ہانیہ کے ساتھ۔ زارا بیگم نے جواب دیا تھا۔ ریاست صاحب یہ روحان کہاں ہے نظر نہیں آرہا مسز شرمین اب ریاست صاحب سے مخاطب ہوئی تھی۔

پتا نہیں میں تو خود ڈھونڈ رہا ہوں یہاں اسکے بزنس پارٹنرز کو میں ڈیل کر رہا ہوں خود پتا نہیں یہ لڑکا کہاں ہے۔

انکل وہ دراصل روحان زویا کو لے کر کہیں باہر گیا ہے۔حارث نے آکر سب کو اطلاع دی تھی۔حارث کی بات سن زارا بیگم نے اپنا ماتھا پیٹا تھا۔

کوئی کام بھی یہ لڑکی صحیح نہیں کرتی یقیناً اسی کا آئیڈیا ہو گا۔جبکہ صدیقی صاحب جی جان سے مسکرائے تھے۔ انکی بیٹی خوش تھی ایک اچھا انسان اسکا ہمسفر بنا تھا۔صدیقی صاحب اب مطمئن تھے۔

_____

روحان نے زویا سے گول گپا لیتے اپنے منہ میں ڈالا تھا۔جبکہ روحان کی حرکت پر زویا تلملا ہی گئی تھی۔

یہ میں کھانے والی تھی۔آپ نے کیوں کھایا۔زویا پیچ و تاپ کھا کر بولی۔

اب یہ سارے میں کھاؤں گی۔زویا نے روحان کی پلیٹ اپنی جانب کھسکائی تھی۔

ایسے کیسے میں نے ایک کھایا ہے تم بھی ایک ہی کھاؤ۔ روحان بھی زویا کے انداز میں بولا تھا۔ جبکہ سامنے کھڑا دکاندار اس کپل کو حیرت سے دیکھ رہا تھا جو آدھے گھنٹے سے کھا کم اور لڑ زیادہ رہے تھے اور اب ایک بار پھر لڑنے لگے تھے۔

جبکہ زویا اور روحان کی یہ نوک جھوک ساری عمر جاری رہنے والی تھی۔

****

ختم شد۔۔۔۔۔